گرگ اینڈ کو تھوک کتبخانہ کھاری باولی۔ دہلی

Price 1/-

سنگھاسن بتیسی
اردو
پبلشرز
گرگ اینڈ کو تھوک کتبخانہ کھاری باؤلی دہلی
چکرورتی پریس دہلی
قیمت ایک روپیہ

دُنیا میں ہنروالے سب سے زیادہ دولتمند ہیں

موٹر مکینک بن کر ورکشاپ کھولو اور ہزاروں رُوپیہ ماہوار کماؤ

موٹر مکینک ٹیچر (باتصویر)

دُوسرا روائزڈ ایڈیشن

مصنفہ شری وید پرکاش شرما

اس کتاب میں زمانہ حال کی تمام نئے نئے چالو موڈل فورڈ شورلیٹ وغیرہ وغیرہ موٹر کاروں کی تمام مشکل ترین باتوں کے متعلق اصولی اور عملی کام کے طریقوں کی تشریح کرنیکے بعد موٹر کار کی عملی طور پر مرمت کرنیکا کام سکھایا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ نئی نئی موٹر کاروں کی بجلی کا پورا پورا حال جو قبل ازیں کسی کتاب میں نہیں دیا گیا ہے۔ درج کرکے زمانہ حاضرہ کی جدید موٹر کاروں کے بیان کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ جگہ جگہ سینکڑوں نقشے ٹیبل اور بلاکوں کے فوٹو دیکر موٹر کے جسمانی حصوں کو صاف صاف دکھلایا گیا ہے جن سے ایک معمولی پڑھا لکھا آدمی پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کتاب کے اندر سوال اور اُن کے جواب لکھکر نہایت مفید اور کارآمد بنا دیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس کتاب کا موٹر یا کسی انجن کے کلینر موٹر ڈرائیور۔ آئیل انجن ڈرائیور۔ فٹر مستری سے موٹروں کے مالک مکینک کا کام سیکھنے والوں کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

مصنف کوی راج ہرنام داس بی۔

کی تصنیف کردہ کتابیں

ہدائیت نامہ خاوند	...	ایک رو[illegible]
ہدائیت نامہ بیوی	..	ایک روپیہ
ہدائیت نامہ غذا	...	ایک رُوپیہ
ہدائیت نامہ صحت	..	ایک روپیہ
ہدائیت نامہ پرورش بچگان		ایک روپیہ
محافظ جوانی	...	

گیس ویلڈنگ

جس میں ویلڈنگ رو[illegible] آسان طریقے لوہا کا[illegible] ایلومینیم۔ تانبا اور پیتل کے ویلڈنگ سے کٹی ہوئی دہاتوں کی شکل اور ویلڈنگ کا پورا پورا کام اور طریقے خلاصہ طور [illegible] کتاب کا ہر ویلڈر کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت تین [illegible]

پرانی گھڑیوں ٹائم پیسوں اور کلاکوں کی مرمت کرو اور بیس رُوپیہ روزانہ کماؤ

گھڑی سازی

اس کتاب میں ہر قسم کے نئے اور پُرانے موڈل کے کلاکوں ٹائم پیس اور گھڑی کو کھولنے صفائی کرنے اور اُن کے مرمت کرنے کے پورے پورے طریقے گھڑی سازی میں کام آنے والے تمام پُرزے اور اوزاروں کے نام معہ اشکال دیئے گئے ہیں جس کی مدد سے فالتو وقت میں گھنٹہ دو روزانہ کام کرکے دس بیس روپیہ روز کماؤ۔ قیمت صرف تین رُوپے

ورکشاپ گائیڈ (فٹر ٹریننگ)

اِس کتاب میں انجینیرنگ ورکشاپ کارخانہ جات میں ہونے والے جملہ کام یعنی خراد ملنگ ویلڈنگ ڈہالکا دھاتوں کا کام اور ان کی اقسام و وزن طاقت پیمایش و حساب اور فٹنگ نجاری کے کام بذریعہ تصاویر (لیتھو فوٹو) بہت سے ابواب میں سمجھائے گئے ہیں۔ غرضیکہ کتاب ہذا کاریگروں کیلئے مشیر اور پرنٹیوں کی اُستاد اور بے ہنروں کی رہنمائے دستکاری ہے۔ قیمت اُردو ہندی [illegible]

الیکٹرو پلیٹنگ

مصنفہ:۔ سردار موتا سنگھ

اس کتاب میں جدید طریقے سے چھوٹے پیمانہ پر اور بڑے پیمانہ پر ہر ایک دھات کی ملمع سازی و الیکٹرو پلیٹنگ الیکٹرو ٹائپ بلاک سازی کا بیان اس طریقہ سے درج کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص بذات خود بیٹری اور دیگر سامان بنا کر یہ کام شروع کر سکتا ہے۔ یہ کتاب دونوں قسم کے آدمیوں کے لئے مفید ہوگی۔ ۱۔ جو کام کر رہے ہیں ۲۔ جو کام کرنے کے خواہشمند ہیں۔ قیمت اُردو۔ ہندی ہر دو زبان میں صرف تین روپے ڈاکخرچ الگ

رہنمائے فوٹو گرافی

فوٹو گرافی کے لئے بہترین تحفہ۔ آج کل فوٹو گرافر بہت اچھے پیسے کما رہے ہیں اور یہ فن بہت زیادہ ترقی کر رہا ہے اس کام کے کرنے والا دس روپے روزانہ بآسانی کما سکتا ہے۔ آج ہی یہ کتاب منگا کر فائدہ اُٹھایئے۔

قیمت صرف دو رُوپے علاوہ ڈاک خرچ

ٹریکٹر گائیڈ

ہمیشہ کے لئے غریب بیل کی گردن سے جوا آتار پھینکئے۔ اور ہماری اس کتاب میں ہر قسم کے گھٹیا اور بڑھیا تیلوں سے چلنے والے اور ہر ایک نئے موڈل ٹریکٹروں کو سٹارٹ کرنا اور اُن کے انجنوں سے بہت سے دُوسرے کام لینا۔ اس کے کل پرزوں سے واقف ہونا۔ پیدا ہونے والی خرابیوں کو جاننا اور اُن کے ٹھیک کرنے کے متعلق ساری باتیں تفصیل سے شکلوں کے ذریعے سمجھائی گئی ہیں جس زمین کو ہم نے خراب اور بیکار سمجھکر چھوڑ دیا تھا۔ اب ہزاروں من غلہ ہوتا ہے۔ قیمت صرف چار رُوپے۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار

موٹر ڈرائیونگ ٹیچر

اس کتاب میں موٹر ڈرائیونگ سے تعلق رکھنے والی ہر ایک بات اتنے اچھے طریقے سے سمجھائی گئی ہے کہ مشکل سے مشکل مضمون آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے۔ کتاب کے خاص خاص بیان اس طرح کے ہیں گاڑی ڈرائیور انجن کنٹرول۔ انجن اسٹارٹ کرنیکا طریقہ۔ بریکوں کا استعمال۔ انجن کے خاص خاص پُرزے کولنگ گنیشن لبریکیشن۔ الیکٹریکل ٹائمنگ باھنا ند انجن میں ہونیوالی خرابیاں اور اُن کا ٹھیک کرنا۔ ایمرجنسی ریپئر موٹر ایکٹ چوراہوں وغیرہ کے نشانات اور اشارات کا مکمل طور پر بیان معہ اشکال کے درج کیا گیا ہے۔ ہر ایک موٹر ڈرائیور کے پاس اس نایاب کتاب کا ہونا نہائیت ضروری ہے۔ قیمت صرف تین رُوپے

ڈاک خرچ بذمہ خریدار

الیکٹرک وائرنگ باتصویر

اس کتاب [illegible] تمام قسم کی ہاؤس وائرنگ اور سی۔ ٹی۔ ایس وائرنگ سینٹ ٹیوب کی وائرنگ اور انڈر گراؤنڈ وائرنگ [illegible] پاور وائرنگ وغیرہ بجلی کی موٹروں کے متعلق پوری واقفیت ہے اس کتاب کی مدد سے الیکٹرک وائرمین کا سرکاری امتحان آسانی سے پاس کیا جا سکتا ہے۔ بجلی کے بارے میں پوری [illegible] حاصل کرنے والوں کے لئے ازحد مفید کتاب ہے۔ قیمت [illegible]

کروڈ آئیل انجن گائیڈ

آئیل انجنوں، ڈیزل بلیک اسٹون کروسلے وغیرہ کا بیان [illegible] ریل اور سمندری جہازوں میں استعمال ہوتے ہیں معہ [illegible] کے مفصل طور پر تمام باتیں لکھی گئی ہیں خاص تعریف یہ ہے کہ [illegible] پوری جانکاری کرائی گئی ہے انجن کے پرزوں کا سیٹ کرنا [illegible] کے حالات، فاؤنڈیشن بنانا اور انجن کی فٹنگ کا بیان کرنا اور سینکڑوں پیچیدہ سے پیچیدہ راز اور مفید باتوں [illegible] کی صورت لکھا گیا ہے شکلوں کی تعداد تقریباً ۵۰ ہے [illegible] کی قیمت صرف تین رُوپے علاوہ ڈاک خرچ

سینما مشین گائیڈ

سینما مشین [illegible] راستہ سیکھنے [illegible] بھیجئے ورنہ ایڈیشن ختم ہو جائیگا۔ یہ وہ کام ہے جس کا [illegible] بھی مندہ نہیں ہوتا ہمیشہ خوب چلتا ہے قیمت صرف [illegible]

کتابیں منگانے کا پتہ } **گرگ اینڈ کو ٹھوک کتب فروش کھاری باؤلی دہلی**

ترجمہ سنگھاسن بتیسی کا اُردو زبان میں۔ آغاز داستان

ایک راجہ بھوج اُجین نگری کا راجہ مہابلی اور بڑا دھنی اور دھرماتما تھا
جتنے لوگ اُس کے راج میں بستے تھے۔ سب چین کرتے تھے۔ راجہ راج پرجا سُکھی
کسی کو کوئی دُکھ نہیں دے سکتا تھا۔ یہ انصاف اُس کے یہاں تھا کہ شیر اور بکری
ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔ اور سب اُس کے آسرے جیتے تھے۔ پرمیشور نے جیسے اُسے
دُنیا کے پردے پر اُتارا، سب بے سہاروں کا کیا سہارا۔ اور اُس کا رُوپ دیکھکر چودہویں
کے چاند کو چکا چوندھی آتی۔ بڑا ہوشیار و عقلمند تھا۔ اچھی اچھی باتیں سب اُس میں
سمائی تھیں۔ بھلائی اُس کی تمام سنسار میں مشہور تھی۔ اور نگری اُس کی ایسی بستی تھی
پیچھے رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ وہ بھرا بھرا نگر، شاد شاد نگر، نئے نئے طور کے اچھے اچھے
مکان بنے ہوئے۔ چوپڑ کا بازار، درمیان میں نہریں بہتی ہوئیں، دُکانوں میں ایک
ایک دُوکاندار۔ بزاز، سوداگر، کاریگر، سُنار۔ لوہار کسیرا کناری بافت کوفت گر جلا
کار، آئینہ ساز اپنے اپنے کام میں سرگرم تھا۔ جوہری بازار میں جواہرات سے کشتیاں
بھری تھیں۔ موتی، مُونگے، زمرد، یاقوت، لعل، نیلم، پکھراج جوہری دیکھتے بھالتے
تھے۔ اور خریداروں سے بازار بھرا رہتا تھا۔ اس کے برابر والی دُوکانوں میں میوہ فروش
ولائتی انار، سیب، ناشپاتی انگور سے پٹا دے ٹپاریاں بھر کر لگائے ہوئے
اور چھوہارے، پستہ، بادا موں کے لگائے ہوئے بیچ رہے ہیں۔ پھول والے پھول
گوندھ رہے۔ گندھیوں کی دُوکانیں، تیل پھولیل عطر کی لپٹوں سے مہک رہی ہیں
اور سُپاری والی دُوکانوں میں پوڑہ بن دھنیہ سُپاری کے باندھکر لگائے ہوئے
ڈبیہ معجون کی آگے دھری ہوئیں سُپاریاں کتر رہے ہیں۔ بساطی ہر طرح کی جنس سے
چنے ہوئے مول گاہکوں سے کر رہے ہیں۔ چوک چوکور بنا ہوا، مینا بازار لگا ہوا تیسرے
پہر کو گدڑی لگی ہوئی اسباب طرح طرح کا نیا پُرانا بیچنے والے بیچ رہے ہیں۔ گھوڑے
ہر طرف بجا رہے ہیں۔ کہیں ناچ رنگ، کہیں قصّہ ہو رہا ہے۔ کہیں معشوق عاشق

کا ملاپ ہو رہا ہے۔ دن رات ہی سماں تھا۔ باغ باغیچے سیر و تفریح کیلیے بنے ہوئے تھے۔ اور پھول کیاریوں میں کھلے ہوئے۔ تالاب میں کنول پھولے ہوئے۔ باولیوں میں پانی چھلکتا ہوا۔ ہر ایک کنوئیں پر رہٹ چلتا ہوا پنگھٹ لگا ہوا . . . . . . راجہ کے چوراسی خاص محل اور نیچے اونچے دروازے خوش قطع چاروں طرف چار دیواریاں سیدھی بنائی ہوئیں۔ اندر باہر مکان اٹھے اٹھے بنے ہوئے۔ کوٹھریاں والا دالان۔ باریاں دریاں بالاخانے، چو محلے، ہشت محلے رنگ محل شیش محل۔ ہر ایک در پر پردے لگے ہوئے۔ فرش جابجا بچھایا ہوا مسند تکیے لگے ہوئے شہ نشینوں میں دنگل اور کرسیاں سونے روپے کی جڑاؤ۔ بگلی ہوئی طاقوں میں شیشے بید مشک گلاب کے چنے ہوئے۔ سائبان طاس بادلے کے کھنچے ہوئے۔ صحن میں چوپڑ کی نہریں پانی سے بھری لہریں لیتی ہوئی مشک گلاب سے بھرے ہوئے حوض فوارے چھوٹے ہوئے آب جوئیں چاروں طرف سے جاری، سرو کھڑے ہوئے اور چھوٹے چھوٹے درخت لگے ہوئے روشن اور درست پھول ہزاروں رنگ کے کیاریوں میں کھلے ہوئے۔ ہر ایک محل میں ایک ایک رانی عیش اور کامرانی سے راجہ کا دل ہاتھوں میں لئے رہتی ہے۔ ناچ رات دن ہوتا تھا اور وہ ایسا گھر تھا کہ جو باتیں موتی پروتا تھا۔ اور قسم قسم کے صاحب کمال جیسے نونتن اسکی مجلس میں حاضر رہتے تھے راجہ اندر اس سبھا کو دیکھکر رشک کی آگ سے جلتا تھا۔ اور اس کا اکھاڑہ دیکھکر حسرت کے ہاتھ ملتا تھا۔ رنڈی اور مرد اس کی صورت پر دیوانے تھے کہ جس نے ایک بار دیکھا آپے میں نہ رہا۔ جس نے اس کی خوبصورتی کا حال سُنا، بے چین ہوا۔

یمن کے سرشار جوکہن کا آنار جوان چاتر صاحب تدبیر تھا۔ اُس کی سیر و تماشہ کو شہر کے کنارے پر باغبان نے کوسوں تک کیاریاں بنائی تھیں۔ اور ہر رنگ کے پھولوں کی بہاریں دکھائی تھیں۔ اُن کے برابر ایک کھیت میں کئی ارائیں لئے کھڑے ہوئے تھے۔ جب وہ آگے چلیں تمام کھیت میں پھیل گئیں۔ اور خوب ہرا بھرا دل ہوئی۔ تب اُس کھیت والے نے اُس کی رکھوالی کو مکان تجویز کیا۔ کہ درمیان میں ایک چوکا زمین خالی رہ گیا ہے۔ جو کچھ اس میں جما ہے۔ ارائیں نے اُس پر ایک مچان سا باندھ دیا۔ اُس پر چڑھکر چاروں طرف نگاہ کرتے ہی کہنے لگا۔ کہ کوئی ہے

اُسی وقت راجہ بھوج کو گڑھی سے پکڑ لادے۔ سزا کو پہنچاوے۔

راجہ کے نوکروں میں سے ایک نے اِس بات کے سُنتے ہی ٹانگ پکڑ کر اُسے نیچے گرا دیا۔ اور مُنہ پر تھپڑ مار مار کر سارا مُنہ سُجا دیا۔ کان پکڑ کر اُٹھا دیا۔ غرور کا نشہ جتنا چڑھا تھا سب اُتر گیا۔ عاجز ہو کر پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں نے کیا ایسی تقصیر کی ہے کہ جو مجھ پر اتنی مار پیٹ ہوئی۔ اِدھر اُدھر راستے چلنے والے لوگ جو وہاں جمع ہوئے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ تُو نے ایسی بات مُنہ سے نکالی۔ کہ اگر راجہ سُنے ابھی تجھے توپ کے مُنہ پر رکھکر اُڑا دے۔ سُنتے ہی وہ گڑگڑایا اور ڈر کے مارے دم ہونٹوں پر آ گیا۔ منّت وزاری سے چھُوٹ گیا۔ راجہ کے اِس سپاہی نے وہاں سے گھر کی راہ لی۔ پر وہ جب مچان پر چڑھا ایسی بات کہے بِن نہ اُترتا۔

ایک دِن چار ہرکارے راجہ کے کسی کام کو کسی طرف روانہ کئے۔ وہ رات کو اُدھر سے آ رہے تھے۔ وہ مچان پر چڑھا ہُوا بک رہا تھا۔ کہ بُلاؤ ہمارے دیوان کو اور اہلکاروں کو کہ اِس جگہ خاصے خاصے محل اور ایک گڑھی بنا دیں۔ سب سامان لڑائی کا اِس میں جمع کریں۔ کہ میں راجہ بھوج سے لڑوں۔ اور میری سات پُشت کا راج یہ راجہ کرتا ہے۔ یہ سُنتے ہی اِن چار ہرکاروں کو اچنبھا ہُوا۔ اور سُنتے ہی غصّہ آیا۔ ایک نے غصّہ سے کہا۔ اِسے جان سے مار دو۔ دُوسرے نے کہا اِس کی مشکیں باندھ کر راجہ کے پاس لے چلو۔ وہ اُس کے حق میں جو چاہے سو کرے تیسرے نے کہا۔ اِس نے شراب پی ہے۔ متوالا ہے۔ مُنہ میں جو آیا بک دیا۔ چوتھے نے کہا۔ پھر سمجھا جاویگا۔ اب جانے دو۔ دیر ہو گئی ہے۔

آپسمیں یہ بات کہکر راجہ کے پاس گئے۔ پہلا مجرا کیا۔ اور جہاں بھیجا تھا وہاں کا ذکر کیا۔ راجہ نے سُن کر فرمایا۔ ہمارے راج میں سب لوگ خوش رہتے ہیں۔ اپنے اپنے گھر میں بیٹھکر ہمارے حق میں کیا کیا کہتے ہیں؟

تب اُنھوں نے ہر ایک کا احوال جو کچھ اُنھوں نے سُنا تھا۔ راجہ کو سُنایا۔ راجہ نے کہا ہم کو وہاں لے چلو۔ راجہ اُن ہرکاروں کے ساتھ وہاں گیا

اور چھپ کر کیا سُنتا ہے۔ راجہ بھوج کو گڑھی سے پکڑ لاویں۔ اور ماریں۔ اُس سے جلدی میرا راج لیویں۔ اس میں جپ اور دھرم نہیں۔

یہ سُنتے ہی راجہ کو خوف سا ہُوا۔ ہرکاروں کو ہمراہ لیکر گھر کو آیا۔ فکر کے مارے نیند نہ آئی۔ جیسے تیسے رات گذاری۔ پنڈتوں اور نجومیوں کو بُلوایا۔ اور رات کا سب فسانہ زبان پر لایا۔ نجومیوں نے گھڑی دن وچار کر کے کہا۔ راجہ ہمارے وچار میں لکشمی کا لکشمی نظر آتا ہے۔ اور پنڈتوں نے کہا۔ اِس مکان میں دولت ہے۔ یہ سُن کر راجہ نے تمام شہر کے بیلداروں کو حکم دیا کہ وہاں جاکر مکان کی زمین کھودو۔ بیلدار بموجب حکم کے روانہ ہوگئے۔

بعد اِس کے تمام آس پاس کی زمین کھُدوادی۔ چاروں طرف کے گوشے نظر آئے۔ سنگھاسن کے راجہ نے فرمایا۔ باہر نکالو۔ مزدور اُٹھاتے تھے اور وہ ذرا بھی نہ ہلتا۔ تب ایک پنڈت بولا۔ مہاراج یہ دیوتاؤں کا بنایا ہُوا ہے۔ اِس جگہ سے نہ ہلیگا۔ اور نہ اُٹھانے سے اُٹھیگا۔ یہ بلی لیگا۔ اِس کو بلی دیجیے۔ بغیر زور کے اُٹھ آویگا۔

راجہ نے کروڑوں بھینس بکریاں وہیں بلی دیئے۔ چاروں طرف باجے بجنے لگے اور جے جے کار ہونے لگی۔ تب بلی لیتے ہی وہ سنگھاسن ہاتھ اُٹھاتے ہی اُوپر اُٹھ آیا۔ جھاڑ کر ایک جگہ پاکیزہ زمین پر رکھدیا۔ راجہ سنگھاسن دیکھکر بہت خوش ہُوا۔ جب اُس کی مٹی چھُٹاکر گرد و غبار دُور کر دی دھو کر صاف کر دیا۔ تو ایسا چمکتا تھا۔ کہ کسی کی آنکھ اُس پر نہ ٹھہرتی تھی۔ جس نے اِس جڑاؤ سنگھاسن کو دیکھا۔ اُسی کو ایشور کی قدرت کا تماشہ نظر آیا۔ کاریگروں نے بنایا تھا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سُنا آٹھ آٹھ پتلیاں چاروں طرف بیٹھی تھیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک کنول کا پھول تھا۔ راجہ نے تمام کاریگروں کو بُلا کر فرمایا۔ جتنا رُوپیہ خرچ ہو۔ خزانے سے لیکر جہاں جہاں کا جواہر جاتا رہا ہے۔ جلدی جڑا کر تیار کرو۔

یہ کہکر راجہ محل میں داخل ہُوئے۔ سنگھاسن بننے لگا۔ پانچ مہینے میں سب تیار ہُوا۔ پتلیاں بن کر ایسی کھڑی ہوئیں گویا ابھی بولتی ہوں۔ آنکھیں ہرن کی

سی. کمر چلنے کی سی. ہنس جیسی چال. جنھوں نے اُن کی صورت دیکھی - اپنی آنکھوں کی پتلیوں میں جگہ دی. اُسے دیکھکر پنڈت راجہ سے سنگھاسن کی چال کی حقیقت کہنے لگے ۔ راجہ ! مرنا جینا سب بھگوان کی اِچھا ہے - لیکن جیتے جی سب جی تب کلنکھ کر لے ۔ یہ سُن کر راجہ بہت خوش ہوا - اور کہنے لگا شائد یہ پُتلیاں بھگوان نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہیں . یا اندر کے یہاں کی اپسرائیں ہیں . یہ کہکر پنڈتوں کو حکم دیا کہ نیک ساعت اچھی لگن بچارو - جو میں اسی ساعت سنگھاسن پر بیٹھوں - سُنتے ہی پنڈتوں نے وِچار کرکے کاتک مہینہ میں ایک دِن بتلایا - سب جوگ اچھے تھے کہا کہ اِس ساعت تم بیٹھو.

راجہ نے بیٹھنے کی تیاری کی - جتنے راجہ اُس کے راج میں تھے اور پنڈت وغیرہ قریبی تھے سب کو نیوتہ بھیجکر بلایا - اور آپ اشنان کرکے اچھے کپڑے پہنے - پنڈت وید پڑھنے لگے اور گندھرب گیت گانے لگے . باجے بجنے لگے . ہر ایک محل میں شادیانے بجنے لگے ونا چ راگ ہونے لگے جتنے لوگ تھے . اِن سب کی ضیافت کی برہمنوں کو گاؤں دیئے - بھوکوں کو کھانا اور روپے ، ننگوں کو کپڑا اور مال اسباب عنایت کیا - رعیت کو بخشش اور انعام دیا - تمام شہر میں خیر خیرات بانٹی فوج کو خلعت اور اضافہ دیا - ہمنشینوں کو طرح طرح کی مہربانیاں اور نوازشیں فرمائیں جتنے لوگ اِس سبھا میں اکٹھے ہوئے . جے جے کار کرتے تھے اور رام کا نام لیتے تھے . بیچ میں سنگھاسن رکھا تھا - اور خوشی خوشی گنیش سُنتا ہوا سنگھاسن کے پاس جاکر کھڑا داہنا پاؤں بڑھانا چاہا . اِس پر رکھے لیے اختیار پتلیاں کھلکھلاکر ہنسیں - سب نے یہ دیکھا - راجہ رُک گیا - اور اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوا - کچھ دہشت کھائی - کچھ اچنبھا ہوا کہ یہ بے جان پتلیاں ہنسیں - سب نے دیکھا - راجہ نے پتلیوں سے کہا - کیا تم نے دیکھا اور کیوں ہنسیں - بیان کرو - کیا میں بلی کا راجہ کا بیٹا یا سچّی نہیں ہوں - یا نامرد ہوں یا بیرحم ہوں یا اور راجہ میرے حکم میں نہیں - یا پنڈت نہیں - یا میرے یہاں پدمنی رانی نہیں - یا

میں راج نیتی نہیں جانتا پھر کس بات میں نالائق ہوں۔ میرے دل میں شک پڑا۔ سو مجھے بتاؤ۔ یہ بات راجہ کی سُن کر اُن میں سے

رتن منجری پہلی پُتلی بولی

راجہ! دل لگا کر میری بات سُنو۔ اور یہ قصّہ میں تم سے بیان کرتی ہوں۔ تم گن گاہک اور قدردان موجود ہو۔ تیں کیں سب درست ہیں۔ سورج بھی تمہارے تجلی اتنا دماغ مت کرو۔ بُرائی کہتا سُنو۔ اِس سنسار کا انت نہیں۔ بھگوان نے اِسمیں قسم قسم کے جواہر پیدا کئے ہیں۔ ایک ایک قدم پر دولت کا گنج اور ایک ایک کوس پر آبحیات کا چشمہ۔ پر تم کمبخت ہو۔ جو نہیں سمجھا۔ اپنے دل میں کیا خیال کرتے ہو۔ کروڑ ہا پڑے ہیں۔ تم نے اُسے ہی میں غرور کرکے اپنے تائیں بھلا دیا۔ اور سنگھاسن جس کا ہے۔ اُس راجہ کے ہاں تم سا ایک ایک ادنیٰ نوکر تھا۔

یہ سُنکر راجہ کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگا اِس سنگھاسن کو میں ابھی توڑ ڈالتا ہوں۔ اتنے میں بررُوچ پروہت راجہ کا بولا۔ راجہ انصاف سے دور ہے۔ پُتلی کی بات کان دیکر سُن لو۔ پھر جو کرنا ہو کرو۔ راجہ نے کہا اِس کا حال کہو۔ تب پُتلی بولی۔ میں کیا کہوں۔ اتنا ہی سُن تم جلکر خاک ہو گئے۔ تم حقیقت اس راجہ کی سُنوگے اور شرمندہ ہو گے اپنے دِلوں کو روؤ گے۔ لوگوں کے آگے ہلکے ہو گے۔ اس کھانے سے کھوانا بھلا ہے تم تو اسی روز مرچکی تھیں اور سنگھاسن لوٹ چکا۔ کہ جس روز ہم سے راجہ بکرماجیت سے بچھڑی تھیں۔ اب ہمیں کیا ڈر ہے۔ اتنے میں دیوان راجہ کا پُتلی سے کہنے لگا۔ کہ کس لئے تو اپنے راجہ کا بیان نہیں کرتی غصہ چھوڑ دے۔ اب بات کر کیوں بھید چھپا رکھا ہے۔ تب پُتلی بولی کہ ساکی بنسار راجہ بڑا بلی تھا۔ اور نگر ساتی میں راج کرتا تھا۔ دیوتاؤں کا پوجنے والا تھا۔ اور تمام دُنیا کو دان دینے والا تھا۔ آگے میں اُس کی کتھا کہتی ہوں۔ میام سومیرا اِس نگری کا راجہ تھا۔ ذات کا برہمن تھا۔ تب گندھرپ سین اُس کا نام ہر طرف بجنے لگا۔ اور اُس کے گھر میں چار برن کی رانیاں تھیں۔ برہمنی۔ چھتری۔ بیسانی۔ شودرنی۔ ان میں جو

برہمنی تھی ۔ بہت خوبصورت نازک تھی ۔ اُس کے ایک لڑکا ہوا ۔ بڑا پنڈت تھا ۔ برسمنت نام رکھا تھا
اے راجہ ۔ ویساکر پنڈت تھا ۔ جتنے علم تھے سب پڑھے ۔ یہانتک کہ موت کا حال بھی کہہ دیتا ۔
اور چھتری نی سے تین بیٹے تھے ۔ اُنھوں نے چھتریوں کا دھرم اختیار کیا ۔ ایک کا نام سنگھ ، دوسرے
کا نام بکرم ، تیسرے کا نام بھرتری ۔ ایک سے ایک بلی چاروں کا نام جگ میں مشہور تھا ۔ انہیں
کام برکھ ملکے لوگ کہتے تھے ۔ بیسانی سے جو بیٹا تھا اُس کا نام چندر رکھا تھا ۔ وہ بڑا اچھی
ور حملل تھا ۔ اور ستودرنی سے جو ہوا ۔ اُس کا نام دھنونتر تھا ۔ چھ لڑکے راجہ کے ہوئے ۔ ایک
سے ایک اچھا ۔ غرض امر سنگھ کے گھرانے میں سب کے سب خوب ہوئے ۔ اور وہ جو برہمنی سے تھا
وہ راجہ کے دیوانی کرتا تھا ۔ اُس سے جب کوئی تقصیر ہوئی تب راجہ نے خدمت لی ۔ وہ لڑکا
وہاں سے نکلکر دھارا پور میں آیا ۔ نے راجہ ! وہاں سب تمہارے بزرگ تھے ۔ اُسے اُن سبھوں
نے مانا ۔ بڑی آؤ بھگت کی ۔ وہاں کا راجہ تمہارا باپ تھا ۔ کتنی مدت کے بعد اُس نے
دغا کر کے اُس راجہ کو مار ڈالا ۔ وہاں راج لیکر جین نگری میں آیا ۔ یہاں آکر مر گیا ۔ سنگھ جو راجہ کا
بڑا لڑکا چھتری نی کے پیٹ کا تھا ۔ وہ آنکر وہاں کا راجہ ہوا ۔ راج کرنے لگا ۔ آگے بات یہ ہے
کہ پنڈتوں نے آکر راجہ سنگھ سے کہا ۔ تیرا دشمن دنیا میں پیدا ہوا ہے ۔ یہ سنکر برہمن سے کہنے
لگا کہ ہمنے شاستر دیکھا ہے ۔ اِس سے پتہ ملتا ہے جو تم نے کہدیا ۔ مگر ایک بات ہم منہ سے
نکال نہیں سکتے ۔ تب راجہ نے کہا خیر تم نے یہ بات کہی ۔ وہ بات کہو ۔ پھر ہمارے وچار میں آتا ہے
کہ سنگھ کو مار کر بکرم راج کرے ۔ یہ سنکر راجہ ہنسا اور کہنے لگا ۔ یہ پنڈت باولے ہیں ۔ انہیں
ذرا گیان نہیں ۔ ایسے بات کہتے ہیں ۔ یہ بات سنی ان سنی جانکر راجہ چپ ہو رہا ۔ پنڈت
اپنے دلمیں شرمندہ ہوئے کہ ہمارے شاستر کو اُس نے جھوٹ جانا ۔ اور ہمیں دیوانہ ٹھہرایا ۔ جب
کئی دن اس پر گذرے ۔ پنڈت اپنے مکانوں میں بیٹھکر نجوم دیکھنے لگے ۔ ان میں سے ایک بولا
میرے وچار میں یہ آتا ہے کہ راجہ بکرم کہیں نزدیک آگیا ہے ۔ تب دوسرا بولا یہاں کسی
جنگل میں ہے ۔ ایک کہنے لگا ۔ اِس جنگل میں تالاب بھی ہے ۔ وہاں اکھاڑہ کر رہا ہے ۔ تب
ایک براہمن اُن میں کھڑا ہو کر چلدیا کیا دیکھتا ہے ایک تالاب پر راجہ بکرم تپسیا کرتا
ہوا مٹی کا ایک مہادیو بنا کر پوجتا ہے ۔ اور ڈنڈوت کر رہا ہے ۔ یہ دیکھکر پنڈت اُلٹا پھر آیا

سب پنڈتوں کو لیکر راجہ کے پاس گیا۔ راجہ سے کہنے لگا۔ تم ہمارے شاستر کو جھوٹ جانتے ہو۔ اب ہم دیکھکر آئے ہیں۔ فلاں جگہ جنگل میں راجہ بکرم آن پہنچا۔ راجہ سُنکر چپ ہو رہا۔ صبح کو اُٹھکر اُس بن میں جاتے ہی چھپکر دیکھنے لگا۔ وہ کیا کرتا ہے۔ راجہ بکرماجیت بیٹھا تھا۔ وہاں سے اُٹھکر تالاب میں نہاکر اپنے آسن پر جا بیٹھا۔ اسی طرح سے مہادیو کی پوجا کرنے لگا۔ راجہ بھی نکلکر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ مہادیو کی پوجا کر چکا۔ تب اُسنے مہادیو پر پیشاب کیا۔ جتنے راجہ کے ہمراہ لوگ تھے، کہنے لگے اُس کی عقل ماری گئی کہ پوجے ہوئے دیوتا پر اُس نے پیشاب کیا۔ ایک پنڈت اُن میں سے بول اُٹھا مہاراج یہ اُلٹا کیا کیا۔ وہ بولا کہ ہم ذات کے براہمن ہیں۔ ہم دیوتا پوجیں یا مٹی۔ تب براہمنوں نے کہا۔ راجہ تمہیں ہم اچھا نہیں دیکھتے۔ تمہاری مت گمت ہو گئی۔ جب انسان کے مرنے کے دن آجاتے ہیں تو اُس کی مت ماری جاتی ہے۔ تب راجہ بولا۔ تم دیوانے ہو۔ مجھے بھی دیوانہ بناتے ہو۔ جو کرتار نے لکھا ہے وہی ہوگا۔ اُسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ سب پنڈت آپس میں کہنے لگے۔ اس راجہ نے کیا اپنا کاج کیا۔ تب راجہ سنگھ نے بکرم کے مارنے کا علاج کیا۔ ساٹھ لکیریں کوئلہ سے جادو کی کیں۔ اور اُس پر بھُس پھیلا دیا۔ جو اُسے معلوم نہ ہو۔ اُن لکیروں میں یہ صفت تھی کہ اُن میں پیر رکھے تو باؤلا ہو جائے۔ اور کھیر امنگا کر جادو کیا ایک چھُری پڑھکر ہاتھ میں رکھی۔ اس چھُری اور کھیر کا یہ اثر تھا کہ جو اس چھُری سے کھیر کاٹے۔ اُس کا سر کٹ جاوے۔ پنڈتوں سے کہا کہ اُسے بُلاؤں۔ لکیروں پر پاؤں دھرکے جو آویگا۔ دیوانہ ہو جاویگا۔ یہ کھیرا جو لیکر کھائیگا اُس کا سر کٹ جائیگا۔ جتنے چھتری راجہ کے ساتھ تھے اپنے دلمیں فکرمند ہوئے کہ اُس راجہ نے دغا کی۔ یہاں کی چھتریوں کا دھرم نہیں ہے۔ راجہ نے بکرماجیت کو بُلایا آؤ بیٹھکر ایک جگہ کھیرا کھائیں۔ وہ راجہ جوگی تھا۔ سب علم جانتا تھا۔ ان سب لکیروں سے بچکر سنگھاسن کے پاس جاکر کھڑا رہا۔ کھیرا چھُری اُس کے ہاتھ سے لیکر داہنے ہاتھ میں چھُری اور بائیں ہاتھ میں کھیرا لیا۔ راجہ سنگھ غافل تھا۔ فرق کرکے چھُری ماری راجہ کا کام تمام کیا۔ رتن منجری نے یہ بات ظاہر کی کہ سُن راجہ بھوج اس بات کو بھگوان رحم کرے تو تنکے سے پہاڑ کردے۔ اور غضب کرے تو پہاڑ سے تنکا۔ کتاب میں جو لکھا ہے وہ جھوٹا نہیں۔ جب ماں کے پیٹ میں انسان آتا ہے۔ تو چار باتیں ساتھ لاتا ہے۔

نفع، نقصان، دکھ، سکھ۔ تین لوک چودہ طبق میں پھرے۔ لیکن قسمت کا لکھا نہیں ٹلتا بھائی کو مارا دل میں خوش ہوا۔ اس کے لہو کا ماتھے پر ٹیکا دیا۔ اٹھکر سنگھاسن پر بیٹھا جتنے راجہ اس کے ساتھ کے تھے سب سن کر خوش ہو گئے۔ دونوں وقت دربار میں حاضر رہنے لگے۔ کچھ دن کے بعد راجہ ایک دن شکار کو چلا۔ کتے، باز، بحری جتنے جانور شکاری تھے ساتھ لئے۔ جتنے لوگ تھے سب چلے۔ تیر انداز بھی چلے۔ ایک جنگل میں پہنچے۔ ہرن کے پیچھے راجہ نے گھوڑا ڈالا۔ راجہ اکیلا ہرن کے پیچھے بہت دور نکل گیا اور ایک بڑے جنگل میں جا نکلا۔ وہاں جا کر فکر کرنے لگا۔ کہ میں کہاں آیا راہ بھولا اور ساتھی بھی۔ اتنے میں جو نظر کی تو ایک بڑا درخت دیکھا اور اس درخت پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دیکھا تو جنگل ہی جنگل نظر آتا تھا۔ مگر ایک طرف جو دیکھا تو شہر نظر آیا۔ اس کو دیکھکر ذرا ہمت سی بندھی۔ وہاں کا تی آبادی تھی جسکے اوپر کبوتر اڑ رہے تھے اور چیلیں منڈلا رہی تھیں۔ سورج کی جھلک سے حویلیوں کے کلس چمک رہے تھے۔ اپنے دل میں کہنے لگا کہ نیا شہر میں نے دیکھا کل کو اسے چھین لوں گا۔ اس نگر کے راجہ کا دیوان جس کا نام لون برن تھا۔ وہ کوؤں کے بھیس میں رہتا تھا۔ اس طرف سے اڑا جاتا تھا۔ اس نے راجہ کے منہ سے یہ بات سنی بہت ناراض ہوا۔ غضب سے اس کے منہ میں بیٹ کر دی۔ راجہ غضب میں آیا۔ اتنے میں کچھ لوگ اس کے پاس آ پہنچے۔ ان کے ساتھ اپنے شہر میں داخل ہوا۔ دیوان کو حکم دیا جہاں میں جتنے کوے ہیں پکڑوائے جاویں۔ اتنی سن کر چاروں طرف سے بھیلے کوؤں کو پکڑ لائے اور پنجروں میں بند کئے۔

راجہ نے جا کر ان کوؤں سے کہا۔ کہ اے چنڈالو۔ وہ کون سا کوا ہے جس نے ہمارے منہ میں بیٹ کی۔ تم سچ کہو تو ہم چھوڑ دیں گے۔ نہیں تو سب کو مار دوں گا۔ یہ سن کر کوے بولے مہاراج ہم میں سے کوا کوئی نہیں رہا۔ جو پکڑا نہیں گیا۔ وہ کام ہم سے نہیں ہوا۔ تب راجہ زیادہ خفا ہوا۔ تب انھوں نے کہا مہاراج سچ پوچھتے ہو تو ہم کہتے ہیں باہو بل ایک راجہ ہے۔ آدمی سے امرت تک اس کا راج ہے۔ اس کا دیوان لون برن بڑا دانا پنڈت ہے کوؤں کے بھیس میں رہتا ہے۔ یہ اس کا کام ہے تب راجہ نے کہا کہ کس طرح سے آدے

اس کا سمجھ کر مجھے علاج بتاؤ۔ دو کوّے وہاں گئے۔ اُن کی لوت برن نے بہت ہی آؤ بھگت کی۔ اور کہا کہ تم یہاں کس لئے آئے ہو۔ وہ بولے۔ مہاراج! تمہارے بغیر سب کوّے ملے جاتے ہیں۔ جو تم راجہ بکرم کے پاس چلو تو ہم سب کی جان بچ سکتی ہے۔ لوت برن بولا۔ دھن بھاگ جو تم میرے پاس اپنا مطلب سمجھکر آئے۔ جو کچھ مجھ سے ہوگا میں دریغ نہ کروں گا۔ یہ کہکر راجہ کے پاس آیا۔ راجہ سے اجازت لیکر اُن کے پاس گیا۔ جب سب کوؤں نے دیکھا تب اُس منتری نے راجہ سے کہا۔ جس کا نام لیتے تھے وہ یہی ہے۔

راجہ نے دیکھکر باعزت اپنی گدّی پر بٹھایا۔ اور کُشل پوچھی۔ وہ دُعا دیکر بولا کس لئے آپنے یاد کیا۔ کس لئے اِن کوّوں کو بند کیا۔ تب لوت برن نے یہ بات پوچھی۔ راجہ کہنے لگا۔ ایک دن میں شکار کو گیا۔ اتفاقاً جنگل میں راہ بھول گیا۔ تب ایک پیڑ پر چڑھکر چاروں طرف کو دیکھنے لگا کہ ایک کوّے نے مجھ پر بیٹ کر دی۔ اسلئے میں نے انکو بند کیا جبتک انمیں سے کوئی سچ نہ کہیگا۔ ایک کو نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ مار ڈالوں گا۔

پھر لوت برن بولا۔ سوامی یہ کام میرا ہے۔ جب تمہیں میں نے مغرور دیکھا غصہ آیا۔ عقل میری جاتی رہی۔ یہ سُنکر راجہ بہت ہنسا اور پکڑ کر کہنے لگا۔ مجھے غرور، نخوت۔ کیوں نہیں۔ راجہ میں ہوں دانائیں ہاں جو بات مجھ میں نہیں وہ کہو۔ تم نے جو دیکھا بیان کرتا ہوں۔ راجہ باہوبل وہاں کا قدیم راجہ ہے۔ اور تمہارا باپ گندھرب سین وہاں کا دیوان تھا۔ راجہ کو اُس کی طرف سے کچھ بے اعتباری ہوئی۔ تب اُسے چھوڑ دیا۔ وہ نگر امبادی میں آیا۔ اسجگہ کا راجہ ہوا۔ اُس کا بیٹا تو بکرم ہے۔ پر جبتک راجہ باہوبل تجھے راج تلک نہ دیگا۔ تب تک تیرا راج اچل نہ ہوگا۔ جو خبر پادیگا تب ہی چڑھ دوڑیگا۔ اور تجھے آکر ایک گھڑی میں خاک کے برابر کر دیگا۔ تو کسی طرح سے راجہ کے پاس جا۔ راجہ کو محبت دیکر تلک اُس سے لے۔ جس سے اچل راج تو کرے۔ راجہ بکرم بڑا عالی عقل تھا بڑی بڑی باتیں لوت برن سے سُنکر دل میں نہ لایا۔ ہنس ہنسکر سُنتا رہا۔ پھر لوت برن نے کہا۔ جو تمہیں چلنا ہے تو چلو۔ پنڈتوں سے اچھی ساعت دیکھکر چلنے کی تیاری کرو۔

دوسرے دن صبح منتری لوت برن کے ساتھ راجہ باہوبل کے نگر میں

پہنچا. تب دیوان نے راجہ سے کہا یہاں تم بیٹھو. اور میں اپنے راجہ کو تمہارے آنیکی خبر دوں. یہ بات راجہ سے کہکر اپنے راجہ کے پاس جاکر تمام احوال کہا. مہاراج گندھرب سین کا بیٹا بکرم آپکے درشن کے لیئے آیا ہے. یہ بات راجہ نے سن کر فوراً بُلایا. دیوان نے اُسے راجہ سے ملایا. راجہ نے اُسے آسن پر بٹھایا. خیریت پُوچھی. بعدہٗ رہنے کیلیئے مکان دیا. راجہ اُس مکان میں آیا. وہاں رہنے لگا. دس بارہ روز گزرنے کے بعد دیوان سے راجہ بکرم نے کہا. ہمیں وداع کرادو تو ہم اپنے مقام کو جاویں. منتری نے کہا. راجہ کا سُبھاؤ ہے کہ جو اُنسے ملنے کو آتا ہے اُسے وہ خود رُخصت نہیں کرتے. تم رُخصت مانگو. جس بات کی خواہش ہو کہو. اپنے جی میں شرم نہ کرو. یہ ہماری بات سُنو. اِس راجہ کے گھر میں ایک سنگھاسن ہے. اول مہادیو نے اسے راجہ اندر کو دیا تھا. راجہ نے اس کو دیا. اس سنگھاسن میں یہ صفت ہے. جو اس پر بیٹھے سات دیپ اور نو کھنڈ پر راج ہوگے. جواہر بہت سا اس میں جڑا ہے. اور بتیس پُتلیاں بھی. تم اس سے رُخصت ہوتے ہوئے وہ سنگھاسن راجہ سے مانگو.

وہ صبح کو راجہ کے دربار میں گیا. خبر دی کہ راجہ بکرم وداع ہوتا ہے. باہر کھڑا ہے. یہ سُن کر راجہ خود دروازہ پر آیا. بکرم نے ماتھا نوایا. راجہ بکرم سے پُوچھا. جو تمہارے جی میں آوے سو مانگ. تب بکرم نے کہا. مہاراج وہی سنگھاسن بخشو. جو راجہ اندر نے تمہیں دیا ہے. راجہ بولا. سنگھاسن تو ہم نے تمہیں دیا ویسے ایک راز منتری جانتا تھا تم نہیں. یہ کہکر سنگھاسن منگوایا. اُس بٹھا کر تم اجیت ہوئے. کسی بات کی چنتا نہ کرنا. گندھرب سین میرا منتری تھا. تو اُس کے خاندان میں نامور ہوا.

اس طرح راجہ بکرم کو اسیس دیکر رخصت کیا. وہاں سے اپنے گھر آیا. دلمیں بہت خوش ہوا. دیس دیس کے راجہ اُس کی خدمت میں آئے. راجہ غرور کرتا تھا. ان کا راج جاکر چھین لینا. رعیت اُس کے راج میں آرام کرتی تھی اور چھتری بھی اُس سے ڈرتے تھے. گھر گھر آواز وید پُران کی گونجتی تھی. اور رعیت اشنان دھیان کرکے تینوں وقت بھگوان کی یاد میں رہتی تھی.

ایک دن راجہ بکرماجیت نے سبھا کی. اور سب پنڈت بُلوائے. پنڈتوں سے راجہ نے دریافت کیا کہ میں اس بات کے لائق ہوں یا نہیں تم شاستر دیکھکر بیان کرو

سب پنڈتوں نے راجہ سے کہا۔ تمہارا راج جو تمہارا پرتاپ ہے تینوں بھون میں چھا رہا ہے۔ اب جو کرنا ہے کرو۔ دشمن تمہارا کوئی نہیں۔ یہ بات سنکر راجہ نے کہا۔ اب بتاؤ کس بدھ سے سمت باندھیں۔ جو شاستر کی ریت سے اچت ہو۔ پنڈت نے کہا۔ پہلے تم اجیت پالا پہنو۔ پھر دیس بدیس کے براہمن، زمیندار، راجہ اور سب اپنے کُنبے کے لوگ کے سوا لاکھ کنیادان اور گئو دان کرو۔ اور ایک برس کا خزانہ زمینداروں کو معاف کرو۔ جو بھوکا اس سال میں آوے اُس کے بھرنے کا امر کرو۔ راجہ نے سب کچھ ایسا ہی کیا۔ ایک سال تک راجہ گھر میں بیٹھا پُران سنتا رہا۔ دنیا کے لوگ دھن دھن کرتے تھے۔ یہ حال رتن منجری نے سُنایا۔ راجہ بکرما کا جس گایا۔ اور کہا۔ راجہ بھوج جو تم اپنے جوگ ہو تو اس سنگھاسن پر بیٹھو۔

یہ سُن کر راجہ نے کہا۔ سچ ہے جو تو نے کہی۔ میری یہی پسند آئی۔ راجہ نے دوسرے دن پھر تیاری سنگھاسن پر بیٹھنے کی کی۔ دیوان کو بلایا تمام اس کی تیاری کرو۔ یہ بات سُن کر راج پروہت بولا۔ راجہ ابھی کیوں گھبراتے ہو۔ ایک پتلی تم میں سے باتیں کریگی۔ اس کی باتیں سُنکر جو کچھ کرنا ہو سو کرنا۔ یہ سُنکر راجہ نے چاہا کہ سنگھاسن پر پاؤں بڑھا کر رکھے کہ اس عرصہ میں......

چترریکھا دوسری پتلی بولی

راجہ! تیرے جوگ یہ سنگھاسن نہیں۔ اور ایسی انیت کوئی نہیں کرتا۔ جیسے تو کرنیکو تیار ہوا ہے۔ اس سنگھاسن پر وہ بیٹھے جو بکرم کے سمان ہو۔ تب راجہ بولا۔ بکرم کے کیا گُن تھے۔ سو کہو۔ وہ بولی۔ ایک دن راجہ بکرم کیلاس کو گیا۔ وہاں کی ایک جننی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے راجہ کو جوگ کی سب ریت بتائی۔ راجہ نے اپنے جی میں ارادہ کیا کہ جوگ کماویں۔ جوگ کرنیکو تیار ہوا۔ راج ملک بھرتری کو دیا۔ آپ سب کچھ چھوڑ کر کنٹھا پہن اور بھسم لگا سنیاسی بنکر جنگل کو نکل گیا۔ اور اتر کھنڈ میں جاکر سادھنے لگا۔ جنگل میں ایک برہمن تپسیا کرتا تھا۔ دیوان بنکر رہتا تھا۔ بھوک پیاس سہتا تھا۔ برہمن کی تپسیا دیکھ دیوتا خوش ہوئے

راجہ نے وہ پھل دکھایا۔ رانی دیکھکر زرد ہوگئی۔ پھر راجہ نے وہ پھل کھایا۔ راندن سوچ کرنا اہن جانے کا انتظام کیا۔ راج پاٹ دولت رانی کی محبت تجکر چلا۔ نہ کسی کو ساتھ لیا۔ ایسا نرموہی ہوکر چلا کہ دھیان نہ کیا۔ راجہ بھرتری راج تجکر جوگی ہوا۔ جگہ جگہ یہ چرچہ ہوا۔ اور راجہ اِندر کے دربار میں بھی یہ بات گئی۔ یہ بات سُنکر تمام دیوتاؤں نے ملکر یہ وچار کیا کہ دیوتاؤں کو رکھوالی کے واسطے راجہ کے دیس میں روانہ کرو۔ کہ کوئی بدنیت رعیت پر نہ کرے۔ دیو کو بُلا کر کہا کہ وہاں جاکر رکھوالی کر۔ وہاں راجہ بکرم کو شبہ ہوا کہ چھوٹے بھائی کو راج دے آیا ہوں۔ چلکر دیکھوں کہ کیسا چلتا ہے۔ وہاں سے چلکر رات کو اپنے نگر کے پاس آیا۔ دیو نے اُسے دیکھکر پکارا کہ کون ہے۔ جو اِس وقت شہر میں جاتا ہے۔ اُس نے کہا۔ میں راجہ بکرم ہوں۔ دیو بولا۔ مجھکو راجہ بھرتری کے راج کی رکھوالی کیلئے مقرر کیا ہے۔

راجہ بکرم نے پُوچھا راجہ بھرتری کو کیا ہُوا۔ اُس نے جواب دیا۔ بھرتری جوگی بن گیا۔ پھر دیو بولا۔ میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ اگر جانا ہے تو مجھے مار کر لڑائی میں جاؤ۔ بنا لڑے میں اِس شہر میں نہیں جانے دوں گا۔

یہ سُن کر راجہ لڑنے کو تیار ہوکر اور دیو کو پچھاڑ کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ تب دیو بولا۔ راجہ تو بر مانگ۔ میں تجھے جی دان دیتا ہوں۔ راجہ ہنسکر بولا۔ میں نے پچھاڑا ہے۔ چاہوں تو مار ڈالوں تُو جی دان کیا دیگا۔ تب دیو بولا۔ راجہ میں جو کہوں کان دیکر سُن۔

تیرے شہر میں ایک تیلی ہے اور کمہار جوگی بنا ہوا جنگل میں تپسیا کرتا ہے۔ اور دلمیں کہتا ہے کہ راجہ کو مار کر تیلی کو تیل کے جلتے کڑاہ میں ڈالکر تخت پر راج کرونگا۔ اور تیلی کہتی ہے کہ راجہ اور جوگی کو مار کر ترلوک کا راج میں کروں۔ تو اُن سے بچتے رہنا۔ جوگی تیلی کو مار کر اپنے دلیس میں گیا ہے۔ سو وہ تیلی ایک سرس کے درخت پر رہتی ہے۔ وہ جوگی تجھ کو نیوتہ دینے آ دیگا۔ تو نیوتہ لیکر وہاں جا۔ جب وہ کہے کہ ڈنڈوت کر۔ تب کہیو۔ کہ میں نہیں جانتا مجھکو ایک جہان ڈنڈوت کرتا ہے۔ تم گورو ہو۔ میں چیلا ہوں۔ تو تم ڈنڈوت کرنا بتاؤ۔

تب آکاش بانی ہوئی۔ کہ ہم امرت روانہ کرتے ہیں سو تُو لے۔ ایک دیوتا آدمی کی صورت میں آکر اُسے پھل دیگیا۔ اور کہہ گیا کہ جو اسے کھاویگا اجر امر ہوگا۔ برہمنی کے ہاتھ میں پھل دیا۔ اور کہا۔ اسے جو کھاویگا امر ہوگا۔ یہ سُنکر برہمنی رونے لگی اور بولی یہ دُکھ اور پاپ ہم کس طرح کاٹیں گے۔ ہمیشہ بھیک کیونکر مانگیں گے۔ ایسے جینے سے مرجانا بہتر ہے۔ مرجانے والوں کو اتنا دُکھ نہیں ہوتا۔ اس پھل کو وہ کھاوے۔ جو ہمیشہ دُکھ اُٹھاوے۔ جوگ یہ ہے کہ تم یہ پھل بیچا کر راجہ کو دو۔ اُس سے دھن لو۔ یہ سُنکر برہمن سوچنے لگا۔ یہ سچ کہتی ہے برہمن راجہ کے دوار پر پہنچا۔ دربان سے کہا کہ راجہ کو کہو۔ برہمن آپکو ایک پھل لایا ہے۔ راجہ نے سُنکر حکم دیا کہ ابھی لاؤ۔ فوراً حاضر کیا۔ برہمن نے آکر راجہ کو اسیس دی کہ دھرم لابھ ہو۔ اور وہ پھل راجہ نے ہاتھ میں لیکر پُوچھا کہ اس کا ورتانت کہو۔

برہمن بولا۔ میں نے جو تپسیا کی۔ دیوتاؤں نے یہ پھل دیا۔ میں امر ہوکر کیا کرونگا۔ اس پھل کو تم کھاؤ۔ امر ہو۔

یہ سُنکر راجہ ہنسا۔ لاکھ روپیہ دیا اور وداع کیا۔ پھر سوچنے لگا کہ میں تو پُرش ہوں۔ کم زور نہ ہونگا۔ یہ پھل رانی کو دیا جاوے۔ وہ میرے پران کا آدھار ہے۔ وہ جیتی رہیگی تو میں سُکھ بھوگ کروں گا۔ یہ سوچکر راجہ محل میں داخل ہوا۔ اور رانی کو تمام حال بتاکر وہ پھل دیدیا۔ رانی کا ایک دوست کوتوال تھا۔ رانی نے وہ پھل اُسے دیدیا کوتوال کی ایک اور آشنا تھی۔ اُس نے وہ پھل اُسے دیدیا۔ اُس نے وہ پھل لے کر وِچار کیا کہ اگر میں امر ہونگی تو کتنے پاپ کماؤں گی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ راجہ کو دیا جاوے۔ جو راجہ جیوے گا تو مجھے یاد کریگا۔ یہ سوچکر راجہ کے دربار میں گئی۔ راجہ کو پھل دیا۔ راجہ دیکھتے ہی تعجب کرنے لگا کہ میں نے تو یہ پھل رانی کو دیا تھا۔ راجہ نے اُس سے پُوچھا۔ یہ پھل تُو نے کس سے لیا۔ بیسوا سب باتیں جانتی تھی۔ راجہ سے کہا کہ مجھے کوتوال نے دیا ہے۔ راجہ نے اتنا سُنکر بیسوا کو تو کچھ روپیہ دیکر وداع کیا۔ اور جی کو بہت دُکھ ہوا اور سوچنے لگا۔ جینے سے مجھے دھکار ہے جو میں راج کروں۔ رانی کو لعنت۔ اس کے بعد پھل لیکر محل میں گیا۔ رانی سے پُوچھا۔ تُو نے پھل کو کیا کیا۔ بولی۔ میں نے کھایا۔ یہ سُن کر

اسی طرح ڈنڈوت کروں۔" اگر وہ سر جھکا کر تمکو بتلائے۔ تو کھانڈا مارنا کہ سر جدا ہو جائے۔ وہاں جو دیوی کے آگے کڑاہ گرم ہو، اُس میں اُس کو اور پتلی کو اُتار کر اسی کڑاہ میں ڈالنا۔ یہ میری بات تو اچھی طرح یاد کر۔ یہ کہکر دیو چلا گیا۔ راجہ اپنے محل میں آیا۔ سارے نگر میں خبر ہوئی کہ راجہ بکرماجیت آئے۔ سب خوشی میں جھومنے لگے۔ جوگی آیا۔ راجہ کو ایک پھول دیا۔ اور کہا۔ راجہ میرے جگ ہوتا ہے تمکو نیوتہ ہے۔ راجہ نے کہا۔ شام کو آویں گے۔

شام ہوئی تو راجہ کھانڈا لیکر اکیلا ہی جوگی کے پاس گیا۔ جوگی بولا کہ راجہ! دیوی کے آگے جاکر ڈنڈوت کر۔ دیوی تجھ پر خوش ہو۔ راجہ بولا۔ ڈنڈوت کرنی نہیں جانتا کہ کیسے کرتے ہیں۔ مجھے بتاؤ۔ جوگی نے بتانے کیلئے جونہی سر جھکایا۔ راجہ نے دیو کی نصیحت یاد کرکے ایک کھانڈا ایسا مارا۔ کہ سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ اور پتلی کو اور اس کو دونوں کو کڑاہ میں ڈالدیا۔ تب دیوی بولی۔ دھنیہ ہے بکرم۔ میں تجھ پر مہربان ہوئی۔ تو مجھسے ور مانگ۔ تب بیر آکر حاضر ہوئے۔ راجہ سے کہنے لگے کہ ہم آگئے۔ اور دو بیر تمہاری خدمت کو لائے ہیں۔ جو تمہارا کام ہو ہم سے کہو۔ ہم فوراً پوری کر دینگے۔ ہر جگہ ہم جا سکتے ہیں۔ راجہ نے کہا۔ مجھے تو کچھ کام نہیں ہے۔ اگر میرے تئیں وچن دو تو میں دیوی سے تجھکو مانگ لوں۔ بیتالوں نے یقین دلایا۔ اور کہا جب تم یاد کروگے۔ تمہارے پاس پہنچ جاوینگے۔

یہ بات کہکر راجہ اپنے گھر گیا۔ یہ باتیں چترریکھا پتلی نے کہیں۔ راجہ تو تُو اپنے زور پر غور مت کر۔ بکرم کے یہ کام تھے جو تو نہیں کر سکتا۔ تجھسے پرتھوی پر کروڑوں ہو گئے۔ اتنی بات جب پتلی نے کہی۔ راجہ کی وہ ساعت بھی ٹل گئی۔ پھر دوسرے دن صبح کو راجہ نے پھر پاٹ بیٹھنے کی تیاری کی۔ جیوں ہی سنگھاسن پر پیر رکھا۔

رتی باما تیسری پتلی بولی

تمہارا یہ کام نہیں ہے جو اس پر بیٹھو۔ ایک کہانی سن لو۔ ایک دن راجہ بکرماجیت دریا کے کنارے خلوت کرکے محل میں بیٹھے تھے۔ راگ ہو رہا تھا۔ ہر رنگ

مچ رہا تھا۔ راجہ کا دل بہت موہت ہو رہا تھا۔ ایک ستھی نربا ایک لڑکا گود میں لئے گھر سے خفا ہو کر نکلی تھی۔ دریا کے کنارے اسی محل کے نیچے آکر غصہ کے مارے پانی میں کود پڑی مرد کے ایک ہاتھ میں ہاتھ رنڈی کا ایک ہاتھ میں لڑکا۔ یوں تینوں ڈوبنے لگے۔

تب پکارا کہ ایسا دھرماتما کون ہے جو ہم تینوں کو بچا لے۔ اس کی آواز راجہ نے سُنی تھی۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے دُکھیا۔ تب ہرکاروں نے خبر دی کہ مہاراج ایک ایک مرد۔ رنڈی اور بچہ ڈوبتے ہیں۔ پھر انھوں نے پکارا کہ ہم تین جو ڈوبتے ہیں کہ کوئی بھگوان کا بندہ ہمیں پار لگائے۔ یہ سُنکر راجہ وہاں سے دوڑا۔ اور دریا میں کود پڑا۔ ایک ہاتھ سے رنڈی اور دوسرے سے لڑکے کو پکڑ لیا۔ وہ مرد بھی راجہ سے لپٹ گیا۔ تب راجہ گھبرایا۔ آپ بھی ڈوبنے لگا۔ اپنے ایشر کو یاد کیا اور کہا کہ ہے ناتھ! میں دھرم کا کام کیواسطے آیا تھا۔ اسمیں میرا جی جاتا ہے۔

راجہ یہ کہکر بہت زور کرنے لگا۔ مگر بے سُود۔ اُس نے اپنے بیروں کو یاد کیا۔ اُنھوں نے آکر چاروں کو کنارے پر رکھدیا۔ تب وہ راجہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ کہ مہاراج تم نے ہی تینوں کو جی دان دیا۔ تم ہی ہمارے بھگوان ہو۔ راجہ ان تینوں کو رنگ محل میں لایا۔ اور کہا۔ جو چاہو ہم سے مانگو۔ وہ بولا۔ ہمیں آگیا دیجئے تو ہم گھر کو جاویں۔ راجہ نے اپنی طرف سے ایک لاکھ روپیہ دیکر انہیں گھر کو روانہ کیا۔ پتلی پھر بولی۔ کہ راجہ اتنے لائق تم ہو۔ اِس سنگھاسن پر تم بیٹھو۔ اور یوں بیٹھو گے تو لوگ ہنسیں گے۔ وہ بھی مہورت راجہ کا ٹل گیا۔ دوسرے دِن پھر راجہ سورج کرتا ہوا آیا۔

چندرکلا چوتھی پتلی بولی

راجہ! تم من میں ملین کیوں ہو؟ میری بات سُنو۔ ایک روز ایک پنڈت راجہ بکرماجیت کے پاس آیا۔ آکر کہا کہ جو کوئی میرے کہنے کے مطابق محل بنائے۔ بہت چین

پاوے۔ تب راجہ نے کہا۔ اچھا ظاہر کر۔ برہمن کہنے لگا۔ جب تلاگن آوے جو اس میں مندر اُٹھاوے۔ جبتک وہ لگن رہے۔ تب تک کام اس میں جاری رکھے۔ جب تلاگن ہو چکے تب اس کا کام موقوف کردے۔ اس طرح تلاگن میں وہ سارا مکان تیاری پر لادے۔ تو لکشمی اس کے یہاں سے کبھی نہ جائے۔ یہ بات سُنکر راجہ نے خوش ہوکر دیوان کو بُلوایا۔ مندر اُٹھانیکی اجازت دی۔ کہ تم اچھی جگہ ڈھونڈکر محل بنواؤ۔

کام شروع ہُوا۔ اسمیں کام سونے کا۔ کہیں لچھے کا اور کہیں کاٹھ کا نئی نئی طرز کا بنتا تھا۔ چنانچہ دریا کے کنارے پر حویلی بنوائی۔ اسمیں چار دروازے۔ سات کھنڈ اور ہر جگہ جواہر موتی نیلم جڑے۔ وہ محل کتنے برسوں میں تیار ہوا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ تب دیوان نے راجہ کو خبر دی کہ مہاراج مندر تیار ہوا۔ آپ چلکر دیکھیئے۔ وہ وہاں سے مکان دیکھنے کو گیا۔ ایک براہمن بھی ساتھ گیا۔ جب راجہ نے دیکھا۔ براہمن مُسکرا کر کہنے لگا۔ کہ ہے راجہ! ایسا گھر جو میں پاؤں۔ تو یہاں پر پاؤں نہ جاؤں۔ یہ بات سُن کر راجہ نے کچھہ سوچ نہ کیا۔ گنگا جل اور تلسی دل لیکر گھر براہمن کو سنکلپ کردیا۔ وہ گھر پاکر ایسا آنند ہُوا۔ جیسے چکور رات کو پاوے چندر۔ فوراً وہ اپنے کُنبے کو لے آیا۔ اور وہاں آکر رات کو خوشی سے پلنگ پر سوتا تھا۔ کہ پہر رات گئی۔ لکشمی آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ اگیا دے تو میں تمام گھر میں پھیر دوں دہشت سے اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ پھر آئی۔ اور کہا۔ اے براہمن اگیانی! ہم تجھے آگیا دے۔ اُس نے چنتا کرکے رات گنوائی۔ صبح ہوتے ہی راجہ کے پاس آیا۔ رات کے حال سے چہرہ زرد ہورہا تھا۔ تمام حال کہہ سُنایا۔ راجہ سُن کر مُسکرایا اور کہا کل کی سی خوشی ہم نے نہ دیکھی۔ برہمن یہ اچنبھے کی بات ہے۔ راجہ نے پردھان کو بُلایا۔ اور کہا جو اس مکان میں لاگت لگی ہے برہمن کو دو۔ دیوان نے پوری روپوں کی لدواکر برہمن کے ساتھ کردی۔

گھر کو گیا۔ اچھی ساعت دیکھکر راجہ حویلی میں گیا۔ اتنے میں ہاتھ باندھکر لکشمی آن کھڑی ہوئی۔ اور کہا۔ دھنیہ راجہ بکرم تیرے دھرم کو۔ اتنا کہکر لکشمی تو اس وقت چلی گئی۔ راجہ نے وہاں آرام کیا۔ جب چوتھا پہر رات کا آیا پھر آئی۔ کہنے لگی۔

راجہ میں کہاں گروں۔ راجہ نے کہا۔ جو تُو گرا چاہتی ہے تو پلنگ چھوڑ کر جہاں تیری اچھا ہو۔ وہاں گر۔ اتنے میں خوب سونے کا مینہہ تمام نگر میں برسا۔ صُبح ہوئی۔ راجہ اُٹھا۔ دیکھکر کہنے لگا۔ کہ ہمارے اُوپر بہت کشٹ تھا۔ لیکن اب دُور ہوا۔ دیوان سے بولا کہ شہر میں منادی کراد کہ جس کی حد میں جو دولت ہو وہی لے۔

سب نے دولت اپنے گھر میں جمع کرلی۔ یہ باتیں کہکر پُتلی راجہ بھوج سے کہنے لگی۔ کہ دھنیہ راجہ بکرم کے گُن کہ وہ ایسا پرجا کا ہت کار ہے۔ تُو کِس طرح سنگھاسن پر بیٹھ سکتا ہے۔ تیری کیا مجال ہے۔

یہ بات پُتلی کی سُن کر راجہ کو گیان ہوا۔ پروہت بھی شرمندہ ہوئے ساعت بھی گذری۔ دُوسرے دن پھر راجہ سنگھاسن پر بیٹھنے کے ارادہ سے آیا۔

لیلاوتی پانچویں پُتلی بولی

راجہ بکرم کے گُن سُن۔ ایک دن دو آدمی جھگڑا کر رہے تھے۔ ایک نے کہا بکرم بڑا قسمت والا ہے۔ دوسرے نے کہا بل بڑا قسمت کا کر (قدر خدا بولا) نصیب بڑا ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیتا ہے۔ اور زور کا جانبدار کہنے لگا کہ زور بڑا ہے۔ زور آور ہوئے تو تمام جہان کو زیر کرے۔ اسی طرح دونوں جھگڑا کر راجہ اِندر کے پاس گئے۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگے۔ جناب انصاف کرد۔ جو دونوں میں سچا ہو اُسے کہو۔

تب راجہ اِندر بولا۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ یہ وہ کریگا جو جوگ کریگا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ تم مرتیو لوک میں راجہ بکرما کے پاس جا کر انصاف کراؤ۔

یہ بات سُنکر راجہ بکرما کے پاس آئے۔ تمام بات بتائی۔ راجہ بکرم نے فرمایا۔ آج اپنے گھر جاؤ۔ چھ مہینہ کے بعد پھر آنا۔ جواب ملجا ویگا۔ یہ سُنکر اپنے اپنے گھر گئے۔ راجہ چنتا کرتا ہوا کھانڈا بھیری لے بدیس کو نکلا۔ اپنے دل میں پرتگیا کی کہ جبتک اِس کا پران نہ پاوینگے۔ تب تک دیس میں نہ آدینگے۔

پھرتے پھرتے سمندر کے کنارے پر۔ وہاں ایک نگر نظر آیا۔ بہت خوبصورت ہیرے
جواہرات جڑی ہوئی حویلیاں اُس کے اندر بنی ہوئی تھیں۔ راجہ سوچنے لگا کہ جس راجہ کا
یہ نگر ہے وہ کیسا ہو گا۔ شہر کے اندر پھرا۔ لیکن دوسرا ہیرا نہ ملا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ
ایک دوکان میں مہاجن سر ہوڑائے ہوئے بیٹھا ہے۔ راجہ اُس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا۔
تب مہاجن نے کہا۔ تو کس دیش سے آیا ہے۔ اور من میں ملین کیوں ہے۔ کس کو ڈھونڈتا
ہے۔ تیرا کام کیا ہے۔ تیرا نام کیا ہے؟

راجہ بولا۔ سیٹھ جی میرا نام بکرم ہے۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ میرے
دل میں یہ ہے کہ راجہ سے ملاقات کروں۔ سو آج ملاقات نہ ہوئی۔ کل میں راجہ سے ملونگا
اور انکی سیوا کرونگا۔ اگر مجھے نوکر رکھیں گے اور میرا مہینہ مقرر کرینگے تو میں رہوں گا۔

یہ بات سُنکر مہاجن بولا۔ کیا روز لوگے۔ راجہ کہنے لگا کہ جو کوئی لاکھ روپیہ
روز دے تو ہم رہیں گے۔ تب وہ ساہوکار بولا کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ جو لاکھ روپیہ روز مانگتے ہو
وہ مجھے بتلائیے۔ راجہ بولا۔ جس راجہ کے پاس رہتا ہوں۔ اُس کی مشکل میں کام آتا ہوں۔ سیٹھ
سُنکر بولا۔ لاکھ ہم سے لو اور سختی میں ہمارا سہارا ہو۔ راجہ کو نوکر رکھ لیا۔

دوسرے دن لاکھ روپیہ دیدیا۔ اس میں نصف بھگوان کے نام سنکلپ
کر برہمنوں کو دیئے اور نصف کنگالوں کو۔ کتنے روز اُس ساہوکار کے پاس رہکر یوں ہی خیرات
کرتا رہا۔ غرض قسمت نے تو یاوری کی۔ تب زور بولا۔ اب میری باری ہے۔ ایک مرتبہ سیٹھ
کے دل کو اچاٹی ہوئی۔ ایک جہاز تیار کر پردیس کے چلنے کا ارادہ کیا۔ اور بکرم سے کہا میں
کسی دیس کو جاتا ہوں۔ اُس لئے کہا میں نے وچن دیا تھا کہ وقت پر تمہارے کام آؤں گا
اب میں تمہارے ساتھ ہوں کہ تم نے میرا پرتھی پال کیا۔ تب وہ ساتھ چلا۔ کتنے دنوں بعد
جہاز منجدھار میں طوفان میں تباہ ہونے لگا۔ وہاں لنگر ڈالکر اسی جگہ چند روز رکا۔ اس
کے آگے ٹاپو تھا۔ اسمیں سنگھاوتی نام کی کنیا رہتی تھی۔ ہزار کنیا اُس کے ساتھ تھیں
جب طوفان تھم گیا۔ سیٹھ نے کہا لنگر اُٹھا کر چلو۔ لنگر کہیں اٹک رہا تھا۔ کسی سے اُٹھ نہ سکا
خدا کو یاد کر رہے تھے کہ اس منجدھار سے سوا تیرے پار لگانے والا کوئی نہیں۔ جہاں مشکل

پڑی وہاں تو سہلے ہولیے ۔ ہم پر دیا کرو اتنے میں بنیا گھبرا کر بکرم سے کہنے لگا ۔ اب کنارا نظر نہیں آتا ۔ ایک بات تیری ہے جو اسوقت یاد آئی ۔ تم نے اقرار کیا تھا کہ میں مشکل وقت میں کام آؤنگا ۔ اتنا سُنکر بکرم اُٹھا اور چھری کھانڈا ہاتھ میں لیکر جہاز کا رسّا پکڑ کے نیچے اُتر گیا ۔ نیچے جاکر بہت حکمت کی ۔ پر نہ چلی ۔ تب سیٹھ نے کہا کہ پالیں اس کی چڑھا دو ۔ لوگوں نے پالیں چڑھائیں ۔ اُس نے کُود کر لنگر کاٹ دیا ۔ پانی کی تیزی سے ہوا کی تندی سے جہاز چل نکلا ۔ کوئی رسّا اُس کے ہاتھ نہ لگا ۔ اسی جگہ رہ گیا ۔ جو بدھا تا نے قسمت میں لکھا تھا اُسے مٹا نہیں سکتا تھا ۔ وہ راجہ وہاں بہتا ہوا چلے جاتے تھے ایک نگر نظر پڑا وہاں جا لگا ۔ اُس کا جو در تھا اُس پر نگاہ کی ۔ دیکھا چوکھٹ پر لکھا ہوا تھا کہ سنگھاتی کی راجہ بکرم سے شادی ہوگی ۔ یہ دیکھکر راجہ کو تعجب ہُوا ۔ اس دروازے کے اندر گیا ۔ وہاں جاکر ایک محل دیکھا ۔ وہاں سب عورتیں تھیں ۔ مرد کوئی نہیں ۔ اور پلنگ پر سنگھاتی سوتی ہے ۔ سہیلیاں بیٹھی ہیں ۔ وہ بھی جاکر پلنگ پر بیٹھ گیا ۔ اور اُس کو جگا دیا ۔ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی ۔ راجہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور سنگھاسن پر جا بیٹھے ۔ سب سکھیاں حاضر ہوئیں ۔ اس بھید سے واقف تھیں کہ راجہ بکرما یہاں آویگا ۔ اُس سے اُس کی شادی ہوگی ۔ راجہ کو دیکھا تو پھولوں کی مالا لے آئیں اور گندھرب دواہ کیا ۔ جیسا دُکھ پاکر پہنچا تھا ۔ ویسا اُس نے سُکھ بھوگ کیا ۔ الغرض آپس میں رہنے لگے ۔ عیش کرنے لگے ۔ یہ باتیں لیلاوتی پتلی نے کہیں ۔ سُن راجہ بھوج ! جیسا راجہ نے بل کیا ویسا ہی اُسے سُکھ ملا ۔ اُن سکھیوں میں سے ایک سے راجہ کو بہت پریت ہوئی ۔ اور راجہ کا وچار دیا بھیدوں کا کہنے لگے ۔ ہے راجہ ! تم یہاں آن پھنسے ہو ۔ جیتے جی نہ نکل سکوگے ۔ تمہارا نام سُنکر تمہارے راج کا دھیان کرکے مجھے رحم آیا ۔ کیونکہ تم ایسے دھرماتما کا یہاں رہنا بھایا نہیں ۔

یہ بات سُنکر راجہ کو گیان ہُوا ۔ راج کا دھیان آیا ۔ اس سے پوچھا کہ یہاں سے جانیکا بھید مجھے بتاؤ ۔ تب وہ بولی ایک گھوڑی گھوڑسال میں ہے اس تک جا سکتی ہے ۔ دُوسرے تک گھوڑا اُس نے راجہ رانی کو لیکر اصطبل میں جا نکلا ۔ گھوڑوں میں جاکر رانی بولی ۔ جو چاہو ان سے لیکر دُوسرے دن گھوڑا وہاں سے منگا کر اسوار ہوکر

وہیں پھرنے لگا۔ رانی بھی خوش ہوئی۔ راجہ بھی خوش ہوا۔ اس طرح کئی دن سوار ہوتا رہا۔ ایک دن اسی اسپ پر سوار ہو کر راجہ میاوتی نگری میں پہنچا۔ وہاں ندی کے کنارے ایک سادھو بیٹھا۔ راجہ اتر ڈنڈوت کر اس کے پاس جا پہنچا۔ سدھ دیکھکر خوش ہوا۔ اور ایک پھول کی مالا اسے دی۔ اور کہا کہ میں نے یہ مالا تجھے دی۔ اس کا گن یہ ہے کہ جہاں جائیگا۔ فتح پاویگا۔ تو سب کو دیکھے گا۔ تجھے کوئی نہ دیکھے گا۔ پھر ایک چھڑی راجہ کو دی۔ اس کا بیورا بھی سمجھایا کہ اس لکڑی کا خواص یہ ہے کہ پہلے رات کو سونے کا جڑاؤ گہنا اس سے جو مانگوگے تو دیگی۔ اور دوسرے پہر رات کو ایک خوبصورت ناری ایسی دیگی کہ جسے دیکھ راجہ تم عاشق ہو جاؤگے۔ تیسرے پہر کو جب اس چھڑی کو ہاتھ میں لوگے تو تمہیں کوئی نہ دیکھے۔ چوتھے پہر رات کو مانند کال کے یہ ہو جاویگی۔ اس کے ڈر سے کوئی دشمن تمہارے پاس نہ آسکیگا۔ یہ بات کہکر جوگی نے راجہ کو رخصت کیا۔

جب جین نگری میں پہنچا۔ ادھر سے ایک بھاٹ ایک براہمن آتے دیکھا۔ جب نزدیک آیا تو اسیس دیکر کہا۔ مہاراج آپ کے دوارے برہمن نے بڑی سیوا کی۔ پر بھاراہبھاگ ایسا تھا۔ کہ اس کا پھل نہ ملا۔ راجہ نے سنتے ہی براہمن کو چھڑی دی اور بھاٹ کو مالا۔ اور ان کا تمام بھید سمجھایا وہ آشیرباد دیکر کہنے لگے۔ تم کرن سے بھی بڑھ گئے ہو۔

راجہ اپنے دیس جب پہنچا۔ سب کو خوشی ہوئی۔ دونوں جھگڑالو یہ نجہ سنکر راجہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مہاراج! جو آپنے چھ مہینہ کا اقرار کیا تھا سو گزر گیا۔ اب ہمارا نیاے کر دیجئے۔ یہ سنکر راجہ بولا کہ بنا بل کرم کچھ نہیں۔ اور بنا کرم بل کچھ نہیں اسلئے یہ دونوں برابر ہیں۔ اس کو من سنتوکھ کراؤ۔ پھر دونوں چلے گئے۔ یہ احوال میں نے اسلئے کہا ہے کہ یہ سوچکر اپنے دلمیں خیال کر جو یہ لیاقت رکھتا ہو۔ وہ اس سنگھاسن پر بیٹھے۔ راجہ کا مہورت بیت گیا۔ اگلے روز راجہ سنگھاسن پر بیٹھنے کے لئے پھر تیار ہوا کہ۔۔۔۔

کام کنڈلا چھٹی پتلی بولی

ہنسکر کہنے لگی۔ کہ جس آسن کے اوپر راجہ بکرم نے پیر رکھا ہے۔ اس پر بیٹھنے کے

لائق کب ہے۔ اے پاپی! تو اپنی ہوش کر کیونکہ تجھے دیکھ میرا من ملین ہوتا ہے۔ اور سنگھاسن پر وہ بیٹھے۔ جو بکرم سا راجہ ہو۔ تب راجہ بولا۔ تو کہہ بکرم نے کیا کام کیا۔

وہ بولی۔ ایک دن راجہ سبھا میں بیٹھا تھا۔ ایک برہمن نے آکر کہا۔ اُتر دشا میں ایک بڑا بن ہے۔ اس میں ایک پربت ہے اُس کے آگے ایک تالاب ہے۔ جب سورج نکلتا ہے۔ تب اس سرور میں سے وہ ستون بھی نکلتا ہے۔ جوں جوں سورج چڑھتا ہے ٹھیک دوپہر ہوتی ہے۔ تب تک ستون سورج کے رتھ کے برابر جا پہنچتا ہے پھر اُس جگہ رتھ کھڑا رہتا ہے۔ وہاں جب سورج بھوجن لیتا ہے چل نکلتا ہے اور ستون بھی گھٹتا جاتا ہے۔ اور شام تک پانی میں چھپ جاتا ہے۔ اُس کو دیوتا کوئی نہیں جانتا۔

یہ بات برہمن سے سُن کر راجہ نے اپنے من رکھی ظاہر نہ کی۔ برہمن کو روپے دیئے۔ وداع کیا اور تال بتیال کو یاد کیا۔ دونوں حاضر ہوئے۔ راجہ نے اُن سے کہا۔ ایک کوتک دیکھنے ہم جاتے ہیں۔ وہ اُتر کھنڈ میں ہے۔ وہاں تم لیچلو۔ پھر کاندھے پر راجہ کو چڑھا کر اُڑ کر اُنھوں نے اسجگہ جا اُتارا۔ راجہ نے وہ تالاب دیکھا۔ درند پرند چہک رہے ہیں۔ اور میوہ دار درختوں کی ڈالیاں لٹک رہی ہیں۔ راجہ دیکھکر خوش ہوا۔ رات کو وہیں رہا۔ صبح سورج نکلا۔ برہمن نے جیسا کہا۔ وہ دیکھا۔ بیروں سے کہا کہ ایک بات میرے جی میں آتی ہے کہ مجھے کو لیجا کر اس کھمب پر بٹھلا۔ بیروں نے راجہ کو ستون پر بٹھلا دیا۔ اور اپنے مکان کو گئے۔ جوں جوں ستون بڑھنے لگا۔ توں توں راجہ دل میں خوش کرتا۔ جتنا سورج کے نزدیک جاتا۔ اُتنی ہی گرمی سے جلتا۔ ندان سورج کے قریب پہنچکر راکھ ہو گیا۔ جب کھمب رتھ کے برابر پہنچا۔ رتھوان نے ایک مُردہ جلا دیکھکر گھوڑوں کو روکا سورج نے جھانک کر دیکھا کہ کھمب پر جلا ہوا ایک آدمی لگ رہا ہے۔ اور ترس کر بولا کہ یہ کوئی جوگی ہے۔ یہ کہہ کر سورج نے امرت لے اُس پر چھڑک دیا۔ راجہ رام رام کر کے پکارا۔ دھنیہ بھاگ میرے اور میرے کُل کے جو آپکے درشن پائے۔

سورج بولا۔ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ مجھے دیکھکر ترس آیا۔ راجہ نے کہا۔ سوامی! نگر مباوتی میں گندھرب سین راجہ کا بیٹا بکرم ہوں۔ آپ کی

کہتا ایک براہمن سے سُنکر آپکے درشن کی اِچھا ہُوئی سُو کرپا کر مجھکو آگیا دیجیے تو میں وِداع ہُوں۔
یہ سُنکر سورج نے اپنا کُنڈل اُتار راجہ کو دیا۔ کہا اب نہ ڈر۔ راج کر۔ پھر سورج
رتھ کے آگے بڑھا اور کھمب بھی گھٹنے لگا۔ راجہ نے بیروں کو یاد کیا۔ حاضر ہوئے۔ اُن
کے کندھوں پر سوار ہوکر مکان پر آیا۔ دروازہ پر ایک گوسائیں ملا۔ کہا مہاراج! آپ
جو کُنڈل للئے ہیں۔ ہمیں دان دے دیجیے۔ راجہ نے کُنڈل بخوشی اُسکو دیدیا
پُتلی بولی راجہ تجھ میں بھی یہ صفت ہے تو سنگھاسن پر بیٹھ۔ یہ بات سُن
راجہ من ملین ہوا۔ اگلے روز راجہ پھر سنگھاسن کی طرف گیا۔ پیر رکھنا چاہا کہ....

کامودی ستائیسویں پُتلی بولی

وہ راجہ کے پاؤں میں گر پڑی۔ راجہ نے پاؤں کھینچ لیا اور دریافت کرنے لگا کہ ایسا کیوں۔ وہ کہنے لگی
کہ ہم ابلاس جگ سے ہیں۔ راجہ تیرا اُتار کلجگ میں ہے ہمنے ایک مرد کا مُنہ دیکھا دوسرے کا نہیں
ہم اوّل اپنا ماجرا کہتے ہیں۔ کہ لبو کرمال نے تو ہم کو جنم دیا۔ اور باہوبل راجہ کے پاس آ کر
رہے۔ اُس نے راجہ بکرما کو ہمیں دیا۔ وہ گھر میں لے آیا۔ جبسے ہم اُس سے بچھڑے
ہیں تب سے سُکھ نہیں پایا۔ جو راجہ کے برابر ہووے تو اس سنگھاسن پر بیٹھے۔
راجہ بولا۔ وِکرم میں کیا صفت تھیں سو بیان کر۔ تب وہ بولی غور سے سُن۔
راجہ بکرم ایکدن اپنے گھر میں راتکو سو یا تھا۔ تمام شہر سویا ہوا تھا کہ
اُتر دِشا میں ندی کے پار ایک استری رو رہی تھی۔ آواز راجہ کے کان میں پڑی۔
راجہ من میں چنتا کرنے لگا کہ ہمارے نگر میں کوئی دُکھی آیا ہے۔ یہ سوچکر ہاتھ میں
تلوار لے اُدھر کو چلا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان عورت کوک رہی ہے۔
راجہ نے اُس کے پاس جاکر سبب پُوچھا۔ وہ بولی۔ ہمارا بالم چاکری کرتا تھا۔ شہر کے
کوتوال نے پکڑ کر اُسے سُولی دیا ہے۔ اور میں اُس کو کھانا کھلانے کو لائی ہوں۔ چاہتی ہوں
کچھ بھوجن کراؤں۔ پر سُولی اونچی ہے۔ میرا ہاتھ اُس کے مُنہ تک نہیں پہنچتا۔ اس دُکھ سے
روتی ہُوں۔ راجہ نے کہا یہ معمولی بات ہے۔ میرے کاندھے پہ بیٹھکر اُسے کھلا دے

راجہ کے کاندھے پر چڑھکر سُولی پر چڑھی ۔ اُسے کھلانے لگی ۔ رچہ منہ سے راجہ کے بدن پر گرنے لگا ۔ راجہ نے من میں سوچا کہ یہ کوئی اور ہے ۔ اس نے مجھے دھوکہ دیا ۔ اُس سے کہا ۔ سُندری تیرا بھوجن گرتا ہے یا نہیں ۔ تب کنگالن بولی رچہ ہے کھا چکا ۔ پیٹ بھرا ہے مجھے کاندھے سے تلے اُتار ۔ جب اُتری راجہ نے فرمایا اسے اچاپ کے کھایا ۔ تب کنگالن سنکر بولی ۔ تُو مانگ جو مانگتا ہے ۔ میں کنگالن ہُوں تو مُجھ سے اپنے جی میں نہ ڈر ۔

راجہ بولا ۔ تجھ سے کیا ڈرونگا اور کیا مانگوں ۔ تُو نے مُردہ میرے کاندھے پر چڑھکر کھایا ۔ تم کیا دوگی ۔ وہ بولی ۔ تُو اس خیال میں مت پڑ ۔ تو مجھ سے کچھ مانگ لے ۔ راجہ بولا ۔ ان پورنا دے ۔ وہ بولی کہ ان پورنا میری چھوٹی بہن ہے ۔ تو میرے ہمراہ چل میں تجھے دُوں گی ۔ وہاں سے دونو چلے ۔ آگے کنگالن اور پیچھے راجہ ۔ ندی کنارے جا پہنچے ۔ وہاں ایک مندر تھا ۔ اُس کے در پر کنگالن نے تالی ماری ۔ ان پورنا نے پرگٹ ہو کر اس سے کہا ۔ یہ بھوپال کون ہے ۔ اُس نے کہا ۔ راجہ بکرم ۔ اس نے میری سیوا کی ۔ اور میں نے اسے بچن دیا ۔ اُس نے راجہ کو ایک تھیلی دی ۔ اور کہا کہ اس سے جتنی کھانے کی چیزیں مانگو گے پاؤ گے ۔

راجہ نے تھیلی لیلی ۔ ندی کنارے آکر اشنان کیا ۔ ایک برہمن آیا راجہ نے بلایا کہ بھوجن کرو گے ۔ براہمن نے کہا ۔ مجھے بھُوک لگی ہے ۔ راجہ بولا کیا کھاؤ گے ۔ وہ بولا ۔ اس وقت پکوان دو ۔ راجہ نے تھیلی میں ہاتھ ڈالا ۔ اور پکوان نکالکر اُس برہمن کو دیا ۔ برہمن نے پیٹ بھر کر کھایا ۔ برہمن نے کہا کھانا تو کھایا پر دکشنا بھی دیجیے راجہ نے کہا مانگو ۔ براہمن نے وہی تھیلی مانگی ۔ راجہ نے اُس کو تھیلی دیدی اور اپنے گھر چلا ۔ پتلی بولی ۔ اگر تو بھی ایسا ہو تو بیٹھ ۔ راجہ کا مہورت بھی ٹل گیا ۔ اگلے دن پھر راجہ سنگھاسن پر بیٹھنے کو آیا ۔ کہ ....

لو وہ باؤلی آٹھویں پتلی بولی

ایک دن راجہ بکرماجیت اپنے دربار میں بیٹھا تھا ۔ ایک بخار نے آکر سلام کیا کہ میں

آپکے درشن کو آیا ہوں اور ایک تحفہ آپکے لئے لایا ہوں یہ ایک حکمت کا اسپ بنایا تھا وہ راجہ کی نذر کیا۔ راجہ نے وہ گھوڑا لیکر اُس سے پوچھا کہ اسمیں کیا گن ہے۔ نجار نے کہا۔ اسمیں یہ گن ہیں نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ جہاں چاہو وہاں لے جاتا ہے۔ دریائی گھوڑے کے برابر ہے۔ گھوڑا اُسوقت چالاکی سے ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا۔ کودتا پھاندتا تھا راجہ نے کہا۔ اس کو میدان میں گھماکر دکھاؤ۔ اُس نے کوڑا مارا۔ پھر تو گھوڑا نظر بھی نہ آتا تھا۔

راجہ بہت خوش ہوا۔ دیوان سے کہا ایک لاکھ روپیہ انعام دو۔ دیوان نے فوراً روپے پیش کیئے۔ نجار روپیہ لیکر گھر کو گیا۔ اور جاتیوقت کہہ گیا کہ اس پر سوار ہو کر کوڑا نہ ماریو نہ ایڑ دیجیو۔

کئی دن بعد راجہ نے گھوڑا منگایا۔ اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی سوار ہو کر اس کو گھمائے۔ اتنا بات سُنکر سب ایکدوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ تب راجہ خفا ہو کر بولا۔ گھوڑے کو ساز لگا کر لاؤ۔ یہ سُنتے ہی گھوڑے کو ساز لگا کر لائے۔ گھوڑے پر راجہ سوار ہو کر پھیرنے لگا۔ جتنا چاہتا تھا کہ آسن جما کر اپنے قابو میں لائے۔ زانوں سے نکلتا تھا۔ اور ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا۔ راجہ نے گھوڑے کو کوڑا مارا۔ گھوڑا آگ بگولہ ہو گیا۔ اور ایسا اُڑا کہ سمندر کے پار لے گیا۔ ایک جنگل میں درخت کے اُوپر گرا۔ راجہ بھی اُس درخت پر سے کھڑکھڑاتا ہوا نیچے گر پڑا۔ راجہ کو جب ہوش آیا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیس۔ راج پاٹ۔ اپنے پرائے سب کچھ چھوٹے۔ دیکھیئے آگے کیا ہو۔ یہ سوچکر وہاں سے آگے چلا۔ ایسی اُلجھن میں جا پڑا کہ نکلنا مشکل ہو گیا۔ ایک ایسی جگہ پہنچا کہ وہاں بڑا اندھیرا تھا۔ چاروں طرف شیر گیدڑ۔ چیتے سب درندے جانور بول رہے تھے۔ اُن کی ڈراونی آوازیں سُن کر راجہ سہما جاتا تھا۔ چاروں طرف بھٹکتا پھرتا تھا کہیں راستہ نظر نہ آتا۔ اسی طرح بھٹکتا ہوا پندرہ روز بعد کہیں پر جا نکلا۔ وہاں دیکھا کہ ایک مکان ہے۔ اس میں دو بڑے کنوئیں۔ ایک بڑا درخت ہے۔ اس درخت پر ایک بندریا بیٹھی کبھی نیچے اُترتی ہے کبھی اُوپر چڑھتی ہے۔ راجہ کی نگاہ اُوپر گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ حویلی پر ایک بالاخانہ

ہے ۔ درخت پر چڑھکر دیکھا کہ وہاں ایک پلنگ پڑا ہے ۔ تمام عیش کا سامان دھرا ہے ۔ تب دلمیں کہا کہ اب ظاہر ہونا اچھا نہیں ۔ پہلے یہاں معلوم کرو کہ کون آتا ہے ۔
جب دوپہر دن ہوا ایک سادھو وہاں آیا ۔ کنویں سے ایک لوٹا جل نکالا کہ وہ بندریا اُتر آئی ۔ سادھو نے ایک چلّو پانی اُس پر ڈالا ۔ وہ خوبصورت استری ہو گئی اُس روپ وتی تریا سے جوگی نے بھوگ کیا ۔
جب تیسرا پہر ہوا جوگی نے داہنے کنویں سے پانی کھینچکر چھینٹا مارا ۔ پھر وہ بندری بنگئی اور درخت پر چڑھ گئی ۔ جوگی بھی پہاڑ کے کونہ میں اپنا جوگ کرنے لگا ۔
تب راجہ نے بائیں کنویں سے جل نکال اُس بندری کو چھینٹا مارا ۔ وہ ایک خوبصورت عورت بنگئی ۔ راجہ کو دیکھکر شرم سے مُنہ پھیر لیا ۔ راجہ نے پریم سے اُسکو اپنے پاس بٹھایا وہ ہنسکر بولی ۔ مہاراج ہماری اور شٹ سے مت دیکھو ۔ کیونکہ ہم تپسوی ہیں ۔ تم یہاں سے جاؤ ۔ ابھی جوگی آ جائیگا تو مجھے اور تمہیں دونوں کو شراپ دیکر جلا دیتا ہے ۔ تب راجہ بولا کہ ہم جوگی کے سامنے نہ ہونگے ۔ جوگی ہمارا کچھ نہ کر سکیگا میں راجہ بکرم ہوں ۔ میرے قبضہ میں تال بیتال ہیں ۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ کہاں سے پایا ۔ تب وہ بولی ۔ رام دیو میرا باپ ہے اور پدماوتی میری ماں ہے ۔ میں نے انکو کال میں اُتار لیا تھا جب بارہ برس کی ہوئی ۔ میں نے جھنگ کی تب ماتا پتا نے غصہ ہو کر جوگی کو دے ڈالی ۔ یہ مجھے اپنے بس میں کر اس بن میں لے آیا ۔ بندریا کی شکل بنا اس درخت پر چڑھایا ۔ اس شکل سے ایک سال گذرا کہ بن میں ہوں ۔ قسمت کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا ۔ یہ وچار کرہی میں چپ ہوں ۔
تب راجہ بولا : — میرا جی چاہتا ہے تجھے اپنے گھر لے جاؤں
وہ بولی ۔ مہاراج ! میرے بھی جی میں یہی ہے ۔ پر کیونکر جاؤں ۔ تمہارا نگر سمندر پار ہے ۔ راجہ نے بچن دیا کہ تجھے لے چلوں گا ۔ یوں دونوں نے باتیں کیں ۔ آنند سے بھوگ کئے ۔ اور صبح ہوتے ہی دوسرے کنویں سے پانی نکالکر اس پر چھڑکا ۔ وہ بندریا بنکر درخت پر جا بیٹھی ۔ راجہ وہیں چھپ گیا ۔
اس کے بعد جوگی آیا ۔ وہی جتن کیا ایک چھن وہاں ستاکر جب چلنے لگا تو سُندری بولی ۔ مہاراج میری ایک بنتی ہے ۔ کچھ پرشاد میں مانگتی ہوں ۔ یہ سُنکر جوگی

نے اُسے ایک کنول کا پھول دیا۔ اور یہ کہا کہ ایک لعل یہ ہر روز دیگا۔ کبھی نہ کمہلائیگا۔ تو اسے اچھی طرح رکھنا۔ یہ کہکر اور اُسے بندری بناکر جوگی چلا گیا۔

راجہ نے پھر کنویں سے پانی نکالکر ناری بنا دیا۔ رات عیش سے بسر کی۔ صبح ہوا۔ اُس کنول کے پھول میں سے ایک لعل نکلا۔ دونوں یہ تماشہ دیکھکر کہنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں۔ میرے دلیش کو چلو۔

یہ بات راجہ کی سُنکر وہ بولی۔ مہاراج! تم بڑے دانی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھے دان کر دو۔ راجہ بولا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

اِس کے بعد دونوں ویروں کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئے۔ اُن سے کہا ہمکو دلیش لے چلو۔ تخت پر بٹھلا کر اُن کو ہوا کی مثل یہ اپنے شہر کی طرف لے گئے۔

اِس کے بعد جب جوگی آیا تو سُندری کو نہ پایا۔ بہت پچھتایا۔ راجہ اپنے نگر میں آیا۔ اور تخت سے اُتر کر راج کنیا کا ہاتھ تھام سیر کو چلا۔ راستے میں دیکھا کہ کسی کا ایک خوبصورت لڑکا در پر کھیل رہا ہے۔ راج کنیا کے ہاتھ میں کنول کا پھول دیکھکر وہ لڑکا بولا کہ میں لُوں گا۔ راجہ نے کنول کا پھول اس کے ہاتھ سے لیکر اُس لڑکے کو دیدیا۔ لڑکا خوش ہو پھول لیکر اپنے گھر گیا۔ راجہ بھی مندر میں گیا۔

جب صبح ہوئی تب کنول کے پھول سے لعل گرا۔ لڑکے کے باپ نے اُسے اُٹھا لیا۔ اور پھول کو چھپا رکھا۔ اسی طرح ہر روز لعل نکلتا۔

ایک روز کئی لعل لیکر بازار میں بیچنے کو گیا۔ یہ خبر کوتوال کو ہوئی۔ کوتوال نے پکڑ کر بلوایا۔ اور کہا کہ یہ لعل تُو نے کہاں سے پائے۔ یہ کہکر لعل لے راجہ کے پاس آیا۔ تمام حال بیان کیا۔ تب راجہ نے کہا۔ تُو نے یہ لعل کہاں سے پائے! بنئے کو بلاکر پوچھا کہ یہ لعل تُو کہاں سے لایا۔ سچ بتلائیگا تو معاف کر دونگا ورنہ سر اُڑا دوں گا اُس نے کہا۔ بھوپال میرا لڑکا در پر کھیل رہا تھا۔ کوئی شخص اُس کے ہاتھ میں کنول کا پھول دیگیا۔ اُس نے مجھے دیا۔ میں نے رات بھر اُسے اپنے پاس رکھا۔ فجر ہوتے ہی ہر روز اُس سے ایک لعل نکلتا ہے۔ اور پھول بھی میرے گھر ہے

موجود ہے۔

راجہ اُس کے سچ بولنے سے بہت خوش ہوا۔ ایک لاکھ روپیہ اور انعام دیا۔ انعام پا خوشی خوشی چلا گیا۔ پتلی کی بات سُن کر راجہ یونہی رہ گیا۔ وہ ساعت جاتی رہی۔ اگلے روز راجہ پھر سنگھاسن پر کھڑا ہوا کہ ....

بدہ ماوتی نویں پتلی بولی

ایک دن راجہ نے ہون آرمبھ کیا۔ جہاں تک دیش دیش کے برہمن راجہ تھے سب کو نیوتہ بھیجکر بُلایا۔ اور تمام ساہوکار بھی حاضر ہوئے۔ تمام دیوتا بھی جمع ہو ئے راجہ بکرما اپنے سنگھاسن پر بیٹھا۔ جاپ ہونے لگا۔ ایک بُڈھا برہمن اُس وقت آیا۔ جگ کے منتر پڑھتا تھا۔ برہمن کو دُور سے دیکھ ڈنڈوت کی۔ اُس پنڈت نے انگم ودّیا سے معلوم کر ہاتھ بڑھا راجہ کو اسیس دی کہ سلامت رہے۔

جب راجہ نے منتر سے فراغت پاکر برہمن سے کہا۔ مہاراج! آپ نے بنا پرنام مجھے اشیرباد دیا۔ جبتک کوئی پاؤں نہ چھوئے، وہ اسیس شراپ کے برابر ہوتی ہے۔

برہمن نے کہا۔ راجہ! جب تو نے من میں ڈنڈوت کی تب میں نے اسیس دی۔ یہ بات سُن کر لاکھ روپیہ برہمن کو دیا۔ برہمن کہنے لگا۔ مہاراج! اتنے روپوں میں میرا نرباہ نہ ہوگا۔ ایسا کچھ بچار کر دیجئے۔ جو میرا کام ہووے۔

راجہ نے پانچ لاکھ اس کو دیا۔ وہ لیکر گھر چلا گیا۔ جو برہمن اس جگ میں تھے اُنکو بھی بہت دیا۔

اِسلئے راجہ بھوج! میں نے تیرے آگے یہ بات کہی کہ تو سنگھاسن کے بیٹھنے جوگ نہیں۔ سنگھ کی برابری سیار نہیں کر سکتا اور ہنس کی برابری کوا۔ میرا کہنا مان اور بچپلا خام چھوڑ۔ راجہ سُن کر چُپ ہو گیا۔ پھر اگلے روز سنگھاسن کے پاس آیا۔ کہ ....

پربھاوتی دسویں پتلی بولی

کہ راجہ! اول تو مجھ سے یہ بات سُن لو۔ بعد سنگھاسن پر بیٹھو۔ ایک دن بسنت رات میں ٹیسو پھولا ہوا تھا۔ مور آیا ہوا تھا۔ کوئل کوک رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ راجہ بکرما اپنے باغ میں بیٹھا منڈل سُنتا تھا۔ اس میں جوگی کسی دیش سے بھولا ہوا آ نکلا۔ راجہ کے پاؤں پر آ گرا۔ کہنے لگا۔ سوامی! میں نے دُکھ پایا۔ اب میں آپ کی شرن آیا ہوں۔

صورت یہ تھی کہ تمام بدن کا لہو سوکھ گیا تھا۔ آنکھوں سے کم سوجھتا تھا۔ کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ راجہ نے کہا۔ تم اپنے جی کو سنبھالو۔ تمہاری شکل کس غم میں ایسی بن گئی ہے۔ کیا تمہارا نام ہے۔ کیا کام ہے اپنا مدعا بیان کرو۔

ایک سرد آہ دل سے لیکر وہ بولا۔ میرا نگر کلنجر دیس ہے۔ ایک جنی نے میرے آگے یہ بات کہی ہے کہ ایک خوبصورت استری ایک جگہ ہے۔ ویسی سُندری کسی جگ میں نہیں۔ گویا کام دیوی پیدا ہوئی ہے۔ اُس کے باپ نے وہاں ایک آگ بھڑکائی ہے۔ ایک گھی کا کڑھا چڑھا رکھا ہے۔ اُس کی یہ شرط ہے کہ جو کوئی اس کڑھاؤ میں اشنان کر جیتا بچ نکلے اُسی سے کنیا کی شادی کروںگا۔ میں بھی وہاں گیا۔ میں اپنی آنکھوں سے یہ ماجرا دیکھکر حیران رہ گیا۔ لاکھوں راجے آتے ہیں۔ ہمیں سے جو ہمت کرتے ہیں کڑھا میں جلکر راکھ ہو جاتے۔ یہ سُن کر راجہ نے کہا کہ آج تم یہاں رہو۔ کل ہم وہاں چلیں گے۔

صبح ہوئی۔ راجہ نے بیروں کو یاد کیا۔ حاضر ہو کر عرض کی۔ مہاراج حکم؟ کس دیس کو لے چلیں۔ راجہ نے کہا۔ جہاں یہ پریمی کہے۔ اُس نے کہا کہ مہاراج کنیا کے نگر میں لے چلو۔ جس جگہ وہ گھی کا کڑھا کھول رہا ہے۔ وہاں سارا عالم جمع ہے۔ اس دیش کو لے چلو۔

راجہ نے اس کو تخت پر بٹھایا۔ بیروں کو حکم دیا۔ وہ فوراً لے اُڑے اور ایکدم سنگھاسن اُس شہر میں جاکر رکھدیا۔ راجہ نے وہاں جاکر دیکھا۔ کہ باجے

بج رہے ہیں۔ منگلا چار ہو رہے ہیں۔ وہ راج کنیا ہاتھ میں پھولوں کی مالا لئے ہوئے پھرتی ہے۔ راج پوتر جو وہاں اس کے لئے کامنا کر کے گئے سب وہاں کھڑے ہیں لیکن جرأت کسی کی یہ نہیں پڑتی۔ جو اس کڑھائی میں کود ے۔

راجہ نے جب اس کنیا کو پاس جاکر دیکھا تو اس کے روپ کو دیکھکر موہت ہو گیا۔ اور کہا کہ کس کوکھ سے یہ کنیا پیدا ہوئی۔ دھنیہ ہے اس کوکھ کو۔ راجہ نے بیروں سے کہا کہ ہم اس کڑھائی میں کود تے ہیں۔ تم ہوشیار رہنا اتنی بات کہہ راجہ کڑھائی کے پاس جا اس میں کود پڑا۔ جل بھن خاک ہو گیا۔ بیتال نے دیکھا۔ فوراً امرت لے آیا۔ راجہ کے اوپر ڈالا۔ وہ فوراً رام رام کہکر کھڑا ہو گیا۔ جتنے برہمن وہاں تھے جے جے کرنے لگے۔ راج کنیا نے آتے ہی پھولوں کا ہار راجہ کے گلے میں ڈالدیا۔ کنیا کے بیاہ کی تیاری ہوئی۔ راجہ کے ملک کے جتنے لوگ تھے سب خوش ہوئے۔ اس طرح اس راجہ نے شادی کر دی۔ جہیز میں جواہرات، ہاتھی، گھوڑے تمام مال اسباب کئی لاکھ کا دیا۔ آدھا راج سنکلپ کیا۔ اور ان کو وہاں سے رخصت کیا اور کہا اپنے دیس میں جاؤ۔ ہم پر پیار رکھنا۔ تم کلجگ میں کوئی اوتار ہو اتنی بات پر پدماوتی کہکر بولی کہ سن راجہ بھوج! ایسا پراکرم کر کے اس کنیا کو راجہ لایا۔ اس برھمنی کو دینے سے باز نہ آیا۔ راج کنیا سب مال و اسباب دیکر خالی ہاتھوں اپنے مندر میں آیا۔

پھر پدما دیوی بولی۔ ایسا کرم تجھ سے نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر راجہ نے حیران ہو کر سر نیچا کر لیا۔ وہ ساعت بھی گذر گئی۔

پھر دوسرے دن راجہ سنگھاسن کے پاس گیا۔ اور چاہا کہ بیٹھے۔ تب ہنسکر . . . .

پرماوتی گیارہویں پتلی بولی

راجہ! پہلے مجھ سے کتھا سُن لے۔ پیچھے سنگھاسن پر پیر رکھنا۔ ایک دن راجہ بکرما جین نگری کو گیا۔ اور اپنے تمام آدمیوں کو بُلا کر آپ وہاں سو رہا تھا۔ کہ اُتر دشا کی طرف سے ایک رنڈی پُکار پُکار کر کہہ رہی تھی۔ کوئی ایسا ہے کہ میری آکر خبر لے۔ اس پاپی سے مجھے بچاوے۔

دم میں پُکارتی اور دم میں خاموش ہو جاتی۔ اس کی آواز سُنکر راجہ چونک اُٹھا۔ تلوار لیکر اندھیری رات میں اُدھر اکیلا چلا۔ کسیکو خبر نہ ہوئی دیکھا کہ ایک دیو اُس استری سے رتی مانگتا ہے۔ وہ نہیں مانتی۔ تب سر کے بال پکڑ کر زمین پر دے دے مارتا ہے۔

راجہ نے کہا تو اسے چھوڑ۔ کیوں مارتا ہے۔ نرک سے ڈر۔ مگر وہ نہ مانا اور راجہ نے غصہ میں آکر ایک تلوار ایسی ماری کہ سر دھڑ سے جُدا ہو گیا۔ رنڈ منڈ سے دو بیر نکلے۔ راجہ کے دونوں ہاتھوں سے لپٹ گئے۔ راجہ نے جلبل کر انہیں سے ایک دوسرے کو مارا۔ صبح ہوتے ہی بھاگ گیا۔

تب راجہ نے اُس رنڈی سے کہا۔ اب تو جلدی میرے ساتھ چل اور کچھ جی میں اندیشہ نہ رکھ۔ وہ سندری بولی۔ میں سات دیپ نو کھنڈ جہاں جہاں چھپ رہوں گی۔ پر اس سے نہ بچوں گی۔ وہ آکر لے جائیگا۔ اُس کے بن میری زندگی نہ ہوگی۔ اس کے پاس ایک موہنی پُتلی ہے۔ وہ اس کے پیٹ میں رہتی ہے۔ جہاں میں چھپوں گی۔ وہ اس کے بل سے ڈھونڈ نکالیگا اس میں طاقت ہے کہ ایک دیو کے مرنے سے چار دیو بنا سکتی ہے۔

یہ بات سُن کر راجہ خاموش ہو گیا۔

صُبح ہوئی۔ وہ دیو آیا اور اُس عورت سے پھر خواہش کرنے لگا۔ جب وہ نہ مانی۔ سر کے بال پکڑ کر مارنے لگا۔ تو وہ پھر ہاہاکار کرنے لگی۔ اس کی آواز سُنتے ہی راجہ نکل آیا۔ اور لڑنے کو تیار ہوا۔ دیو بھی رنڈی کو چھوڑ کر

راجہ کے سامنے ہونا چاہا کہ راجہ کو مارے اتنے میں راجہ نے ایسا کھانڈا مارا کہ
سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ اس سے دھڑ سے وہی موہنی نکل آئی امرت لینے چلی راجہ نے
اسی وقت ویروں کو آگیا دی کہ یہ جانے نہ پائے۔ وہ دوڑ کر اسکی چوٹی پکڑ کر کھینچ لایا
راجہ کے سامنے حاضر کی راجہ نے اس سے پوچھا کہ تو مرگ نینی گج گامنی چندر مکھی ایسی
ہنسی کے جیسے پھول جھڑتے ہیں۔ بتلا کہ تو دیو کے پیٹ میں کیونکر رہتی ہے۔ تب بولی کہ سن
راجہ پہلے میں شو کی گن تھی ایک آگیا شو کی کبھول گئی اس لئے انہوں نے شراپ دیا۔ میں
موہنی ہوں۔ اس دیو نے مہادیو کی بہت تپسیا کی تب سدا شو کی آگیا تھی اس کو بخشدیا
پھر پاپی نے لیکر اپنے پیٹ میں ڈال لیا۔ تب میں موہنی کہلائی۔ سیوا کرو جو پیٹ میں کہے
مانتی۔ میں اسکے بس ہو کر رہتی ہوں۔ جو ماجرا تھا کہدیا۔ اب یہ بیتال قابو میں کر تمہارے
پاس لایا ہے۔ آدمی کی اتنی طاقت نہیں۔ تم بھی بہت اپاؤ کرتے تو تمہارے ہاتھ نہ آتی
اب راجہ تمہارے بس میں آیا ہوں۔ راجہ بولا اب کیا کریگی۔ وہ بولی کہ تو راجہ ہے میں موہنی ہوں
تیرے پاس رہونگی جیسے مہادیو کے پاس پاروتی۔ یہ کہکر بچن دیا۔ وہ موہنی دوسری
رنڈی کو دیو سے چھڑایا تھا راجہ کے ہمراہ ہوئیں۔ یہ کہکر پدماوتی بولی راجہ بھوج اس
موہنی سے راجہ نے گندھرب بواہ کیا۔ جو کچھ راجہ کے آگے پراکرم میں کیا میں کہتی ہوں سن
رنڈی جو دیو سے لی اس سے راجہ نے کہا سندری تجھ سے پوچھتا ہوں کہ دیو نے
تجھے کہاں پایا تھا۔ کہ کون دیپ اور کون نگر ہے۔ اور کون باپ ہے نام لے سب حال
کہو۔ پھر جیسا کہو گی میں ویسا کروں گا۔ بولی مہاراج سنو۔ قسمت کا لکھا مٹتا نہیں ہے
جو بدھاتا نے کپار میں لکھا ہے وہ انسان کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک نگر پرمہ پوری ہے
سمندر کے پاس جسکو سنگلدیپ کہتے ہیں۔ ایک برہمن کی بیٹی ہوں۔ ایک دن سکھیوں
کے ساتھ تالاب پر اشنان کرنے گئی تھی۔ وہ تالاب ایسا تھا۔ کہ گھنے گھنے درختوں
سے گھرا ہوا تھا۔ وہاں سہیلیوں کے ساتھ اشنان پوجا کر کے گھر آئی کہ سامنے یہ راکشس
نظر آیا اور رتی مانگنے لگا۔ جب میں نہ مانی تو دکھ دینے لگا۔ میں ان بیاہی دھرم کیوں کر گنواتی
کتنے دنوں سے ستاتا ہے۔ نرک میں پڑنے سے نہیں ڈرتا۔ راجہ تو نے دھرم رکھا میری

کُل لاج بچائی۔ تجھے سنسار میں جس ہوگا۔ جیسا تو نے کیا ویسا ہی مجھ سے اسیس لے۔ ہزار
برس تک جیتا رہے۔ اور کسی کے بس میں نہ پڑے۔ تب اسے بیٹی کہہ راجہ نے اپنے
پاس تخت پر بٹھایا۔ اور موہنی کو اور بیتالوں کو کہا کہ ہمارے نگر کو چلو۔ بیتال فوراً
لے اُڑے پل مارتے محل میں لا داخل کیا۔ راجہ نے آتے ہی دیوان کو یاد کیا۔ منتری آکر
حاضر ہوا۔ کہا کہ کوئی پنڈت سنگھڑ گیانی بیگر جلد آؤ۔ پردھان نے آگیا پائی۔ نگر نگر برہمنوں
کو بھیج دیا اور ایک برہمن سکھ بدھ دان کو بُلایا۔ مارکنڈے تمام برہمن جب آئے راجہ
کے پاس لیگیا۔ راجہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا ایک برہمن کی کنیا ہمارے یہاں رہا سے ہم تمکو دیا
چاہتے ہیں۔ تم یہ بات قبول کرو۔ برہمن نے کہا راجہ وہ کنیا دیدو جگ میں مرم بڑائی
راجہ نے یہ بات سنتے ہی برہمن کو تلک دیکر شادی کا سامان تیار کیا۔ پھر برہمن کو بلا سنکلپ
کر کنیا دان کر دیا۔ یہ کہکر پتلی کہنے لگی راجہ بکرماجیت نے سوچ کچھ نہ کیا۔ لاکھوں روپیہ
کا دان جہیز دیکر برہمن کے حوالے کیا۔ تو اس لائق نہیں۔ اس سنگھاسن پر بیٹھنے سے
ڈرتے ہیے۔ ناحق حرص کرتا ہے۔ یہ سن راجہ چپ ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی سنگھاسن پر بیٹھنے کو تیار ہوا تب

کیرت وتی بارہویں پُتلی بولی

سن راجہ بھوج! ایک دن راجہ بکرما اپنی مجلس میں بیٹھکر کہنے لگا۔ کہ کلجگ میں اور
بھی کہیں کوئی داتا ہے۔ یہ سن کر ایک برہمن بولا پرجا کے ہنکاری تیرے برابر سا ہی دانی کوئی
نہیں۔ پر ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں پر شرم کے مارے کہہ نہیں سکتا۔ راجہ نے کہا سچ بات
میں کیا شرم۔ تم ہمارے سے صاف بیان کرو۔ وہ برہمن بولا ایک راجہ سمندر کے کنارے رہتا ہے۔
وہ سدا دھرم کاج کرتا ہے۔ اور صبح اشنان کر لاکھ روپیہ دان دیتا ہے۔ تب جل پیتا ہے
یہ تو اسکے دان کی ایک بات ہے وہ اور بھی بہت دان کرتا ہے۔ ایسا دھرماتما راجہ سوائے اس کے
دوسرا نہیں دیکھا۔ یہ سن کر راجہ کی خواہش ہوئی کہ اس راجہ کو بھی دیکھئے۔ تب اپنے بیتالوں کو بلا کر
تخت پر سوار ہو کر سمندر کنارے چلا۔ جب اس نگر کے کنارے پہنچا تب اس سنگھاسن

سے اُتر کر بیتالوں سے کہا اب تم دیش کو جاؤ۔ ہم اس راجہ کی سیوا کریں گے۔ تم وہاں سے
ہماری خبر لیتے رہنا۔ تب بیتال بولے اس کا بچار کیا ہے۔ راجہ نے کہا تمہیں اس بات سے
کیا کام جو تم سے کہتے ہیں کرو۔ یہ سُن کر بیتال اپنے نگر میں آئے۔ بکرما نگر میں راجہ کے دوار
پہنچا۔ دوارپالوں سے کہا کہ اپنے سوامی کو خبر دو کہ کوئی بدیسی آپکے دروازہ پر سیوا کرنیکے لیئے
کھڑا ہے۔ اسکی بات سُن کر دربانوں نے راجہ سے عرض کی۔ راجہ سُن کر ہنستا ہوا آپ ہی
باہر نکل آیا۔ بکرم نے جوہار کی راجہ نے سلام لیکر پوچھا کہ خوش ہے تب بولا آپکی کرپا ہے۔
پھر راجہ نے کہا تم کس دیش سے آئے ہو، نام کیا ہے۔ مطلب کیا ہی۔ سب سُناؤ۔ راجہ بکرم
بولا سنو مہاراج! میرا نام بکرم ہے۔ راجہ بکرم کے دیش کا رہنے والا ہوں۔ کچھ بیراگ میرے دل
میں ہے۔ اس لیئے آپ کے درشن کو آیا ہوں۔ درشن کیا۔ سوچ بچار کر آگیا راجہ بولا تمہیں
ہم کیا روزانہ دیں۔ کتنے میں تمہارا کام چلیگا۔ اس نے کہا کہ چار ہزار روپے میں گزران
ہوگی۔ یہ سُن کر راجہ نے کہا ایسا کیا کام کرتے ہو۔ کہ چار ہزار روز تمہیں دیں۔ ہم سے کہو یہ ہم
کریں گے۔ پھر بکرم بولا کہ جس راجہ کے پاس میں رہتا ہوں اس کے گاڑھے کام آتا ہوں۔ اسطرح
سے چار ہزار لیکر وہاں رہنے لگا۔ یہ بات پتلی نے راجہ سے کہی راجہ بھوج سے کہی کہ جب
نو دس دن گذرے تب راجہ بکرما نے اپنے دل میں بچارا کہ جو لاکھ روپیہ ہر روز دان کرتا ہے
اس کا بھید کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی ٹونا کا اسے بل ہے۔ اس بچار میں رہنے لگا۔ ایکدن کیا
دیکھتا ہے۔ کہ دو پہر رات کیوقت راجہ اکیلا بن کو جاتا ہے۔ دیکھتے ہی اس کے ساتھ ہو لیا آگے
آگے راجہ پیچھے پیچھے بکرما جیت۔ اس طرح سے نکل ایک بن میں پہنچے۔ وہاں جاکر دیکھا کہ ایک دیبی
کا مندر ہے۔ اس مندر کے باہر کڑھا چڑھا ہے۔ اسمیں برہم کی آگ سے گھی اُبلتا ہے۔ راجہ
تالاب میں اشنان کر کے دیوی کا درشن کر اس کڑھاؤ میں کود پڑا۔ پڑتے ہی جل گیا۔ اسی وقت چونسٹھ
جوگنیاں آئیں اور اس کے بدن کو نوچ کر کھا گئیں۔ اتنے میں کنگالن امرت لے آئی اس کے
ہاڑ پنجر پر چھڑکا۔ وہ رام رام کہکر کھڑا ہو گیا۔ تب دیوی نے مندر سے لاکھ روپیہ دیا وہ لیکر
گھر کو آیا۔ جوگنیاں اپنے دھام کو گئیں۔ یہ تماشہ دیکھکر راجہ بکرما بھی اس کڑھاؤ میں کود پڑا اور
فوراً جوگنیاں دوڑیں اس کو بھی کھا گئیں کنگالن امرت لائیں اس پر چھڑک دیا وہ زندہ ہو گیا

مندر سے لاکھ روپے دیوی نے اسے بھی دئے۔ دوسری مرتبہ پھر اس کڑھاؤ میں گرا جو گتیاں پھر جلا بُھنا گوشت نوچ کر کھا گئیں گنگالن نے امرت چھڑک کر زندہ کر دیا۔ پھر دیوی نے دو لاکھ روپئے دئے۔ غرض اس طرح سات مرتبہ گرا۔ لاکھ روپیہ ہر مرتبہ پایا جب آٹھویں بار گرنے کا ارادہ کیا تب دیوی نے آکر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا جو تجھے چاہئے مانگ۔ راجہ بکرم ہاتھ جوڑ کر بولا جو مانگوں پاؤں گا۔ دیوی نے کہا ہاں!۔ راجہ نے کہا جس تھیلی میں سے روپے دئے کرتی ہو وہ تھیلی دیں۔ یہ سنتے ہی اس نے وہ تھیلی دیدی۔ یہ لیکر بہت خوش ہوکر اسی راجہ کے گیا۔ اس کے دوسرے دن وہ راجہ بن میں گیا۔ وہاں نہ دیوی، نہ مندر نہ کڑھاؤ وہ استھان بھنگ پڑا ہے۔ یہ حالت دیکھ فکر میں ڈوب گیا۔ پھر ہوش میں آیا تو رونے لگا۔ آخر ناچار ہوکر اپنے مندر میں واپس آیا سو رہا۔ صبح ہوئی جب سبھا کے لوگ آئے۔ راجہ کو دیکھا کہ نڈھال پڑا ہے۔ یہ حالت راجہ کی دیکھکر دیوان نے عرض کیا۔ کہ آپ کے اُداس ہونے سے تمام سبھا بے چین ہے۔ راجہ بولا کہ تم بیٹھکر دربار کرو۔ تب پردھان بیٹھ راج کاج کی بات کرتا ہے۔ جو آتا تھا سو بچارتا تھا۔ کوئی کہتا کہ راجہ بیمار ہے۔ کوئی کہتا کہ راجہ ہی نہیں۔ پر راجہ کی حالت کسی کو معلوم نہ تھی۔ اتنے میں راجہ بکرما بھی آگیا۔ راجہ سے پوچھا کہ آپکو کیا دُکھ ہے۔ کیونکہ میں نے تم سے اقرار کیا تھا۔ کہ تمہاری مشکل میں کام آؤں گا۔ سو کیا آپ بھول گئے۔ اپنی حالت بتائیے۔ تب راجہ بولا۔ میں تیرے آگے اپنی بات کیا کہوں۔ میں خودکشی کروں گا۔ بکرم نے کہا ہے راجہ ایک بار اپنے من کی میرے آگے کہیئے۔ پیچھے اور یتن کیجیئے۔

راجہ نے کہا ایک دیوی میرے پاس تھی نہ معلوم وہ کہاں گئی۔ لاکھ روپیہ ہر روز مجھکو دیتی تھی جو میں دان کرتا تھا۔ اب مجھے بڑا کشٹ ہوا ہے۔ اسواسطے میں مرونگا اور ایسا میں کسی کو نہیں دیکھتا۔ جس سے میرا نت نیم چلے۔ اور جو دھرم پُن نہ رہیگا۔ تو میرا زندہ رہنا بیکار ہے۔ یہ بات اسکی سنتے ہی بکرم نے وہ تھیلی ہاتھ میں دی اور کہا مہاراج آپ اشنان دھیان کر نت دھرم کیجیئے اور تھیلی سے جتنے روپے چاہو گے خرچ کرو کبھی کم نہ ہوں گے۔ راجہ پرسن کر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور تھیلی ہاتھ میں لیکر اپنے پردھان کو

بُلا یا۔ اس سے روپے نکال کر خرچ کر دئے۔ اور کہا جتنے برہمن سدا دان پاتے ہیں انکو اسی طرح دو۔ دیوان موافق حکم کے اپنے کام میں مشغول ہوا۔ راجہ بکرما نے کہا سنو مہاراج! مجھے حکم دو تو میں اپنے دیش کو جاؤں۔ بہت دن ہو گئے ہیں۔ تب راجہ بولا ہم تمہارے گن کہاں تک گائیں گے تم نے ہمیں جی دان دیا ہے۔ تم اپنا پورا پتہ بتا جاؤ۔ تب اس نے کہا کہ میں راجہ بکرماجیت ہوں۔ اونتی نگری کا راج کرتا ہوں تمہارا نام اور دان سن کر درشن کیلئے آیا تھا۔ تمہیں دیکھا جی خوش ہوا۔ تم اچھی طرح راج کرو۔ اور ہمیں اجازت دو۔

یہ سُنتے وہ راجہ اس کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ کہ بڑا قصور ہوا۔ تم نے میری سیوا کی تم اپنے جی میں کچھ نہ لانا۔ اور دھرم میں نے آپکا سنا ویسا ہی دیکھا۔ تمہارے دھرم اور ساہس اور پراکرم کو دھنیہ ہے۔ یہ کہہ راجہ کو رخصت کیا۔ بکرم نے ویروں کو بلا سوار ہو اپنے ملک میں آیا۔ تب کیرت وتی پتلی راجہ کو سمجھانے لگی۔ کہ راجہ بھوج بکرما کا ساہس کیسا تھا۔ کہ ایسی چیز پا کر بھی دیتے ہوئے کچھ دیر نہ کی اور تو کس گنتی میں ہے یہ سن کر راجہ بھوج چپ ہو رہا۔ پھر دوسرے دن صبح کو راجہ اٹھکر تیار رہا ہوا۔ من میں ارادہ سنگھاسن پر بیٹھنے کا کرتا تھا۔ کہ ہچک کر رہ جاتا تھا۔ اتنے میں۔۔۔

ترلوچنی تیرہویں پتلی بولی

سُن راجہ بھوج ایک پرانی کتھا میں سناؤں اس سنگھاسن پر وہی چڑھیگا جو بکرم کے برابر پراکرم کریگا۔ تب راجہ نے کہا کہ سندری بکرم کا بل سننے کو میرا جی کرتا ہے پتلی بولی سن راجہ ایک دن راجہ بکرما شکار کھیلنے کو چلا۔ ساتھ میں جتنے مصاحب تھے وہ بھی تیار ہو کر آئے۔ ایک ایک سواری میں ہزار ہزار کوس کے دھاوے کا ترنگ تھا۔ راجہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ گھوڑا چالاک تھا۔ راجکنوار اپنے اپنے شکاری جانور باز بھری جرا شاہین کو ہی منگوا منگوا اپنے اپنے ہاتھوں پر لے ساتھ ہوئے۔ راجہ نے

بھی ایک باز اپنے ہاتھ پر بٹھا لیا اور میر شکاروں کو حکم دیا کہ جس کے پاس جو جو شکاری
جانور تیار ہیں وہ لیکر رکاب میں حاضر ہوں - اسی طرح ایک بن کی طرف چلے - وہاں
جاکر کسی نے باز اور کسی نے بحری، کسی نے کوہی، کسی نے شاہین اُڑائے اور جانوروں
کے پیچھے گھوڑے دوڑائے - ادھر راجہ نے بھی جتنے میر شکاری تھے انہیں حکم دیا کہ
اس جنگل میں سب شکار کرو - میں تماشہ دیکھوں گا - اور جو شکار لاویگا انعام پاویگا.
جو نہ لاویگا نوکری سے دور ہوگا - یہ بات سنتے ہی جتنے میر شکار تھے ان سبھوں نے
اس بن میں چاروں طرف جانور چھوڑے - اس طرح سب شکار کرتے اور لالاکر راجہ
کے پاس رکھتے - وہ کھڑا ہوا تماشہ دیکھتا تھا - پھر ایک پرند پر باز اُڑایا. آپ بھی
اس کے پیچھے گیا - جدھر وہ باز جاتا تھا. راجہ بھی پیچھے جاتا تھا - اسی طرح کوسوں
نکل گیا اور شام ہوگئی - پیچھے پھر کر دیکھا تو وہاں کوئی نظر نہ آیا اور یہاں تمام فوج
شام ہونے پر راجہ کو ڈھونڈ شکار لیے کر نگر میں داخل ہوئے اور راجہ وہاں جنگل میں
بھٹکتا پھرتا تھا. جب اندھیرا ہو گیا تو ایک ندی کے کنارے پر پہنچا - اُتر کر زین پوش
بچھا کر گھوڑے کو ایک جھنڈ سے باندھ کر بیٹھ رہا - دیکھتا ہے - کہ وہ ندی بڑھتی آتی ہے
یہ ہٹنے لگا. جتنا ہٹتا تھا اُتنا ہی ندی چڑھتی تھی - پھر دیکھا کہ ندی کی دھار میں ایک
مُردہ بہا جاتا ہے - اس کے ساتھ ساتھ ایک بیتال ایک جوگی کھینچا کھینچی کیے ہوئے
آتے ہیں. آپسمیں یوں جھگڑتے ہیں - جوگی بیتال سے کہتا ہے - کہ تو نے بہت مُردے
کھائے ہیں - اور یہ میں نے پایا ہے - تو اسے چھوڑ میں لیئے جاتا ہوں - اپنا جوگ کماؤنگا
یہ سدھ میں نے تم سے پائی - بیتال بولا بھائی میں بچہ نہیں ہوں جو بہکاتے ہو
کیونکہ اپنا کی کر تجھکو دوں -

اس طرح آپسمیں دونوں جھگڑتے اور کہتے تھے کہ کوئی تیسرا اسوقت
نہیں کہ ہمارا انصاف کرے - پھر جوگی کہنے لگا کہ تو میری سُن. کل پرند بھاگو ہم تم سبھا
میں چلیں - وہاں جو انصاف ہووے وہ ہم دونوں مانیں - اتنے میں انکی نظر راجہ کیطرف
جا پڑی - دیکھکر دونوں ہنسے اور کہنے لگے - کہ وہ کوئی مہاشے ندی کے کنارے پر نظر آتا ہے

وہیں چلو کہ وہ انصاف کرے۔ یہ کہکر مُردہ کو لئے ہوئے کنارے پر آئے راجہ کو تمام ماجرا سُنا کر کہا۔ کہ سوامی آپ ہمارا انصاف کرو۔ جوگی بولا مہاراج میں کہتا ہوں اس بیتال نے بہت مردے کھائے ہیں۔ اور یہ مُردا میں نے اپنے داؤ پر پایا ہے۔ یہ ناحق مجھ سے لڑتا ہے۔ کہیں نہ دوں گا۔ راجہ نے بیتال سے پوچھا کہ تو بھی اپنے من کی بات کہہ سکتا ہے۔ وہ بولا مہاراج یہ جوگی بڑا مورکھ جو اس نے راہ میں مجھ سے جھگڑا لگایا میں ہزار کوس سے اس مُردے کو لایا ہوں۔ یہ مانگ رہا ہے۔ میں اسے کیونکر دوں۔ اس مُردے کیلیے بہت محنت کی یہ ناحق لڑتا ہے۔ اس کا انصاف تیرے ہاتھ ہے کیونکہ تو دھرم آتما ہے۔ راجہ بولا تم دونوں بڑے ہو پرشاد ہمیں دو۔ کچھ ہم تم سے مانگتے ہیں۔ تب ہم نیائے کریں گے۔ یہ سُن کر جوگی نے ہنسکر جھولی سے ایک بٹوہ نکال راجہ کو دیکر کہا کہ راجہ تو جتنا دھن چاہے گا اتنا ہی یہ بٹوہ دیگا۔ اس سے کبھی کم نہ ہوگا۔ پھر بیتال نے کہا کہ راجہ میں ایک موہنی تلک دیتا ہوں کہ جب اس کا تلک کرے گا سب تجھ سے ڈریں گے۔ تیرے سامنے کوئی نہ ہوگا۔ یہ دونوں نے پرشاد راجہ کو دیا اس نے کراوٹ کر لیا۔ بولا کہ سُن بیتال اس مُردے کو چھوڑ دے۔ اور بہے گھوڑے کو کھا۔ یہ جوگی کے حوالے کر دے۔ کیونکہ تو بھوکا نہ رہے۔ اس کا کام بھی بند نہ ہو۔ یہ سُنتے ہی بیتال اس گھوڑے کو کھا گیا۔ جوگی مُردہ لیکر منتر سادھنے لگا۔ راجہ نے ویروں کو بُلایا اپنے دیش کو چلا۔ راستے میں ایک بھکاری چلا آتا تھا۔ اس نے دیکھکر راجہ سے ڈرتے ڈرتے سوال کیا کہ مہاراج آپ کے نگر میں بہت دن رہا لیکن میرا کچھ کام بنا اب میں کچھ تم سے مانگتا ہوں۔ مجھے دیجئے۔

یہ سنتے ہی راجہ نے وہ بٹوہ اس کے ہاتھ دیا۔ اس کا بھید بتایا۔ وہ اسیس دیتا ہوا اپنے گھر کو گیا۔ راجہ نے مندر میں آکر تریلوچنی پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج ایسا دانی ہو جو اس سنگھاسن پر بیٹھے۔ دوسرے دن راجہ صبح اشنان دھیان کرکے دربار میں آیا۔ تب درباریوں کو کہا آج میرا چت بہت خوش ہے۔ ضرور سنگھاسن پر بیٹھوں گا۔ اور وہاں سی سنگھاسن کے پاس آیا۔ پھر گنیش کو منا سنگھاسن پر پیر بڑھایا۔ کہ اتنے میں...

۱۴ بلوچنی چودہویں پُتلی بولی

پہلے کتھا سُن جو کہتی ہوں تب پیچھے سنگھاسن پر بیٹھو۔ راجہ نے سُنتے ہی پاؤں ہٹا لیا۔
اور سنگھاسن سے پرے بیٹھ گیا۔ تب پُتلی بولی کہ راجہ سُن۔ ایک دِن راجہ بکرما نے اپنے
پردھان کو بُلا کر کہا۔ میں یگیہ کروں گا۔ جس سے کہ پُنیہ ہو۔ دیوان نے سُنتے ہی دیس
بدیس کو نیوتہ بھیجا۔ جتنے براہمن تھے۔ بُلا کر ساتویں دیپ نیوتہ بھیجا۔ جہانتک کہ راجہ
پرجا پر طلب کیا۔ پھر ایک بیر کو بتیال کے راجہ کے پاس بھیجکر بُلایا۔ دوسرے بیر کو
سورگ کے لئے روانہ کیا۔ دیوتاؤں کو بُلایا۔ ایک برہمن کو بُلا کر کہا کہ تم سمندر کو جا کر ہمارا
ڈنڈوت کہو۔ اور نویدن کر دکہ راجہ نے یگیہ شروع کیا ہے۔ آپکو بنتی کر بُلایا ہے۔ وہ
فوراً چلا۔ کتنے ہی دِنوں بعد وہاں پہونچا۔ وہاں کیا دیکھا۔ نہ کوئی ہنس ہے۔ نہ کوئی
پنچھی پشو ہے۔ صرف جل نظر آتا ہے۔ یہ دیکھکر براہمن اپنے جی میں چنتا کرکے کہنے لگا۔
کہ راجہ کا سندیسہ میں کس سے کہوں۔ یہاں تو کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ اور ہے تو جل
ہے۔ ایسا وچار کر وہ پُکارا کہ راجہ بکرماجیت کا میں نیوتہ دئے جاتا ہوں۔ اور تم جلدی
پہنچنا کہ وہاں سے جب چلا تب راستے میں ایک بوڑھے براہمن کے رُوپ میں سمندر
نظر آیا۔ اور اُس نے پُوچھا کہ ہمیں بیر بکرما نے کس لئے بُلایا ہے۔ تب کہا کہ راجہ کے
ہاں یگیہ ہے۔ تمہیں ضرور بُلایا ہے۔ تب سمندر بولا کہ میں چلوں گا۔ پر میرے چلنے سے جل
جو یہاں سے پڑیگا۔ تو کئی نگر ڈوب جائیں گے۔ میری طرف سے راجہ کو کہنا کہ میرے نہ آنے
کا فکر نہ کرنا۔ میں اسی سبب آ نہیں سکتا۔ پھر سمندر نے براہمن کو پانچ لعل دئے۔ ایک گھوڑا
سوغات بھیجا۔ آپ وہیں رہا۔ براہمن رُخصت ہو کر اس کے پاس گیا۔ سوئے پانچویں رتن راجہ
کو دئے اور گھوڑا سامنے کھڑا کیا۔ سب وہاں کا حال کہا۔ تب راجہ نے خوش ہو کر برہمن سے کہا
کہ یہ لعل اور گھوڑا تم ہی لو۔ یہ پتلی نے راجہ بھوج کو سمجھایا۔ سُن راجہ ایسا اُدار تھا راجہ بکرماجیت
لندیتے بلنہ نہ کیا جاوے۔ لعل اور گھوڑا کئی راج کی قیمت کے تھے۔ ایسے دانی راجہ کے سنگھاسن پر
بیٹھے جوگ تو نہیں۔ وہ دِن بھی گذر گیا۔ دُوسرے روز پھر سنگھاسن پر بیٹھنے کو تیار ہوا

انوپ وتی پندرہویں پتلی بولی

سن راجہ بیر بکرما کے گن کہنے میں نہیں آسکتے۔ جو بات کہنے لائق ہووے تو کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے۔ راجہ بولا تو کہہ میرا جی سننے کو تیار ہے۔ جیسی ہو کہو۔
تب پتلی بولی۔ ایک دن راجہ بکرما سبھا میں بیٹھا تھا ایک پنڈت آیا۔ اس نے آکر راجہ کو ایک شلوک سنایا۔ راجہ سن کر بہت پرسن ہوا۔ اس شلوک کا مدعا یہ تھا۔ کہ برے دوست اور بشواس گھات جبتک چاند سورج ہیں تب تک نرک میں رہیں گے۔ یہ سن راجہ نے ایک لاکھ روپیہ اس برہمن کو دیا۔ اور کہا کہ اس کا احوال کہو۔
تب برہمن کہنے لگا کہ۔ ایک بڑا گیانی راجہ تھا۔ اس کی ایک رانی تھی جو کہ پران کا ادھار پل بھر بھی وہ راجہ رانی کو جدا نہ کرتا۔ جب سبھا میں بیٹھتا تو ساتھ ہی جانگ پر لے بیٹھتا۔ جب شکار جاتا ساتھ لیجاتا۔ غرض کھانا پینا ایک ہی تھا پر ایسا مورکھ تھا۔ کہ کسی سے پینا نہ تھا۔ رانی کو دور نظر میں رکھتا۔ ایکدن پردھان ہاتھ جوڑ کر سر نوا کر کہنے لگا کہ سوامی جی داں دونو میں ایک دن کہوں راجہ نے اجازت دی تب بولا۔ کہ مہاراج رانی کے ساتھ آپ شوبھا نہیں پاتے۔ راجہ کل کی آن اسمیں نہیں رہتی۔ دیس بدیس کے راجہ ہنستے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ایسی سندری راجہ کے من میں بسی ہے۔ کہ پلک اوٹ بھی نہیں کرتا۔ ایکبات میری مانئے کہ جو یہ بات پیاری ہی تو ایک چتر پٹ لکھوائے۔ اپنے پاس رکھئے۔ اسمیں لوگ نندا نہ کرینگے۔
یہ بات راجہ نے مانی کہا کہ مصور کو بلاؤ۔ منتری نے بلا کر حاضر کیا۔ وہ مصور کیا تھا۔ کہ جوتش ودیا میں ماہر تھا۔ چتر کاری ودیا میں بھی پنڈت تھا۔ اس سے راجہ نے کہا کہ رانی کی تصویر بنا دو۔ جو میں ہمیشہ دیکھوں۔ یہ سن کر مصور اپنے گھر آیا اور تصویر بنانی شروع کی۔ کتنے دنوں کے بعد ایک تصویر لکھکر تیار کی جیسے کہ ابھی اندرلوک سے اتری ہے
جب تصویر مکمل ہوگئی تو راجہ کے پاس گیا۔ راجہ نے تصویر کو دیکھ بہت پسند کیا۔

راجہ کی نظر داہنی جانگھ پر پڑی تو وہاں ایک تل دیکھا اور اپنے دل میں سوچنے لگا۔ کہ اس نے رانی کی جانگھ کا تل کیونکر دیکھا۔ ہونہ ہو اسکی رانی سے ملاقات ہے۔ اپنے دل میں یہ سوچکر وہ دیوان سے بولا۔ کہ اس مصوّر کو بلاؤ۔ اُس نے بلا بھیجا۔ کہ شاید راجہ خوش ہو کر انعام دیگا۔ وہ حاضر ہوا۔ تب راجہ نے جلاد کو بلا کر حکم دیا۔ کہ اس کو مار کر اسکی آنکھیں نکال کر میرے پاس لاؤ۔ جب جلاد لیکر چلا تو دیوان بھی ساتھ ہو لیا۔ باہر نکل کر جلاد سے کہا۔ کہ اسے مجھے دے اور ہرن کی آنکھیں نکال کر راجہ کے پاس لیجا۔ جلاد ہرن کی آنکھیں نکال کر راجہ کے پاس لیگیا۔ راجہ نے کہا۔ کہ انکو پائخانہ میں ڈال دو۔ اس طرح وہ وقت ٹل گیا۔ کتنے دن کے بعد اس راجہ کا بیٹا اکیلا شکار کو گیا اور ایک بن میں جا نکلا۔ ایک شیر وہاں نظر آیا۔ جسکو دیکھ بہت ڈرا۔ گھوڑا وہیں چھوڑ ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس کے اوپر دیکھا۔ تو ایک ریچھ بیٹھا ہے۔ اس کو دیکھتے ہی وہ گھبرا گیا۔ تب وہ ریچھ بولا کہ اے کنور تو اپنے دل میں مت ڈر میں تجھے ماروں گا نہیں کیونکہ تو میری شرن آیا ہے۔ یہ سن کر اسکو کچھ تسلی ہوئی۔ دن گذر گیا اور رات شروع ہوئی تب ریچھ بولا اے راجکمار! یہ شیر بیٹھا ہے اسلئے سونا ٹھیک نہیں۔ بہتر ہے کہ رات کو نمبروار دو دو پہر جاگیں۔ راجکمار نے کہا بہت اچھا! پہلے تم سو رہو میں جاگتا ہوں۔ بعد میں میں سوؤں گا اور تم جاگنا۔ راجکمار تو سو گیا اور ریچھ چوکی دینے لگا۔ تب شیر نے ریچھ سے کہا۔ کہ یہ میرا بھوجن ہے۔ تو اسے نیچے ڈال ہم تم دونوں کھائیں گے۔ یہ انسان ہے اور ہم تم بن باسی ہیں۔ جب تو سو دیگا اور وہ پہرہ دیگا تو یہ تیرا سر کاٹکر پھینک دیگا۔ بہتر ہے کہ تو میرا کہنا مان ورنہ پچھتا دیگا۔ ریچھ نے کہا۔ کہ سن! بشواش گھات کرنے کا بڑا پاپ ہوتا ہے۔ اس نے میری شرن لی ہے۔ تب شیر ناراض ہو کر بولا۔ کہ تو نے میرا کہنا نہ مانا میں بھی تجھے زندہ نہ جانے دوں گا۔ تب راجکمار جاگا اور ریچھ سویا۔ تب راجکمار سے بھی شیر نے یہی بات کہی۔ کہ بھائی جب یہ ریچھ سو کر اٹھے گا تو تجھکو کھا جائیگا اچھا ہے۔ کہ تو پہلے ہی اس کو گرا دے اور میں اسے کھالوں۔ کیونکہ وہ صبح اٹھکر تمہیں کھانیکا عہد کر چکا ہے

یہ سُن کر راجکمار اس کے بہکانے میں آگیا اور اس نے ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا کہ ریچھ نیچے گر پڑا۔ اسکی آنکھیں کھلیں اور راجکمار سے کہا کہ اے پاپی! تو نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ میں نے تیری جان بچائی۔ اب میں تجھے کھا جاؤں گا۔ ریچھ کی یہ بات سُنتے ہی راجکمار کی جان خشک ہوگئی اور دل میں جانا کہ یہ ضرور کھا جائیگا۔ اتنے میں سویرا ہوگیا۔ شیر اُٹھکر وہاں سے چلا گیا۔ تب ریچھ نے اس کے کانوں میں پیشاب کرکے کہا کہ تجھے جان سے کیا ماروں۔ کیونکہ یہاں اب تیرا کوئی بچانیوالا نہیں ہے۔ اس لئے چھوڑے دیتا ہوں۔ اتنا کہہ ریچھ وہاں سے چلا گیا۔

تب راجکمار گونگا بہرہ ہوکر گھبراتا ہوا اپنے شہر میں آیا۔ تب راجہ نے اسکی حالت دیکھکر بہت فکر کیا۔ اور رانیاں بھی رونے لگیں۔ کوئی کہنے لگی۔ کہ اس کو بھوت لگ گیا ہے جس سے اسکی یہ حالت ہوگئی ہے۔ راجہ نے دیوان سے کہا۔ کہ منتر جنتر والوں کو بلاکر کنور کو دکھاؤ۔ تمام سیانوں کو بلایا۔ جسقدر کہ انہوں نے اتار کیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے کہا کہ ہماری ترکیب کام نہیں کرتیں۔

یہ دیکھ دیوان نے راجہ سے کہا۔ کہ مہاراج میرے لڑکے کی عورت بڑی گنوان ہے۔ آپ کہیں تو میں اس کو لاؤں۔ بھگوان نے چاہا تو کنور کو فوراً آرام ہوگا۔ تب راجہ نے کہا۔ کہ تیرے بیٹے کی عورت کیا جانے۔ تو دیوان نے کہا وہ ایک جوگی کی شاگرد ہے۔ جوگی نے تمام جنتر منتر اسے سکھائے ہیں۔ راجہ نے حکم دیا کہ لے آؤ۔ تب دیوان نے مصور کو بلاکر تمام ماجرا بیان کیا۔ کہ میں اس طرح سے راجہ کو بچن دے آیا ہوں۔ تو عورت کا بھیس بناکر میرے ساتھ چل۔ اس نے قبول کیا۔ اور عورت کا بھیس بناکر ساتھ ہولیا۔ اور دونوں راجہ کے پاس آئے۔ اور پردہ کرکے اسے محل میں لیگئے، درمیان میں ایک پردہ کرکے، راجہ دیوان اور راجکمار تینوں پردہ کے باہر بیٹھے۔ اس نے اندر سے کہا۔ کہ کنور کو اشنان کراکے کپڑے پہناؤ اور چوکا دلوا۔ کنور سے کہا۔ کہ تو ہوشیار ہوکر بیٹھ میں منتر

کہوں تُو سُن ۔ ببھیکھن بڑا بہادر تھا۔ دعا کرکے شری رامچندر جی سے جا ملا۔ اس نے راون کا تمام راجیہ خراب کیا۔ اپنے کُل کا ناش کیا۔ اسلئے ایک سال تک اپنے کئے کا پھل پایا۔ کہ سب کُل گنوایا اور مہادیو کی تپسیا کر بر پایا۔ انہیں سے بشواس گھات کیا۔ کہ پاربتی کے لینے کی خواہش کی۔ اس کا بھی پھل اس نے فوراً پایا۔ کہ چھن بھر میں بھسم ہو گیا۔ کنور تُو بشواس گھاتی کیوں ہوا۔ کہ سوتے ہوئے ریچھ کو تُو نے دھکیلا۔ اُس نے تیرا اُپکار کیا تھا اور تُو نے اُس کا بُرا بچارا۔ اِس لئے جیسا کرم ویسا پھل ہوگا۔ تم نے اپنے پتا کے دُکھ سے دُکھ پایا۔

تب راجہ بولا۔ کہ اے سُندری تو سچ کہہ کہ تُو نے بن کا جانور کیونکر پہچانا۔ یہ سُن کر اس نے کہا۔ کہ راجہ میں اپنی پُرانی کیفیت تیرے سامنے بیان کرتی ہُوں۔ جب میں اپنے گرو کی سیوا کرتی تھی۔ گرو نے خوش ہو کر ایک منتر مجھے بتا دیا۔ تب سے سرستی میرے من میں بستی ہے۔ جیسے رانی کی جانگھ کا تِل پہچانا، ویسے بن کے ریچھ کو جانا۔ اس راجہ نے پردہ درمیان سے دور کیا اور کہا۔ کہ تو سچ سار پتر ہے۔ تیرے گن کو اب میں جانا۔ راجہ نے آدھا راج اسے دیا۔ اپنا دیوان بنایا۔ اتنی بات کہہ وہ براہمن بولا۔ کہ راجہ بکرم اس شلوک کا یہ مطلب ہے۔ یہ کتھا برہمن سے سُن کر راجہ بکرم نے ہزار گاؤں برہمن کو دئیے۔

یہ بات کہہ کر پتلی بولی۔ کہ راجہ بھوج تجھ میں اتنا گُن کہاں۔ اس جگ میں بکرم سا راجہ ہونا مشکل ہے۔ یہ بات سچ ہے تو اس سنگھاسن کے قابل نہیں۔ دوسرے دن راجہ سنگھاسن کے پاس آیا دیوان کو کہا کہ آج سنگھاسن پر بیٹھوں۔ دیوان نے منع کیا۔ راجہ رُک گیا۔

۱۶

سندروتی سولھویں پُتلی بولی

یہ میں تجھ سے بچار کر کتھا کا حال کہتی ہُوں کہ تمہاری نگری میں چھتیس قوم اور چار ذات بستی ہیں۔ ایک وہاں کا سیٹھ بڑا پرتاپی تھا۔ نگر کے لوگوں کو بیوپار

کرنیکے لئے بہت سا روپیہ دیتا تھا۔ جو جس مطلب کیلئے جاتا وہ خالی نہیں آتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا رتن سین نام بڑا ودوان و خوبصورت اور والدین کا فرمانبردار تھا۔ اس سیٹھ کے دل میں آیا۔ کہ اچھی کنیا دیکھکر لڑکے کی شادی کردیں۔ برہمنوں کو دور دور روانہ کیا کہ جہاں کہیں حسین لڑکی دیکھے وہاں کا ٹیکہ لے آؤ۔ خرچہ وغیرہ دیکر انکو رخصت کیا۔

برہمن بہت گھومے تب معلوم ہوا کہ سمندر پار ایک سیٹھ ہے۔ اسکی بیٹی بہت خوبصورت ہے۔ اور وہ بر کی تلاش میں ہے۔ یہ سنکر وہ ایک جہاز پر سوار ہوکر وہاں پہنچے۔ اور سیٹھ کے دروازہ پر پہنچکر خبر دی۔ کہ اجین نگری سے سیٹھ کا ایک برہمن آیا ہے۔ یہ سنکر سیٹھ نے براہمن کو بلایا۔ اور ڈنڈوت کر آسن پر بٹھایا۔ برہمن اسپیں دیکر بیٹھا۔ سیٹھ نے پوچھا کس کاج کیلئے آئے ہو۔ یہ سن براہمن نے کہا۔ ہمارے سیٹھ نے لڑکے کی شادی کیلئے کہا ہے۔ کہ جہاں کہیں کنیا اچھے خاندان کی ہو وہاں کا ٹیکہ لیکر ہمارے پاس آؤ۔ یہ سنکر سیٹھ بولا کہ میری بھی خواہش تھی تم تھوڑے دن یہاں ٹھیرو میں اپنا پروہت تمہارے ساتھ کردوں گا۔ وہ ٹیکہ کر آویگا یہ کہکر سیٹھ نے اپنی لڑکی بھی براہمن کو دکھادی۔ پھر سیٹھ کے پروہت کو ہمراہ لیکر اجین نگری پہنچے۔ براہمن نے سیٹھ سے کہا کہ میں کنیا خود دیکھ آیا ہوں اور سیٹھ کا پروہت ہمراہ لایا ہوں سیٹھ نے پروہت کو بلا کر لڑکے کو دکھا دیا۔ پروہت نے تلک کردیا اور ہاتھ جوڑ کر سیٹھ کیطرف سے بنتی کی کہ جلد برات لیکر آنا۔ تب براہمن رخصت ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام بات اپنے سیٹھ سے کہی۔ سیٹھ نے شادی کی تیاری کیں۔ ادھر بھی ناچ رنگ ہونے لگے۔ لڑکے والے سیٹھ کو فکر ہوا کہ وقت تھوڑا رہ گیا اور بارات سمندر پار دور جاویگی کیونکر پہنچیں گے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ میں ایک جتن بتاتا ہوں۔ کئی پہینے ہوئے کہ ایک بڑھئی اڑن کھٹولا بنا کر راجہ کے پاس لایا تھا۔ اور کہا کہ اس اڑن کھٹولے کا یہ گن ہے۔ کہ اس پر بیٹھکر جہاں مرضی ہو وہاں جاؤ۔ راجہ نے سن کر اس کو دو لاکھ روپیہ دیا اور کھٹولا لے لیا۔

اس لئے اب تم راجہ کے یہاں جاکر وہ کھٹولا لے آؤ۔ یہ سنتے ہی وہ سیٹھ راجہ کے ہاں گیا۔ دوارپال سے کہا کہ میری خبر مہاراج سے کرو۔ تب دربان نے دیوان سے کہا۔ کہ نگر سیٹھ دروازے پر حاضر ہے۔ آپکی اجازت ہو تو آوے تب دیوان نے کہا کہ بُلالو۔ تب سیٹھ نے جاکر دیوان کو پرنام کیا۔ اور کہنے لگا کہ مہاراج کے درشن کو آیا ہوں۔ ضروری کام لایا ہوں۔ یہ سُن کر دیوان نے کہا۔ کہ راجہ محل میں ہے۔ سیٹھ نے کہا کہ میرا یہ کام تھا۔ کہ لڑکے کی شادی ہے اور صرف چار دن باقی رہ گئے اور دُور سمندر پار جانا ہے۔ اگر نہ پہنچ سکے تو بڑی بدنامی ہوگی سیٹھ کی یہ بات سُن کر دیوان نے راجہ سے تمام حقیقت ظاہر کی تب راجہ نے کہا۔ کہ وہ اُڑن کھٹولا دیدو اور جو کچھ اسکی تیاری کرو۔ کسی طرح کا بگھن نہ ہونے دو۔ دیوان نے کھٹولا دیکر کہا کہ جو سامان درکار ہو سو کہو۔ تب سیٹھ نے کہا کہ مہاراج کی دیا ہے مجھے صرف یہی ضرورت تھی۔ اور آپکی کرپا سے سب کام ٹھیک ہے۔ تب کھٹولا لیکر اپنے گھر آیا۔ براہمن بُلاکر ساتھ لیا۔ لڑکا اور آپ بیٹھکر سمندر پار سیٹھ کے ہاں پہنچے۔ دیکھا تو سارے شہر میں سنگار چار ہو رہا ہے سب انتظار دیکھ رہے ہیں۔ پھر لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیگئے اور حویلی میں اُتارا سیٹھ کو خبر دی کہ سمبندھی برات لے آیا۔ سیٹھ بھی اسکی مُلاقات کو آیا۔ ان تینوں کو دیکھکر اپنے دل میں حیران ہوا۔ تب اس نے تمام داستان اپنی سُنائی۔ اس نے سُنتے ہی اپنے گماشتہ سے کہا۔ کہ کل شادی ہے۔ تم برات کی تیاری کرو شہر کے لوگ نہ ہنسیں۔ اس نے فوراً تیاری کی۔ دوسرے دن برات لیکر شادی کرنے گیا۔ لڑکے کی شادی کی۔ ہاتھی، گھوڑے، زیور اور بہت سا جہیز جہاز میں رکھوا کر اور بیٹھکر اپنے شہر میں آیا۔ اور نئے سر سے شادی رچائی۔ برہمنوں کو بہت دان دیا اور جواہر پوشاک ستھے شاہوں میں رکھکر چار گھوڑے خاصے لیکر راجہ کی نظر کو چلا۔ وہ کھٹولا جو لیگیا تھا۔ وہ بھی لیگیا۔ جاکر دربان سے کہا کہ مہاراج کو میری خبر دو۔ تب راجہ نے سُنتے ہی بُلایا جو وہ لیگیا تھا جاکر راجہ کی نذر کیا اور کہا مہاراج! آپکے پرتاپ نے

سب کام ٹھیک ہو گیا - اب یہ نذر قبول کیجیے -

راجہ نے ہنسکر کہا کہ میرا نیم ہے کہ میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتا۔ یہ کھسوٹا لا تمکو دیا۔ جو تحفہ لائے اور لاکھ روپیہ خزانہ سے اور ہم نے تیرے لڑکے کو دئے اسلئے کہ اوّل شادی ہوئی ہے۔ غرض یہ عنایت کر کے رخصت کیا۔ یہ کہکر پتلی بولی۔ کہ سن راجہ بھوج بکرما کی برابری اِندر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو کس گنتی میں ہے۔ تجھے جو ارادہ کیا ہے اسکو روک اسی طرح دن گذر گیا۔ راجہ محل میں آ رات گذرنے پر صبح پھر سنگھاسن پر بیٹھنے کو تیار ہوا۔

سبوتی سترھویں پتلی بولی

ایک دن راجہ بکرما سبھا میں اندر سمان بیٹھا تھا۔ اور گندھرو مدھر مدھر سروں سے گا رہے تھے۔ کسی طرف برہمن وید پڑھ رہے تھے۔ سبھا میں ایک سے ایک پنڈت اور ویر بیٹھا تھا۔ ان میں راجہ اندر کیطرح تمام سامان اندر کے اکھاڑے کا سا تھا راجہ نے پنڈتوں سے کہا۔ کہ پاتال کا راجہ کون ہے اور کس جگہ رہتا ہے۔ تب ان میں سے ایک پنڈت بولا۔ کہ مہاراج پاتال کا راجہ شیش ناگ ہے جسکے ہزار پھن ہیں اور پدمنی رانی اسکے یہاں ہے۔ آنند سے وہاں کا راج کرتا ہے۔ ایسا کوئی راجہ سنسار میں اور نہیں۔ یہ سن کر راجہ کو اس کے ملنے کی خواہش ہوئی۔ بیتالوں کو بلا کر کہا۔ کہ مجھکو پاتال میں لیچلو۔ میں شیش ناگ کا درشن کروں گا۔ بیتال اٹھا کر پاتال کو لیگئے۔ شیش ناگ کا مندر دور سے دکھا دیا۔ راجہ نے بیتالوں کو رخصت کیا اور دیکھا۔ کہ کنچن کا مندر رتن جڑا جگمگا رہا ہے۔ اور ایسی جوت ہے کہ جسمیں روشنی کے سوا کچھ معلوم نہیں ہوتا دیوار پر کنول کے پھولوں کی بند واریں بندھ رہی ہیں گھر گھر آنند ہو رہا ہے تب راجہ ڈرتا ڈرتا آہستہ آہستہ دروازہ پر پہنچا۔ دربان سے ڈنڈوت کر کہا کہ مہاراج کو ہمارا سماچار پہنچاؤ۔ اور کہو کہ مرت لوک سے ایک راجہ آپ کے درشن کو آیا ہے اور

در پر کھڑا کہتا ہے۔ کہ دھنیہ بھاگ میرے کہ میں یہاں تک آیا ہوں۔ چاروں طرف سے رام کرشن کی آواز آتی تھی۔ جب دربان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا۔ راجہ نے اسکی طرف دیکھا۔ اس نے کہا مہاراج! ایک منش دروازہ پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ مرت لوک سے آیا ہوں۔ اس کو آپکے درشن کی ابھلاشا ہے۔ یہ سنتے ہی شیش ناگ نے بلایا تب راجہ نے حاضر ہو کر نام کی۔ تب اس نے ہنسکر اسیس دی اور پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ اور کون دیش ہے۔ راجہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ سوامی بکرم بھوپال نام ہے اور مرت لوک کا راجہ ہوں۔ آپکے چرن درشن کی خواہش تھی سو پوری ہوئی بکرم کا نام سنتے ہی شیش ناگ نے ملاقات کی۔ ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان میں لایا بیٹھایا کھیم کشل پوچھی۔ راجہ نے کہا مہاراج آپکے درشن سے آنند ہیں۔ پھر کہا تم کس کارن یہاں آئے ہو۔ تم نے بہت کشٹ اُٹھایا۔

بکرم نے کہا کہ نہیں میں نے جو کشٹ پایا سب تمہارے درشن سے دور ہوا۔ تب۔ پھر راجہ نے رہنے کیلئے اچھا استھان دیا۔ بہت لوگ ٹہل کرنے کو دئے۔ ان لوگوں سے کہدیا کہ میری سیوا راجہ کی سیوا جاننا۔ اسطرح پانچ سات دن راجہ بکرم وہاں رہا۔ پھر ایکدن ہاتھ جوڑ کر کہا پرتھوی ناتھ! وداع کیجئے۔ تو میں اپنے نگر میں جاؤں۔ تب شیش ناگ نے کہا۔ کہ اب راجہ تمہیں گھر جانے کی خواہش ہوئی کچھ پرشاد ہم تمہیں دیتے ہیں۔ تم لیجاؤ۔ یہ کہکر چار لعل منگوا کر راجہ کو دئے انہوں نے کہا کہ ایک رتن کا یہ بھاؤ ہے۔ کہ جتنا زیور چاہوگے دیگا اور دیر نہ لگیگی۔ اور دوسرے کا یہ کہ ہاتھی گھوڑے پالکیاں جتنے منگواؤگے۔ اتنے اس سے پاؤگے۔ تیسرے لعل میں یہ بات ہی کہ جتنی لکشمی چاہوگے ملے گی، چوتھے رتن کا یہ ہے کہ پرکھو بھجن اور اچھے کام کرنیکی جتنی خواہش ہوگی پوری کریگا۔ اس طرح چاروں کا گن راجہ نے کہا اور رخصت کیا۔ راجہ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ کہ مہاراج! کرپا رکھنا۔ یہ کہکر راجہ نے بیتالوں کو بلا کر سوار ہوا اپنے نگر میں آیا۔ جب ایک کوس نگر رہ گیا بیتالوں کو چھوڑ آپ پیدل شہر کو چلا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک کر ور بھوکا برہمن چلا آتا ہے۔ جب وہ پاس آیا

اس نے کہا کہ میں بھوکا ہوں کچھ مجھے بخشا دو۔ جو میں جاکر اپنے خاندان کو پالوں
یہ سنتے ہی راجہ اپنے دل میں یہ کہنے لگا۔ کہ اس برہمن کو ایک لعل بھیک دوں۔ یہ
سوچکر برہمن سے کہا۔ کہ دیوتا میرے پاس چار رتن ہیں۔ چاروں کے یہ گن
ہیں۔ برہمن نے کہا پہلے اپنے گھر ہو آؤں تب تم سے کہوں۔ یہ کہکر براہمن اپنے
گھر کو گیا راجہ وہاں کھڑا رہا۔ وہ اپنے گھر جاکر اپنی عورت اور لڑکے کی عورت سے
کہنے لگا۔ کہ ان چاروں لعلوں کا یہ گن ہے بتاؤ کون ساؤں۔ اسکی برہمنی بولی کہ
سوامی! وہ لعل لے آؤ جس سے لکشمی پیدا ہو۔ کیونکہ سب کچھ لکشمی سے ہوتا ہے۔ اس
سے تم جاکر لکشمی لے آؤ۔ اس کا لڑکا بولا۔ کہ بغیر سامان کے لکشمی کس کام کی ہے اس
لئے وہ لعل لو جو سامان وغیرہ دے۔ یہ سن اس کے لڑکے کی عورت بولی کہ وہ لعل لو جو
زیور دے کہ پہنتے ہی عورت اچھی معلوم دے۔ اور بوقت ضرورت پہنچکر حاجت پوری ہو۔
یہ سن کر برہمن بولا۔ کہ تم تینوں بورائے ہو۔ میری خواہش سوائے دھرم
کے اور نہیں دھرم دیکھو راجہ بل نے پاتال کا راج پایا۔ اور دھرم سے تمام کام سدھ
ہوتے ہیں۔ اسی طرح چاروں نے چار مت کی باتیں کہیں۔ ایک کی دوسرے نے
نہ مانی۔ تب برہمن راجہ کے پاس آیا اور کہا کہ مہاراج میں گھر گیا۔ پر یہ بات طے نہ
ہوئی۔ ہم چاروں کے چار خیال ہیں۔ یہ سن راجہ نے کہا مہاراج تم دل میں اداس
نہ ہو چاروں لعل تم اپنے گھر لیجاؤ۔ میں تمہیں دیتا ہوں۔ تمہارا خاندان بھی خوش
ہو اور تم بھی۔ ہمارا اسی میں کلیان ہے۔

تب راجہ نے چاروں لعل برہمن کو دیئے۔ برہمن لیکر اپنے گھر گیا۔ سن
راجہ بھوج راجہ بکرما اپنے محل کو آیا۔ ایسا دانی کلجگ میں کون ہے جو اسکی برابر دان دے
یہ بات پتلی کی سن کر راجہ سنگھاسن کے پاس سے اٹھکر گھر آیا۔ اور رات اسی
فکر میں کاٹی۔ صبح اشنان پوجا کرکے بیٹھا۔ کہ اتنے میں دیوان بھی حاضر ہوا۔ تب
راجہ نے سنگھاسن کے پاس جاکر چاہا کہ پیر اٹھاکر سنگھاسن پر دھرے۔ کہ
ہاہاکر کے اٹھارہویں پتلی بولی۔

روپ ریکھا اٹھارہویں پتلی بولی

کہ راجہ مجھ پر دیا کر پہلے میری بات سن لے بعد میں جو جی میں آوے سو کرنا۔ تب راجہ بولا۔ تو کہہ۔ وہ بولی ایکدن دو سنیاسی جھگڑتے جھگڑتے بکرما کے پاس آئے کہنے لگے آپ دھرماتما راجہ ہیں۔ راجہ نے کہا کہ سمجھاؤ تمہارا جھگڑا کس بات پر ہے۔ ایک بولا کہ مہاراج میں کہتا ہوں کہ من کے بس میں گیان ہے۔ اور آتما۔ مایا موہ، پاپ، پن یہ سب من سے ہیں۔ اور جتنی باتیں ہیں سب من کے تابع ہیں۔ من سے ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ من تمام شریر کا راجہ ہے۔ تب دوسرا بولا۔ کہ گیان جو ہے یہی راجہ ہے۔ اور من جو ہے اس کا تابعدار ہے۔ جو من اپنا عمل کیا چاہے۔ تو گیان سے اس کا بل نہیں چلتا۔ من کے قابو میں اندریاں ہیں۔

دونوں کی یہ باتیں سن راجہ بولا۔ کہ تم نے جو کہا سو میں سمجھا۔ اس کا جواب سوچکر تمہیں دوں گا۔ بہت دیر کے بعد راجہ نے سوچکر کہا۔ کہ سنو! جوگیشور چار نت ایک ساتھ رہتے ہیں۔ اگن جل پانی سر پر ہے من کی نت جو تو گھڑی بھر میں نائش کر دے پھر ان پر گیان بلی ہے۔ من نا بکار ہونے نہیں دیتا۔ جب تک جوگی گیان سے من نہ جیتے تب تک اس کا جوگ سدھ نہیں ہوتا۔ یہ باتیں راجہ کی جوگیوں نے سن اپنے من کا ہٹھ چھوڑ دیا۔ ایک جوگی نے راجہ کو ایک کھڑیا کا ڈھیلا دیکر کہا۔ یہ گن ہے اسمیں جو اسکو دن میں لکھو گے۔ سو رات کو پرتیکش دیکھو گے۔ یہ کہکر دونوں جوگی چلے گئے۔ راجہ نے اپنے جی میں تعجب مانا کہ یہ بات کسطرح سے ٹھیک ہوگی تب راجہ نے ایک مندر خالی کرا اکیلا۔ بچھونا بچھوا کر کیواڑ بند کر دیوار پر مورتیں بنانے لگا۔ پہلے کرشن جی کی مورت، پھر سرسوتی پھر اور دیوتا۔ اتنے میں شام ہوئی اور ایکبارگی جو شبد ہونے لگا۔ جو جو دیوتا لکھے تھے صاف دکھتے تھے۔ راجہ مہوت ہو گیا۔ جو جو باتیں آپسمیں کرتے تھے راجہ سب سنتا اور دیکھتا تھا۔ لیکن کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ اتنے میں صبح ہوئی اور دیوتاؤں نے اٹھ اپنی اپنی راہ لی۔ جب وہ

مورتیں ہی رہ گئیں۔ پھر راجہ نے دوسری طرف دیوار میں ہاتھی، گھوڑے، رتھ یہ سب کچھ بنائے۔ جب شام ہوئی حاضر ہوئے راجہ دیکھ دیکھ اپنے جی میں خوش ہوتا تھا۔ جوگی کو یاد کرتا تھا۔ کہ یہ پدارتھ دیگیا۔ جب صبح ہوئی تو صرف تصویریں ہی رہ گئی۔ تیسرے دن راجہ نے پہلے ایک مردنگ لکھی، پھر گندھرب بنایا۔ پھر اپسرا کھنجیں، اموچنگ، بینتال، کرتال، الغوزہ ایک ایک ساز ایک عورت کے ساتھ دیدئے۔ جب شام ہوئی تب پہلے ایک شبد ہوا۔ تب گندھرب سنگیت شاستر کی ریت سے گانے لگے۔ سب ساز سروں کے ساتھ ململ ناچنے لگے۔ اس طرح راجہ ہمیشہ آنند سے رات کاٹتا تھا۔ دن کو بھی لکھتا تھا۔ رات دن وہاں ختم کرتا تھا۔ اور رنواس میں بھی نہیں جاتا تھا۔ رانیوں کے فکر ہوا۔ کہ راجہ محل میں کیوں نہیں آتے۔ آپس میں سوچکر راجہ کو تلاش کرنے کو تیار ہوئیں۔ اور چاروں آپس میں بچار کرکے کہنے لگیں۔ کہ ہمارا جینا لعنت ہے۔ کیونکہ ہم یہاں برہا سے دکھ پاتی ہیں۔ یہ سوچکر جس مندر میں راجہ بیٹھا دیکھ رہا تھا یہ بھی وہاں جا پہنچیں۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگیں مہاراج! ہم سے کیا اپرادھ ہوا ہے جو آپ ہماری خبر بھی نہیں لیتے۔ یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو۔

راجہ نے کہا۔ کہ ہے سندریو! تم کو کس نے ستایا۔ اور یہاں کس لیے آئی ہو۔ اور تمہارا منہ ملین کیوں ہے۔ راجہ کی یہ بات سن رانیوں میں سے جو ایک ہوشیار سی تھی بولی ہم ابلائیں ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ ویسے ہی عمر گنوائی۔ اب برہا ستاتا ہے۔ سو یہ دکھ ہم سوا تمہارے کس سے کہیں۔ آپ نے ہمیں بچن دیا تھا۔ کہ ہم تمہیں بچھڑنے نہ دیں گے۔ سو اتنی مدت تم نے بسار دیا۔ اب ہم ہیں جل نہیں سکتیں۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے صبح ہوگئی تب وہ مورتیں دیوار ہوگئیں۔ تب رانیوں نے کہا۔ مہاراج جب سے مندر چھوڑا ہے تب سے رانیوں کو بہت دکھ ہے۔ ان رانیوں کا پاپ آپکو لگ گیا ہے۔ کیونکہ سب آپکے ہی آسرے ہیں۔

یہ باتیں سن کر راجہ بولا۔ کہ اب تم دل میں خوش ہو۔ جو تم کہو سو ہم دیں۔ تب رانیاں خوش ہوکر بولیں۔ مہاراج! ہمارے مانگنے سے جو تم دو تو ہم مانگیں۔ راجہ نے کہا

جو مانگے سو دیں گے - رانیوں نے کہا - یہ کھڑیا جو ہاتھ میں ہے یہ ہمیں دو - یہ
سُنتے ہی راجہ نے کھڑیا حوالے کر دی - رانیاں اُسے لیکر اپنے محل میں آئیں - راجہ
بھی اپنا راج کاج کرنے لگا - اتنی کتھا کہہ پتلی بولی - کہ راجہ بھوج سُن اگر راجہ نے
ایسی چیز دیتے دیر نہ کی - ایسی چیز تُو کہاں پاویگا - اور اگر پاویگا - تو نہ دیجاویگی - اس سے
اس آسن کے بیٹھنے کا ارادہ چھوڑ تُو اس لائق نہیں - وہ وقت گذر گیا تب راجہ
اُٹھکر محل میں آیا اور فکر کیا - صبح اشنان پُوجا سے فارغ ہوا - پھر سنگھاسن کے پاس پہنچا -

تارا اُنیسویں[19] پتلی بولی

کھلکھلا کر ہنسی اور کہنے لگی - کہ اے راجہ پہلے میری بات سُن تب اور بچار کر
جو تُو اس سنگھاسن پر چرن رکھیگا تو اپرادھی ہوگا - بکرما کا ہر نئے کمل کیطرح تھا اور
تُو گوبر کا کیڑا مجھ پر پاؤں کسطرح رکھیگا - راجہ بولا - کہ تونے گوبر کا کیڑا کیونکر جانا - پتلی
بولی سُن راجہ بھوج ایکدن کی کتھا - ایک برہمن سامدرک پڑھا ہوا تھا - بن میں چلا ہوا
جاتا تھا - معلوم کیا - کہ اس راستے سے کوئی گیا ہے - جب پیر کے نشان دیکھے - تو اسمیں
کنول کا نشان نظر آیا - تب سوچنے لگا - کہ کوئی راجہ ننگے پیروں گیا ہے - اس کو دیکھنا
کہ کہاں گیا ہے - یہ سوچ پیر کے نشان دیکھتا ہوا ایک کوس نکل گیا - تو دیکھا - کہ ایک
آدمی درخت سے لکڑیاں توڑ رہا ہے - برہمن نے اس سے پوچھا - کہ تو یہاں کب سے
آیا ہے - اس نے جواب دیا - کہ ایک گھنٹہ رات سے - تب براہمن نے دل میں سوچا - کہ تمام
آثار اسمیں راجہ کے ہیں اور یہ اتنا دُکھی کیوں ہے - اس نے پُوچھا کہ یہ کام کتنے دنوں سے
کرتا ہے تب معلوم ہوا - کہ جب سے ہوش ہوا ہے - اور راجہ بکرما کے نگر میں رہتا ہوں - برہمن نے
پُوچھا کہ تو بہت دُکھ پاتا ہے - تب اس نے کہا - کہ یہ سب بھگوان کی مرضی ہے - اُسکی مایا
جانی نہیں جاتی - کسی کا زور نہیں چلتا -

برہمن نے اپنے جی میں تعجب کیا - کہ میں نے بڑی محنت سے ودیا پڑھی

سو بے کار گئی۔ اور سامدرک میں جو پرش کے آثار لکھے دیکھے سو جھوٹ ہے۔ یہ عمر بے فائدہ کھوئی۔ یہ سوچکر راجہ کے پاس چلکر پیر دیکھوں کہ اسپر بھی نشان ہے یا کہ نہیں۔ جو نشان کتاب کے مطابق نہ ملے تو کتابیں پھاڑ دوں گا۔ اور ایشور کا بھجن کروں گا۔ یہ سوچ راجہ کے پاس پہنچا۔ راجہ نے ڈنڈوت کر براہمن سے پوچھا کہ مہاراج تم اتنے ملین کیوں ہو۔ تمہارے من میں کیا دکھ ہے۔ تب برہمن نے کہا راجہ تو پہلے اپنا چرن دکھلا۔ تاکہ میرے دل کا شک دور ہو۔ راجہ نے اپنا پیر دکھایا۔ تب اسمیں کچھ آثار راجہ کے نہ پاکر خاموش ہو گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کتابیں پھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے۔

تب راجہ نے کہا کہ پنڈت من کی بات مجھ سے کہہ۔ برہمن بولا مہاراج! میرے پاس سامدرک پوتھی ہے جسکو میں نے بارہ سال پڑھا۔ سو محنت بیکار گئی۔ راجہ نے ہنسکر کہا کہ یہ تو نے کیونکر دیکھا۔ وہ کہنے لگا مہاراج ایک بڑا دکھی آدمی جسکے پاؤں میں ریکھا اور کنول تھا۔ اور وہ لکڑ ہارا تھا۔ اور تیرا پاؤں جو دیکھا تو کوئی اچھا نشان نہ پایا۔ اور تو سارے نگر کا راج کرتا ہے۔ تب راجہ نے کہا کہ اے برہمن کسی کے نشان پوشیدہ ہوتے ہیں اور کسی کے خلاصہ۔ تب برہمن نے کہا۔ کہ اس کا ثبوت۔ راجہ نے چھری لیکر اپنے تلوے کی کھال چیر آثار دکھلائے۔ برہمن نے وہ ریکھا اور کنول دیکھکر سنتوش کیا۔ اور کہا کہ ایسی ودیا پڑھنی کس کام آتی ہے۔ کہ جس کا تمام بھید معلوم نہ ہو۔ تب برہمن راجہ کو اسیس دے اپنے گھر کو گیا۔ یہ کہکر پتلی بولی سن راجہ بھوج! تو کب سنگھاسن پر بیٹھنے کے لائق ہے۔

یہ سن راجہ کہنے لگا۔ یہ دنیا قائم نہیں۔ جیسے درخت کی چھاؤں ہو ویسی دنیا کی گت ہے۔ جیسے چاند سورج آتے ہیں اسیطرح انسان کا مرنا جینا ہے۔ جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے۔ اتنا گیان راجہ اپنے میں بچار۔ راجہ اٹھکر اپنے مندر میں گیا۔ رات بمشکل کاٹی۔ صبح پتلیوں سے پوچھا۔ کہ اب کیا کروں۔

چندر جوتی بیسویں پتلی بولی

ایک دن راجہ بکرما نے خوش ہو کر راس منڈل کے پردھان کو حکم دیا۔ کہ پکا تک
دھرم کا مہینہ ہے اس میں کچھ ہری کا بھجن کرنا چاہیئے۔ سب دیوتوں کو بٹھا کر کے راس
لیلا کرو۔ پردھان نے دیش دیش کے راجہ اور پنڈتوں کو دعوت دیکر بلایا اور
جتنے نگر کے جوگی تھے سبکو طلب کیا۔ جتنے دیوتا تھے منتروں سے آواہن کرکے
بٹھلایا۔ چاروں طرف سے جے جے کار ہونے لگی۔ راجہ نے دیکھا کہ سب دیوتا
آئے پر چندرماں نہیں آئے۔ یہ جی میں بچار بیتال پر سوار ہو چندر لوک گیا اور
وہاں جا سامنے ہو ڈنڈوت کی۔ ہاتھ جوڑ کر کہا میرا کیا قصور ہے۔ جو آپ نے کرپا
نہ کی۔ سب آئے میرے بھاگ پر کرپا کی ہے۔ تمہارے بغیر میرا کام نامکمل ہے کرپا
کیجے۔ اور میرا کام سدھ کرائیے۔ آپ کو دھرم ہوگا۔ اگر دیر کرینگے تو میں ہتیا دونگا۔
یہ سن کر چندرماں نے مسکرا کر کومل بچن سے کہا۔ راجہ تو اپنے جی میں اداس
نہ ہو۔ میرے جانے سے دنیا میں اندھکار ہو جائیگا۔ اسواسطے میرا جانا نہیں بنتا۔
تجھے خواہش میرے درشن کی سو تیری خواہش پوری ہوئی۔ تیرا کام ٹھیک ہوگا
تو اپنے نگر میں جا جو کام تینے شروع کیا ہے پورا کر۔ اور راجہ کو سمجھا امرت دے وداع
کیا۔ راجہ نے ڈنڈوت کر اپنے نگر کو چلا۔ راستہ میں دیکھا کہ جم کے دوت ایک برہمن کا جیو
لیجا رہے ہیں۔ راجہ نے برہمن کی آواز سن کر کہا کہ بھائی تم کون ہو۔ تب ان دونوں نے
راجہ کو سمجھا کر کہا۔ کہ ہم جم کے دوت ہیں۔ اور جم کے بھیجے اجین نگری گئے تھے۔ برہمن کا
جیو لے اپنے سوامی کے پاس جاتے ہیں۔ راجہ نے کہا۔ کہ پہلے تم اس برہمن کو
ہمیں دکھا دو۔ بعد اپنے کام جاؤ۔
دوت راجہ کو ساتھ لے نگر کو گئے جہاں اس برہمن کا شریر پڑا تھا۔
وہاں دکھایا۔ راجہ دیکھتے ہی جی میں کہنے لگا۔ کہ یہ تو ہمارا ہی پروہت ہے۔ راجہ
نے دونوں کو باتوں میں لگا نظر بچا وہ امرت اس کے منہ میں ڈال دیا۔ برہمن رام کا

نام لے کھڑا ہو گیا۔ راجہ نے پرنام کیا۔ برہمن نے اسیس دی۔ ہاتھ جوڑ کر کہا۔ کہ یہ جی دان میں نے تم سے پایا ہے۔ یہ دیکھ جم کے دوتوں نے بہت تعجب کیا۔ اور سوچا کہ ہم اپنے سوامی سے جاکر کیا کہیں گے۔ تب اپنے مالک کے پاس جاکر تمام ماجرا سنایا۔ جم سُن کر خاموش ہو گیا۔ راجہ برہمن کا ہاتھ پکڑ کر مندر کو لایا اور دان دیکر رخصت کیا۔ یہ کہکر پتلی بولی کہ اے راجہ بھوج! ایسا پرسوارتھ کر سکتے ہو۔ اس طرح وہ وقت بھی گذر گیا۔ راجہ اپنے مندر میں آیا۔ رات کاٹی صبح ہوتے ہی سنگھاسن پر چاہا کہ پاؤں دھرے۔

انرودھا ہوتی اکیسویں پتلی بولی

راجہ اس پر پیچھے بیٹھنا پہلے میری بات سُن۔ مادھو نام ایک برہمن تھا جو بڑا گنی تھا۔ جوگی ہو کر تمام زمین پر پھر آیا۔ کہیں ٹھیر کر رہنے نہ پایا۔ مانو کامدیو کا اوتار تھا۔ عورت اسے دیکھتے ہی موہت ہو جاتی تھی۔ اے راجہ وہ تمام وِدیا پڑھا تھا۔ جس راجہ کے ہاں جاتا تھا وہاں اُس کا آدر ہوتا۔ جب وہ گُن پرکاش کرتا۔ تب راجہ اسے دیش نکالا دیتا۔ اس طرح دیش دیش بھٹکتا ہوا پاتا کا مان گری میں پہنچا۔ کام سین وہاں کا راجہ تھا۔ اس کے ہاں کام کندلا ایک مشہور ناچنے گانے والی تھی۔ وہ راجہ کی سبھا میں ناچ کر رہی تھی۔ مادھو بھی اُسی راجہ کے دوار پر جا پہنچا۔ اور دربان سے کہا کہ راجہ کو ہمارے آنیکی اطلاع دو کہ ایک برہمن آیا ہے۔ دربان یہ سُن کر گئے۔ وہ تھکا ہوا وہیں بیٹھ گیا۔ جوں جوں وہاں گانے کی آواز آتی تھی۔ یہ کہتا تھا کہ راجہ اور اسکی سبھا بھی مورکھ ہے۔ یہ کئی دفعہ کہا۔ دربان ناراض ہو برہمن کو دیکھ راجہ کے سامنے جا ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے۔ مہاراج نے جو انکی طرف دیکھا۔ تو انہوں نے بنتی کر کہا کہ ایک برہمن بدلشی ذربل دوار پر آیا ہے۔ سر ہلا کر کہتا ہے۔ کہ راجہ اور اسکی سبھا کے لوگ مورکھ ہیں۔ جو بچار نہیں کرتے۔ تب راجہ نے دربان سے کہا جاکر اس سے

پوچھو کہ ان کو مورکھ کیوں کہا۔ انہوں نے راجہ کی آگیا پائی۔ اور آکر برہمن سے پوچھا۔ کہ مہاراج نے پوچھا ہے۔ کہ ان کے گانے میں کیا دوش ہے بتاؤ۔ کہا کہ بارہ آدمی چار چار تینوں طرف میں کھڑے مردنگیں بجاتے ہیں۔ پورب منہ والوں میں ایک کا انگوٹھا نہیں ہے جس سے تھاپ ہلکی پڑتی ہے۔ میں نے سب بات بتادی۔ نہ مانو تم جاکر دیکھ لو۔ وہ دوڑ کر راجہ کے پاس آئے اور سب بات سُنائی۔ راجہ نے پورب مُکھ کے چاروں مردنگیوں کو بُلایا اور ایک ایک کا ہاتھ دیکھا۔ اُن میں ایک کا انگوٹھا موم کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھ راجہ خوش ہوا۔ اس برہمن کو بلایا وہ حاضر ہوا۔ راجہ نے ڈنڈوت کی اس نے اسیس دی۔ پھر گدّی پر بٹھایا۔ اور کپڑے و زیور وغیرہ سے آراستہ کر کام کندلا کو بلا کر کہا۔ کہ یہ مہاجن ہے۔ اس کے آگے تم اپنا کرتب دکھلاؤ۔ کام کندلا فوراً اپنا کرتب دکھانے لگی۔ شیشے رنگ کے بھرے ہوئے سر پر رکھ مُنہ سے موتی ہاتھوں پیٹے اُچھالتی ہوئی ناچنے لگی۔ پھولوں اور عطر کی خوشبو پاکر بھنورا اُڑتا ہوا کچ کی ٹھٹی پر بیٹھا اور ڈنک مارا۔ تب اس کے بدن میں تکلیف ہوئی۔ تب اس نے سوچا کہ اگر کچھ بھی حرکت کرتی ہوں تو تال بھنگ ہوگی اور میری ہنسی ہوگی۔ یہ بچار بھنڈار ودیا کر سانس روک کچ کی راہ نکالی۔ یوں لگتے ہی وہ بھنورا اُڑ گیا مادھو گُن کو دیکھتے ہی موہت ہوا۔ دھنیہ ہے تجھے اور تیرے کرتب کو۔ یہ کہہ خوش ہوکر کپڑے و زیور جو راجہ نے دئے تھے سب اُتار دیئے۔

یہ دیکھ راجہ نے کہا کہ یہ اس برہمن نے کیا کیا۔ کہ کام کندلا کو کپڑے و زیور ایک دن میں بخشدیا یہ بھکاری ہمارے آگے سخاوت دکھاتا ہے۔ راجہ نے برہمن سے پوچھا کہ اسکے کس گُن پر تم خوش ہوئے۔ برہمن نے کہا۔ راجہ تیری سبھا میں ایسا کرتب دکھاوے اور کچھ قدر نہ ہو۔ اسکی کچ پر بھنورا آن بیٹھا تھا۔ سو اس نے اپنی سانس روک کر کچ کی راہ نکالی اور اُڑا دیا۔ یہ کام دیکھ میں نے سب کچھ بخشدیا۔ تب راجہ یہ سن شرمندہ ہوا۔ اور کہا کہ میرے نگر سے ابھی نکل جاؤ۔ (اگر یہ جیسے تو مر دا تے جا ئے گے۔) تب مادھو نے کہا۔ کہ مہاراج مجھ کو ایسا قصور ہوا ہے جو آپ مجھے دیش نکالا دیتے ہیں۔ راجہ نے کہا۔ کہ میں نے جو تجھے دیا تھا

سو تو نے میرے ہی آگے دان کر دیا۔ کیا میرے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ یہ سُن کر
مادھو بلبین ہو بھاگا۔ باہر جا ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا اپنے جی میں کہنے لگا کہ
اب میں کہاں جاؤں۔ یہ سوچ کام کندلا کا نام لے لے کر رونے لگا۔ ادھر کام کندلا
بھی راجہ سے بہانہ کر رخصت ہوئی۔ ایک آدمی دوڑا آیا۔ کہ یہ برہمن جانے نہ پاوے
اسے لیجا کر میرے مکان میں بٹھا دو۔ اس کو لیجا کر وہاں بٹھا دیا۔ یہ بھی تُرنت
جا پہنچی۔ آپسمیں پریم کی باتیں کرنے لگے۔ تب اس برہمن نے کہا کہ مجھے راجہ نے
دیس سے نکالدیا تم نے مجھے اپنے گھر میں بٹھایا یہ بات راجہ سُنے گا تو میری جان جائے گی
اور تم کو بھی دُکھ دیگا۔ یہ ٹھیک نہیں پریم دُکھ کی کھان ہے۔

یہ باتیں مادھو کی سُن کر کام کندلا نے کہا کہ اب تو جو کرے بھگوان
اتنا کہہ ساز ناچ منگوا کام شروع کیا۔ جتنا گُن یاد تھا سب دکھایا۔ مادھو نے
انہیں جنتروں کے ساتھ اپنا ہنر دکھایا۔ جب رات ہوئی تب کام کندلا نے کہا کہ تم نے
چلکر آرام کرو۔ یہ کہہ مادھو کو رنگ محل میں لیگئی۔ جتنی خوشی کی باتیں تھیں سب کیں۔
جب صبح ہوئی دونوں کے جی میں رات کی یاد آئی۔ گھبرا کر کہا سُن سُندری! رات آنند سے
بتائی۔ اب جو میں یہاں رہوں گا۔ تو دونوں کے پران جائینگے۔ اس لئے کچھ جتن کیجئے
میں نے یہ سوچا ہے۔ کہ اب یہاں سے جاؤں۔ کچھ اُپائے کر کے تجھے بھی یہاں سے
بچاؤں۔ تو اپنا جی مضبوط رکھ۔ ضرور آکر ملوں گا۔ یہ کہہ میں دبکر جاتا ہوں۔ اتنی
بات سُنتے ہی وہ تو بیہوش ہوگئی۔ مادھو وہاں سے نکل کر بن میں پھرنے لگا۔
ادھر اسے سکھیوں نے گلاب چھڑک کر اُٹھایا۔ جب ہوش آیا تو مادھو مادھو پکارنے
لگی۔ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ مادھو کی تعریف سنتی تب آرام آتا تھا۔ ادھر مادھو بھی برباد
پھرنے لگا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کس کے پاس جاؤں۔

دل میں آیا کہ راجہ بکرم دُکھ نوازن ہے۔ اس کے پاس چلنا چاہیئے
لوگ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ یہ بچار کر اُجین نگری کا راستہ لیا۔ وہاں جاکر لوگوں سے
پوچھا کہ یہاں راجہ سے ملاقات کیونکر ہوتی ہے۔ کسی نے بتایا۔ کہ گوداوری ندی

پر ایک شیو کا مندر ہے۔ اس میں راجہ درشن کو آتا ہے۔ وہاں تیرا منورتھ پورا ہوگا۔
یہ سن کر وہ وہاں گیا۔ اور مندر کے دروازہ کی چوکھٹ پر لکھدیا۔ کہ میں بدیشی اتت
پر اپنے پران رکھوں گا۔ نہیں تو تیسرے روز گوداوری ندی میں پران تیاگ کروں گا۔
تم راجہ ہو سدا اگیو ویر ہمن کی رکشا کرنے آئے۔ اب بھی کروگے۔ من کی بات ظاہر کردی
ہے۔ اتنی بات کہہ پتلی راجہ بھوج سے بولی۔ بکرما کا یہ نیم تھا۔ کہ کسی طرح سے کوئی کیوں
نہ دکھی ہو۔ جبتک اس کا دکھ دور نہ کرتا۔ تب تک ان جل کیا داتن بھی نہ چیرتا۔ صبح
راجہ مہادیو کے درشن کو گیا۔ درشن کر پرنام کرنے لگا۔ راجہ نے اونچی نظر کر دیکھا۔ کہ کوئی
اپنا دکھ لکھ گیا ہے۔ راجہ نے مہادیو کو پانچ ڈنڈوت کر اپنے مندر میں آیا۔ اور ایک دوتی
کو کہا کہ مادھو نام کا ایک پردیسی یہاں آیا ہے۔ جو تو اسے لاوے منہ مانگا دھن پاوے۔
اس نے کہا مہاراج یہ کیا کٹھن بات ہے۔ ابھی جا کر لاتی ہوں۔ یہ کہہ وہاں سے
سیدھی راہ لی اور مندر کے پاس جہاں لکھا تھا جا کر بیٹھ گئی۔

شام کے وقت یہ بھی وہاں آ پہنچا۔ دیکھا کہ منہ پیلا، آنسو جاری، تن بلبن،
ایک بار ہائے کام کندلا پکارا۔ تب اس نے اس سے کہا۔ کہ میں تیرے ڈھونڈنے
کیلئے راجہ نے بھیجی ہوں۔ میرے ساتھ چل تیرا منورتھ پورا ہوگا۔ تیرے دکھ سے
راجہ دکھی ہے۔ یہ سن کر وہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور راجہ کے پاس پہنچا۔ تب راجہ
نے اس برہمن سے پوچھا۔ کہ تو کس کے وِیوگ سے ایسا بے چین ہے۔ میرے آگے
کہہ تب اس نے آہ بھر کر کہا۔ مہاراج! کام کندلا کے بیوگ میں میری یہ حالت ہے۔ وہ
راجہ کام سین کے پاس ہے۔ میں تیرے پاس آیا ہوں۔ تو مجھے دلا دے تو جی دان
دیدے۔ یہ سنکر راجہ بولا۔ کہ وہ رنڈی ہے۔ تو نے اس کے پریم میں کرم دھرم چھوڑا
یہ تجھے مناسب نہیں۔ مادھو نے کہا مہاراج! پریم کا پنتھ نرالا ہے۔ جو پریم کرتے ہیں
سو اپنا تن من، دھرم کرم تمام ارپن کرتے ہیں۔ راجہ نے یہ باتیں سن اور اسے ہمراہ
لے اپنے مندر میں گیا۔ سب رانیوں کو حکم دیا۔ کہ تم سنگار کر کے آؤ۔ سب نے سنگار کیا
راجہ نے براہمن سے کہا کہ جس رانی کو تم چاہو ان میں سے لے لو اور چین کرو۔ تب

براہمن بولا مہاراج! آپ سے آگے کیا کہوں آنکھوں میں وہ بس رہی ہے۔ اس لئے میری درشٹ میں کچھ نہیں آتا۔ راجہ نے دل میں سوچا کہ اسے ساتھ لیجا کر کام کندلا دلا دوں اس کے بغیر اس کو چین نہ ہوگی۔ یہ بات راجہ نے بچار براہمن سے کہا کہ تم اشنان پوجا کر کچھ کھا لو۔ تب تک میں بھی لوگوں کو ساتھ لے لوں۔ تو فکر نہ کر میں نے تم سے یہ بچن کیا ہے وہ اپنے کھانے پینے میں لگا۔ راجہ نے کہا میرے ڈیرے نگر کے باہر نکلیں۔ کچھ دیر کے بعد راجہ تیار ہو بیر کو ساتھ لے کوچ ڈیروں میں داخل ہوا۔ راجہ وہاں سے کوچ در کوچ جاتا تھا۔ کئی منزل کے بعد کامانگری دس کوس پر ڈیرا کیا۔ اس راجہ کو پتر لکھا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہارے یہاں جو کام کندلا ہے اسے بھیجدو نہیں تو جنگ ہوگا۔

راجہ نے خط کو پڑھکر کہا اچھا کہو اپنے راجہ سے چلے آویں ہم جنگ کیلئے تیار ہیں۔ تب دوت نے آکر بکرما سے کہا مہاراج وہ لڑنے پر تیار ہے۔ راجہ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ ہمارا بھی تیار ہوا۔ پھر راجہ کے جی میں آیا۔ کہ جس کیلئے آئے ہیں۔ اسکی پریم پریکشا لینی چاہیئے۔ وید کا بھیش بنا راجہ کامانگری میں گیا۔ لوگوں سے کام کندلا کا مکان پوچھکر حکیم حکیم کہکر پکارا۔ سنتے ہی ایک داسی آئی۔ پوچھا۔ کہ تم وید ہو تو ہماری نایکہ کا علاج کرو۔ اگر وہ اچھی ہوگی تو تمہیں بہت روپے ملیں گے یہ کہہ داسی اسے اپنے ہمراہ لے کام کندلا کے پاس پہنچی۔ راجہ نے دیکھا کہ زرد پڑی ہے راجہ نے اسکی ناڑی دیکھکر کہا کہ اور کچھ روگ نہیں پریم کا ویوگ ہے۔ یہ سن کام کندلا نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا اس کا علاج تمہارے پاس ہو تو کرو۔ تب اس نے کہا علاج تو تھا پر اسوقت کچھ کہنے میں نہیں آتی۔ وہ بولی کہ تمہارے پاس علاج کیا تھا بتاؤ۔ راجہ نے کہا مادھو نام ایک برہمن تھا۔ اسے ہم نے اجین نگری میں برہ کے دکھ میں دیکھا۔ سو سنا ہے کہ وہ مر گیا۔ یہ سنتے ہی اس نے ہائے کر اپنا پران چھوڑ دیا۔ جتنے داس داسی اس کے تھے سب رونے لگے۔ تب اس نے کہا کہ تم فکر نہ کرو غش آگیا ہے ایک مدت کے بعد ہوش آویگا تم اسکی چوکسی کرتے رہو میں

میں اپنے گھر جا کر دوا لاؤں۔ راجہ اُلٹا اپنے دل میں آیا۔ مادھو کے آگے اس
کے مرنے کا حال کہا۔ سُنتے ہی ایک ہائے کے ساتھ اسکی بھی جان نکل گئی۔ یہ دیکھ
کر راجہ جی میں سوچنے لگا کہ جس کیلئے اتنی پریشانی اُٹھائی اور اسے اسطرح سے
کھو دیا۔ یہ دو ہتیا میرے اوپر ہوئیں۔ اب اپنا بھی پران رکھنا اُچت نہیں۔ یہ بات
جی میں ٹھیرا چندن منگوا کر چتا بنوا راجہ زندہ جلنے کو تیار ہوا۔ دیوان نے جتنا منع
کیا نہ مانا۔ چاہا کہ چتا میں بیٹھ آگ لگا دے۔ بیتال آیا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہا راجہ اپنی جان
کیوں دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ دو آدمیوں کی جان میں نے کھوئی۔ اب میرا بھی
جینا مناسب نہیں۔ اس بدنامی کے جینے سے مرنا بہتر ہے۔

بیتال نے کہا راجہ میں امرت لاتا ہوں دونوں کو زندہ کروں۔ یہ کہہ بیتال
پاتال سے امرت لے آیا۔ اس برہمن پر چھڑکا۔ وہ زندہ ہو گیا۔ پھر کام کندلا پر چھڑکا وہ
بھی زندہ ہو گئی۔ مادھو مادھو پکارنے لگی۔ راجہ سے کہنے لگی کہ تم کون ہو۔ کہاں
سے آئے ہو۔ مجھ سے کہو۔ تب راجہ بولا ہم بکرماجیت ہیں۔ مادھو کا بروہ دور کرنے کیلئے
اُجین نگری سے یہاں آیا ہوں۔ خاطر جمع رکھ ہم مادھو سے ملا دیں گے۔ یہ سُنتے
ہی اُٹھکر راجہ کے پاؤں پر گر پڑی۔ اور کہا کہ یہ تم جی دان دو گے۔ یہ سُن راجہ
لشکر میں آیا۔ دوسرے دن کاما نگری پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے راجہ سے جنگ کیا۔ اس
راجہ نے ہار مانی اور منظور کیا۔ کہ ہم کام کندلا کو بھیج دیں گے۔ یہ جو جنگ کیا سو آپکے
درشن کیلئے۔ کہ کسطرح ہمارے نگر میں آپکا چرن پڑے۔ آگے راجہ سے ملاقات
کر کے وہ راجہ مندر میں لیگیا۔ اور بھینٹ دیکر کام کندلا کو بلا اس کا ہاتھ مادھو کے
ہاتھ میں دیدیا۔ پھر اپنے مُلک میں آئے۔ یہ کہکر پتلی بولی کہ راجہ بھوج تجھ میں ایسا ارادہ
کہاں جو سنگھاسن پر بیٹھے۔ یہ دن بھی راجہ کا ٹل گیا۔ دوسرے دن پھر آموجود ہوا۔ تب

انوپ ریکھا بائیسویں پتلی بولی

ہے راجہ بھوج! ایک دن راجہ بکرما سبھا میں بیٹھا تھا۔ پردھان سے پوچھا

کہ انسان بڑھاپنے کرم سے پاتے ہیں یا انکے والدین سکھاتے ہیں۔ سُن کر منتری بولا کہ
مہاراج! یہ نر پُورب جنم میں جیسا کرم کرے ویسا بدھاتا اس کے کرم میں لکھ دیتا ہے۔ جس
سے پران بدھ ہوتی ہے۔ والدین کے سکھانے سے بدھ نہیں ہوتی۔ کرم کا لکھا
ملتا ہے۔ کروڑ جتن کوئی کرے کرم کی ریکھا نہیں مٹتی۔ راجہ نے کہا دیوان تم نے یہ کیا کہا۔
یہ سن منتری بولا۔ کہ دھرم اوتار! آپکی برابری ہم نہیں کر سکتے۔ یہ من میں بچار کر سمجھ لو
کہ کرم کا پھل ملتا ہے۔ تب راجہ نے کہا۔ کہ اس بات کی جانچ کرنی چاہیئے۔ تب
راجہ نے ایک مہابن میں مندر بنوایا کہ جہاں منش کی آواز بھی نہ جائے۔ اپنے بیٹے
کو پیدا ہوتے ہی اس مندر میں رکھایا۔ اس کے ساتھ ایک دائی آنکھوں سے
اندھی کانوں سے بہری، منہ سے گونگی اسے دودھ پلاتی، پرورش کرتی تھی۔
پھر اسی طرح ایک دیوان کے بیٹے کو ایک برہمن کے لڑکے کو، ایک کوتوال کے لڑکے کو
پیدا ہوتے ہی بہری، گونگی، اندھی دایا کے پاس مندر میں بھجوا دیا۔ دن بدن وہ
بڑھنے لگے۔ بہت سے چوکیدار اس مندر کے دو دو کوس گرد بٹھا دئے۔ کہ
انسان کے جانے کا امکان نہ رہے۔

اس طرح جب بارہ سال بیت گئے۔ ایک دن برہمنی نے اپنے خاوند
سے کہا۔ کہ جگ پورا ہو چکا۔ میں نے لڑکے کا منہ نہیں دیکھا۔ اگر مر جاؤں تو من
میں دیکھنے کی ابلاکھا رہے۔ اب تم راجہ کے پاس جا کر کہو۔ کہ مہاراج بارہ سال
بیت گئے بیٹے کا منہ نہیں دیکھا۔ میرے جی میں ہے۔ کہ پتر کو گھر سونپ کر تپ کروں۔
یہ برہمنی کی بات سن برہمن تیار ہوا۔ راجہ کے پاس گیا۔ راجہ نے دیکھتے ہی ڈنڈوت کی۔
اس نے اسیس دی۔ راجہ بولا تم آنند سے ہو۔ برہمن نے کہا کہ مہاراج آپکی کرپا سے
سب آنند منگل ہے۔ پر میں ایک کام کا آپ کے پاس آیا ہوں۔ یہ سن راجہ بولا
کہو۔ کیا کام ہے۔ برہمن نے اپنا تمام حال کہا۔ راجہ نے پردھان کو بلا کر حکم دیا۔ کہ ان بچوں
کو بلاؤ۔ کہ بارہ سال ہو گئے۔ دیوان سنتے ہی لینے کو گیا۔ اوّل وہاں سے راجکنور کو لے
آیا۔ بال بڑھے ہوئے، شریر میلا کچیلا۔ اس بھیس سے راجہ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ راجہ نے

دیکھتے ہی کہا کہ اتنے دن سے کہاں تھے۔ اب کہاں سے آئے ہو۔ ہم سے سمجھا کر کہو۔ یہ سُن کنور نے ہنسکر راجہ سے کہا کہ آپکی کرپا سے سب کشل ہے۔ جو آپکے درشن پائے یہ سُن اپنے من پر گھٹ ہو راجہ نے منتری کی طرف دیکھا۔ منتری بولا راجہ یہ کرم کا پھل ہے پھر دیوان کے لڑکے کو بلایا۔ وہ بھی راجہ کے سامنے ایسا آیا جیسے بن سے بالک کو پکڑ لاتے ہیں۔ بال و ناخون بڑھے ہوئے۔ شرم سے نیچے گردن کئے کھڑا تھا۔ راجہ نے کہا کہ تم اپنی کشل کہو کہاں سے آئے۔ تب وہ بولا کہ کشل کہاں رہیگی ادھر سنسار میں پیدا ہوتے ہیں ادھر مرتے ہیں جیسے رہٹ بھرتی ڈوبتی جاتی ہے۔ اس میں کشل کہاں۔

اسکی باتیں سُن راجہ نے دیوان سے کہا۔ کہ اسے یہ کس نے سکھایا۔ جو تو نے کہا تھا یہ سچ ہے۔ یہ کرم ہی سے اس نے پایا۔ پھر راجہ نے کوتوال کے لڑکے کو بلایا اس نے آتے ہی راجہ کو سلام کیا۔ ہاتھ جوڑکر کھڑا ہو گیا۔ راجہ نے کشل پوچھی۔ اس نے کہا۔ کہ دن رات ہم نگر پہرہ دیتے ہیں۔ پھر بھی چوری ہوتی ہیں۔ بدنام ہم ہوتے ہیں۔ بنا اپرادھ کلنک لگے۔ پھر کشل کہاں کی۔ راجہ نے پھر برہمن کے پتر کو بلایا تب سامنے آیا راجہ نے ڈنڈوت کی اس نے منتر پڑھا اسیس دی راجہ نے کشل پوچھی۔ تب اس نے کہا کہ مہاراج کشل کہاں۔ کشل وہ ہے کہ انسان جو چیتے تھے۔ بھوجن ہرن سا کھاتے ہیں۔ اس کی کیا خوشی کہوں چاروں کی چار باتیں سُن کر دیوان نے کہا پڑھانے سے پنڈت نہیں ہوتا۔ جو کرم لکھی ہووے تو ملے۔ یہ کہکر دیوان کو سب پردھانوں کا سردار کیا۔ اور ان چاروں لڑکوں کی شادی کر دیں۔ پتلی بولی سُن راجہ بھوج! کلجگ میں ایسا دھرماتما ہونا مشکل ہے۔ جو ایسے کام کرے وہ اس سنگھاسن پر پاؤں دھرے۔ راجہ فکر کرتا ہوا گھر گیا۔ رات کاٹی صبح ہوئی پھر چاہا کہ پاؤں رکھے۔ ایس کرودھ کر.....

کرناوتی تیئسویں پتلی بولی

سُن راجہ کد اجیت تو اس پر پاؤں رکھیگا۔ تو فوراً جلکر بھسم ہوگا۔ اور تجھے شرم نہیں آتی کہ گھڑی گھڑی یہ ارادہ کرکے آتا ہے۔ جس سنگھاسن پر راجہ بکرما جیت بیٹھنے

کا ارادہ کرے۔ ہنس کی برابری کوا نہیں کر سکتا۔ پنڈت کی برابری مورکھ نہیں کرتا۔ تمہیں گیان نہیں۔ جیسے تھوڑے جل میں مچھلی پھلتی ہے۔ ویسے ہی تو تھوڑی پربھوتا پاکر اترا تا ہے۔ ایسی کٹھن باتیں سُنا کر پُتلی رونے لگی۔ راجہ اپنے جی میں فکر کر اس پتلی سے پوچھنے لگا۔ کہ سُندری! تو کیوں روتی ہے۔ مجھ سے کہہ راجہ بکرما میں کیا گُن دیکھا۔ یہ سُن پتلی بولی کہ سُن کہتی ہوں۔ راجہ یہ سُن خوش ہو وہاں بیٹھ گیا اور سب لوگ ارد گرد بیٹھکر سننے لگے۔

پُتلی کہنے لگی راجہ بکرما جیسا اس کلجگ میں پیدا نہ ہوگا۔ جس وقت راجہ بکرما گدّی پر بیٹھا تھا۔ دیوان سے بُلا کر کہا۔ کہ تجھ سے میرا کام نہیں چلیگا۔ اس سے بہتر یہ ہے۔ کہ بیس ۲ داس بنا مجھے لا دے جو راج کرنیکے لائق ہوں۔ کیونکہ کام کا انتظام نہ ہوگا میں ان کام لوں گا۔ راجہ کا حکم سُن کر دیوان بیس ۲ داس نگر سے لایا۔ سندرتا میں سب کے سب اچھے تھے۔ راجہ کے سامنے کھڑے کر دیے۔ راجہ دیکھتے ہی خوش ہوا۔ اُسی وقت سب کو پان دیکر کہا تم ہماری خدمت میں ہمیشہ حاضر رہو۔ پھر کئی دن کے بعد ان میں کسی کو دیوان، کسی کو کوتوال، کوئی فوجدار، غرض اس طرح ہر ایک کو کام دیا۔ پرانے لوگوں سے کہا کہ اب نیا بندوبست کیا ہے۔ اس لیے تمکو رخصت ہے۔ ایک دیوان کو جواب دیا۔ ایکدن وہ دیوان ندی کے کنارے اشنان کرنے گیا اور پانی میں کھڑا ہوا جپ کر رہا تھا۔ اسنے بہتا ہوا ایک ایسا خوبصورت پھول دیکھا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا پھول کو دیکھ اپنا جپ چھوڑ آگے بڑھ کر پھول لے لیا۔ اور دل میں سوچا کہ یہ راجہ کی نذر کروں تو وہ بہت خوش ہوگا۔ پھر پھول ہاتھ میں لیکر خوشی خوشی آیا دربار کے کپڑے پہن راجہ کے پاس گیا اور پھول پیش کیا۔ راجہ خوش ہوکر بولا کہ اپنے راج پاٹ کا تجھے پردھان کیا اس نے ہاتھ جوڑ کر بھینٹ دی آداب بجا کر راجہ نے کہا۔ اس پھول کا درخت لادو۔ اگر نہ لا دیگا تو اپنے نگر سے نکال دوں گا۔ راجہ کا حکم لے اپنے مندر میں آیا جی میں بچارنے لگا کہ میں نے پورب جنم میں ایسا کیا پاپ کیا۔ کہ ایسی خوبصورت خبر۔ راجہ نے خوش ہو کر لی پھر بھی کرم کی گت پوچھی نہیں جاتی کہ بھلا کرنے بُرا ہوا۔ اکیلا بیٹھکر فکر کرنے

لگا۔ کہ اگر راجہ کا حکم نہ مانوں تو دیش نکالا ملے۔ اب پھول کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں
اگر یوں ہی مرنا ہے۔ تو بن ہی میں جائیے۔ اگر مل جائے تو بہتر نہیں تو وہیں مر جائیے
اتنی بات سوچکر۔ دیوان کو بلا کر کہا کہ کسی کاریگر کو بلا کر ایک کشتی ایسی تیار کراؤ۔ جو بغیر ملاح
اور کھیوٹ کے جدھر چاہیں اُدھر لیجا دیں۔ اسی وقت بڑھئی کو بلا کر حاضر کر دیا تب
بڑھئی نے کہا مہاراج اب مجھے خرچ دیا جاوے تو جلدی بناؤں۔ منتری نے دیوان
کو کہا۔ کہ جو خرچ مانگے دیدو۔ وہ لیکر گھر گیا۔ کئی دنوں کے بعد تیار کر کے لایا اسیوقت
دیوان نے اپنے سوامی سے جا کر کہا۔ کہ آپنے جو کشتی بنانیکی آگیا کی سو تیار ہے۔ سنتے ہی
دیوان ندی کے کنارے اُتر آئے تو دیکھ کر خوش ہوا۔ بڑھئی کو جوڑا گھوڑا دیکر پھر اپنا سامان
کشتی پر رکھکر آپ خاندان سے رخصت ہو ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ کہ اگر زندہ رہیں گے
تو پھر ملیں گے۔ اور مر گئے تو ایشور کی مرضی۔ یہ کہہ کشتی میں بیٹھکر کشتی کھولدی۔ جسطرف
سے وہ پھول آیا تھا اُسی طرف کو چلا۔ اور درختوں کو دیکھتا گیا۔ کتنے دنوں کے
بعد ایک مہابن آیا اور جب یہ بھی ختم ہو چکا تو اپنے دل میں سوچا کہ اب بیٹھ رہنا مناسب
نہیں جس کام کو آئے ہیں اس کو پورا کریں۔ یہ سوچکر کشتی کنارے پر اڑائے جاتا تھا۔ کہ
ایک پہاڑ درمیان میں نظر آیا۔ کشتی وہیں لگا آپ پہاڑ پر گیا۔ تو دیکھا کہ جہاں تہاں
ہاتھی، گینڈے، شیر دہاڑ رہے ہیں۔ پھر آگے پہاڑ لانگ کر گیا تو دیکھا۔ تو ایک ویسا
ہی پھول آ رہا ہے۔ پھول دیکھکر کچھ تسلی سی ہوئی سوچنے لگا کہ بھگوان نے چاہا تو
درخت بھی نظر آوے گا۔ آگے بڑھا تو ایک بڑا پہاڑ ہے۔ اس کے تلے ایک مندر
ہے۔ اس مندر کو دیکھکر دل میں خیال کیا کہ ایسا مندر اس جگہ بنا ہوا ہے۔ ضرور کوئی
انسان بھی ہوگا۔ یہ کہتا ہوا مندر کے نزدیک گیا۔ دیکھتا کیا ہے۔ ایک انسان درخت میں
زنجیر سے پاؤں باندھے الٹا ٹنگا ہے۔ گوشت وغیرہ تمام سوکھکر کاٹھ ہو گیا
ہے۔ اس میں سے ایک ایک بوند خون کی اس ندی میں گرتی ہے وہ پھول بن کر
بہتے آتے ہیں۔ یہ دیکھکر اس کو بہت حیرت ہوئی اور کہنے لگا۔ کہ بھگوان کی لیلا نرالی
ہے۔ نیچے دیکھے تو بیس جوگی ویسے جٹا دھاری بیٹھے ہیں۔ سوکھ کر تنگ ہو گئے اور

جس گیان دھیان میں بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے ہیں۔ یہ دشا دیکھ پردھان اپنی ناؤ پر سوار ہو کر اپنے نگر میں آیا۔ خبر اسکے آنیکی راجہ نے پائی اور گھر میں نوبت گھڑی اور منگلاچار ہونے لگا۔ تب راجہ نے ایک دیوان کو بھیجکر بلایا۔ دیوان راجہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ راجہ نے اُٹھا کر چھاتی سے لگایا۔ پوچھا کہ کہاں تک گیا۔ یہ سنتے ہی وہ پھول جو لایا نذر کیا۔ اور کہا مہاراج یہ تعجب کی بات ہے جو کہوں گا تو آپ یقین نہ کرینگے۔ پھر راجہ بولا جو تعجب دیکھا ہے بیان کرو۔ وہ بولا میں یہاں سے چلکر ایک جنگل میں جا پہنچا وہاں جا کر ایک پہاڑ دیکھا۔ پہاڑ پر چڑھا اور ایک پہاڑ نظر آیا اسی طرح کا پہاڑ لانگھ کر آگے گیا۔ ایک پہاڑ کے تلے ایک خوبصورت مندر دیکھا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو ایک درخت پر ایک تپسی پاؤں میں زنجیر باندھے اُلٹا لٹکا ہوا نظر آیا۔ ماس ہاڑ چام سب اس کا سوکھ رہا ہے۔ اور خون اس کے منہ سے ٹپکتا ہے۔ وہ پھول بن کر بہتا ہے۔ اس کے تلے بیس تپسی آسن رمائے جس دھیان میں بیٹھے تھے ویسے ہی رہ گئے۔ جان ایک میں نہیں۔ یہ سن راجہ نے مسکرا کر منتری سے کہا کہ سن! تم نے جو زنجیر میں لٹکا پایا وہ میرا بدن ہے۔ میں نے اُس جنم میں ایسی کٹھن تپسیا کی تھی۔ اس کا پھل یہ راج ملا ہے۔ جو بیس سدھ تم نے دیکھے وہ بیسوں داس ہیں۔ یہ تمہتے لادے اس تپسیا کے تیج سے میرے آگے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ اس طاقت سے میں نے سنگھ کو مارا اور یہ پورب جنم کا لکھا تھا۔ اس میں میرا دوش نہیں۔ جبتک اس زمین پر راج کروں گا تب تک تو منتری رہیگا۔ اب فکر نہ کر۔ جب اُنھوں نے میری سیوا کی تھی ویسا اب اس کا پھل بھوگ کریں گے۔ تب اُنھوں نے میرے ساتھ جی دیا اس لئے ان بیسوں کو اپنے پاس رکھا ہے۔

آج سے میں نے تجھے اپنا پردھان کیا۔ یہ بات کسی کے آگے نہ کہنا۔ یہ کہہ پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج جتنا بکرما کا راج تھا۔ اس نے دیوان کو مختار کر دیا۔ راج پاٹ حوالے کیا۔ جو اس کے برابر ہو تو سنگھاسن پر بیٹھنے کا نام لے نہیں تو خیال دل سے دور کر۔ وہ دن بھی ٹل گیا۔ دوسری صبح کو پھر سنگھاسن کے پاس کھڑا ہو گیا

چترکلا چوبیسویں پتلی بولی

راجہ بھوج! میں راجہ بکرما کی ایک روز کی حقیقت تیرے آگے کہتی ہوں۔ سُن
ایک دن راجہ ندی پر دسہرہ نہانے گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو ایک رنڈی جوان خوبصورت
ندی کنارے کھڑی بال سُکھاتی تھی۔ سامنے ایک ساہوکار تلک دھاری بیٹھا ہے۔
آپس میں دونوں کے اشارے ہوئے۔ عورت بال سُلجھاتی ہے۔ آنچلا سر کا چھاتی بدن
چھپاتی ہے۔ کبھی آرسی دکھا کر چوم کے چھاتی سے لگاتی ہے۔ اس طرح بے چین کر رہی ہے
وہ بھوم بھی اشارہ کر رہا ہے۔ یہ دیکھ راجہ نے سوچا کہ ان کا تماشہ دیکھنا چاہیئے۔
راجہ نے اشنان کیا اور انکی طرف بھی دیکھا۔ اتنے میں وہ عورت اشنان کر چادر اوڑھ گھونگھٹ
کر اپنے مقام کو چلی اور ساہوکار بھی اس کے پیچھے چلا۔ راجہ نے ایک ہرکارہ دونوں کے
پیچھے لگایا۔ اور اس سے کہا کہ ان دونوں کا مکان دیکھ اور سب معلوم کر ہمکو خبر دو۔ جب وہ
عورت اپنے گھر میں گئی تب اس نے پھر کر دیکھا اور سر کھول کر دکھایا۔ پھر چھاتی پر ہاتھ دھر
اپنے مندر میں گئی اور سیٹھ کے بیٹے نے بھی چھاتی پر ہاتھ رکھا۔ یہ خبر ہرکارہ نے راجہ کو
دی۔ راجہ بھی آکر سبھا میں بیٹھا۔ ایک پنڈت سے کہا تریا چرتر سناؤ۔ تب پنڈت نے
کہا۔ کہ مہاراج! میں کیا تریا چرتر کہوں۔ تریا چرتر اور پرش کا بھاگ برہما جی بھی نہیں
جانتے تو آدمی کیا چیز ہے۔ یہ بات پنڈت سے سُن راجہ چپ ہو رہا۔ اپنے جی میں کہا
کہ یہ چرتر دیکھنا چاہیئے۔ اتنے میں شام ہوگئی راجہ محل میں گیا۔ اور فرصت ہی باہر نکل آیا۔
ہرکارے کو بلا کر کہا اس بات کا مطلب سمجھا ہے۔ اس نے کہا کہ مہاراج کچھ میرے جی
میں آیا ہے۔ آپ کے آگے کہتے شرماتا ہوں۔ راجہ نے کہا جو سمجھا ہے وہ نڈر ہو کر
بیان کر۔ وہ بولا مہاراج اس نے جو سر کھول کر چھاتی پر ہاتھ رکھا تو یہ مطلب ہوا۔ کہ جب
وقت اندھیری رات ہوگی تب میں ملوں گی۔ اس نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا کہ
اچھا داس کی سمجھ میں کچھ آتا ہے۔ راجہ نے کہا تو نے سچ کہا ہے یہی مطلب ہے۔ میں بھی
بڑی دیر تک گھاٹ پر بیٹھا معلوم کیا تھا۔ اب مجھکو اسکے گھر لے چل۔ ہرکارے نے کہا کہ

مہاراج چلیے۔ راجہ ہرکارے کو لے اس مکان کے آگے آیا۔ اس کو رخصت کیا۔ چوبارے کی ایک کھڑکی تھی اس سے چراغ کی روشنی نظر آتی تھی۔ وہ کبھی کبھی جھانکتی تھی تو جھلک بھی معلوم ہوتی تھی۔ جب پہر رات گذری اندھیری ہو گئی تب راجہ نے ادھر سے ایک کنکری کھڑکی میں ماری۔ لگتے ہی وہ جھانکی۔ راجہ کو دیکھا جانا کہ وہی ہے۔ پھر تمام زیور جواہر ایک ڈبہ میں رکھکر اور لیکر راجہ کے پاس آئی۔ کہا اب مجھے لے چل۔ راجہ نے کہا یوں تو میں نہ لیجاؤں گا۔ کیونکہ تیرا خاوند زندہ ہے۔ جو خبر پاوے تو راجہ کے دربار میں فریاد کو جاوے۔ تو راجہ ہم دونوں کو مار ڈالے گا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اول اسے مار دے جو ہم بیفکری سے رہیں۔

یہ سن عورت نے دیرنہ کی گھر میں جا کٹاری سے خاوند کو مار کر پھر چلی آئی وہ جواہر کا ڈبہ راجہ کو دیا۔ دونوں نگر سے چلے۔ آگے آگے وہ راجہ او پیچھے وہ عورت جب ندی کے کنارے پہنچے تو راجہ وہاں کھڑا ہوا اپنے جی میں سوچنے لگا۔ کہ جس نے اپنے مالک کے مارنے میں دیر نہ کی اس سے دوسرے کو کیا امید ہوگی۔ اب اس سے جدا ہو کر اس کا چرتر دیکھیے۔ یہ سوچ راجہ نے کہا اے سندری میں پہلے دیکھوں اس ندی میں کتنا جل ہے۔ تب تمکو لیچلوں۔ یہ کہکر راجہ ندی میں تیرتا ہوا کنارے پر پہنچا۔ تب پکار کر کہا کہ میں تو پار اتر آیا پر تمہیں لا نہیں سکتا۔ کیونکہ پانی گہرا ہے۔ راجہ نے آگے کی راہ لی۔ اس عورت نے جی میں سوچا کہ دولت اس کے ہاتھ لگی۔ اس لوبھ سے یہ چھوڑ گیا ہے۔ ابھی رات باقی ہے۔ کہ گھر چلیے۔ یہ دل میں ٹھان کر پھر گھر میں آئی اور خاوند کے پاس جا کر ہائے ہائے پکار کر رونے لگی۔ کہ دوڑیو، چلیو! میرے خاوند کو چور مار کر جاتا ہے۔ یہ سن کر لوگ دوڑے پوچھا۔ کہ چور کدھر ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اس راستہ سے نکل گیا تو ڈھونڈنے لگے۔ یہ سر پٹک پٹک رو رہی تھی۔ کہ میرا سہاگ لٹ گیا۔ تب لوگ سمجھانے لگے۔ کہ بھگوان کی مایا ہے۔ اسمیں کسی کا بس نہیں چلتا۔ دل میں تسلی کر اسکی گت کرو۔ تب بولی کہ میں بھی اس کے ساتھ ستی ہوتی ہوں کیونکہ میرا دنیا میں کوئی نہیں۔ بہت سمجھائی پر نہ مانی۔ خاوند کو ندی کنارے لیگئی

اور چتا بنا کر اس کو لیکر جلنے کو بیٹھی، تمام نگر کے لوگ دیکھنے کو آئے۔ راجہ بھی آیا۔ اس نے
خاطر جمع سے آگ اپنے ہاتھ سے چتا میں لگائی اور سنبھل بیٹھی جب کپڑے اور بال جل
کر بدن میں آگ لگی اور گھبرا کر اٹھی اور چتا کو کود کر ندی میں جا گری۔ تب راجہ سے
خاموش نہ رہا گیا۔ اس نے کہا اے سندری یہ کیا ہے؟ وہ بولی سنو راجہ اس کا مرم اپنے
گھر جا کر پوچھو! میں اپنے کرم میں لکھا پائی تھی جو پھل پایا۔ پر تم نے اپنے گھر کا بھید
نہ پایا۔ ہم سات سکھیاں اس نگر میں ہیں ان میں سے ایک میں ہوں اور چھ تیرے گھر
میں۔ یہ کہہ وہ تو پانی میں ڈوب مری اور راجہ محل میں آیا۔ چپ رہا کسی کو دکھائی نہ دیا
ایک دن ایک رات رہا۔ دوسری رات آدھی رات کے وقت چھ سہیلیاں ہاتھ میں سونے
کے تھال مٹھائی و پکوان سے بھر بھر کر لیکر محل سے نیچے باڑے میں گئیں۔ اس کے
آگے بن تھا۔ اس بن میں ایک کٹی تھی۔ اس میں ایک جوگی دھیان لگائے بیٹھا تھا۔
یہ چھ رانیاں ڈنڈوت کر وہیں جا بیٹھیں۔ راجہ بھی انکے پیچھے آکر یہ حال دیکھنے لگا۔
سدھ دھیان سے فارغ ہو ان سے ہنس کر باتیں کرنے لگا۔ جو بھوجن لگئیں تھیں
سب آگے رکھدیا۔ اس نے بھوجن کیا اور جوگ ودیا سے ایک شریر کے چھ شریر ہوئے
ان رانیوں سے بھوگ کیا۔ پھر رانیاں وداع ہو مندر میں آئیں۔ راجہ چرتر دیکھ من
میں سوچنے لگا اس سدھ نے کیا کیا جو بھرشٹ کیا۔ ان کا دھرم کھویا۔ سدھ کے سامنے
جا کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ سوامی ایک شریر کے چھ شریر کسطرح بنیں۔ وہ ودیا میں مانگتا ہوں
بتا نہیں تو جان سے مار ڈالوں گا۔ تب اس نے ڈر کر ودیا دیدی۔ راجہ نے جانچکر
جوگی کے تلوار سے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر محل میں آیا جہاں چھوں رانیاں بیٹھی تھیں۔ راجہ
بھی آکر بیٹھا۔ راجہ کو دیکھ سب سیوا کرنے لگیں۔ اور راجہ سے کہنے لگیں کہ ہم تمہارا منہ
دیکھنے کو اسطرح ترستی ہیں۔ جیسے جل بن مچھلی۔ راجہ یہ سنکر مسکرا دیا۔ کہا کہ سچ ہے۔
سندریو! میں تمہارا دل نہیں چھوڑتا۔ جیسے ایک سدھ کے چھ ہو گئے۔ پھر وہ
ایک ہی ہو گیا۔

یہ سنکر رانیاں بولیں مہاراج! ایسے تعجب کی بات کہتے ہو جو نہ کبھی

دیکھی نہ سُنی۔ کسی کو اعتبار نہ آوے کیونکہ ایک شریر کے چھ ہوں کون ملنے گا تب راجہ نے کہا چلو ہم دکھادیں۔ رانیوں کو لیکر باڑے میں جا اس گُفا کا منہ کھول دیا۔ رانیاں دیکھکر شرما گئیں۔ راجہ نے تمام چرتر دیکھ لیا تو افسوس سے گردن نیچی کرلی۔ جواب نہ دیا۔ پھر راجہ چھیوں رانیوں کا سر کاٹ کر گُفا میں ڈال منہ بند کر چلا آیا۔ اور زیور و بستر جو تھے سب برہمنوں کو دئیے۔ ایک ایک برہمن کو ایک ایک گاؤں دیا۔ جتنی کنیا ہیں تھیں انکو جہیز دے بیاہ کردیا۔ آپ راج کاج کرنے لگا۔ پتلی کہنے لگی راجہ بھوج تو بڑا ہند ہے۔ پر اس آسن پر وہ بیٹھے گا۔ جو بکرما سمان ہوگا۔ وہ ساعت بھی گذر گئی۔ راجہ وہاں سے اٹھکر مکان کو گیا۔ رات سوچ میں گذاری۔ دوسرے دن صبح کو پھر سنگھاسن کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ تب....

جے لکشمی پچیسویں ۲۵ پتلی بولی

سن راجہ ایک دن کی بات تیرے آگے کہتی ہوں۔ ایک بھاٹ بہت خراب حال تھا، تمام دنیا کے راجاؤں کے پاس پھر آیا۔ کسی سے دمڑی نہ ملی۔ جب گھر آیا دیکھا کہ بیٹی جوان شادی کے لائق ہے۔ یہ فکر کرتا تھا کہ اسکی بھاٹنی بول اٹھی کہ تمام دیش پھر آئے کیا کما کر لائے ہو۔ تب اس نے کہا میری قسمت میں دھن نہیں اس لیے تمام راجاؤں کے ہاں گیا پر کسی نے کچھ نہ دیا۔ اب راجہ بکرما باقی رہ گیا ہے۔ راجہ بکرما کو سُنتے ہیں کہ بڑا دانی ہے۔ اس کے پاس جو کا منا لیکیا ہے خالی نہیں پھرا یہ بات کر وہ راجہ کے پاس چلا اور گنیش کو منا راجہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ راجہ نے ڈنڈوت کی۔ وہ اسیس دیکر بولا۔ کہ بہت جگہ پھر آیا۔ اب یہاں آیا۔ آپ اس مرت لوک میں اندر کا اوتار ہیں۔ آپکے برابر دانی دنیا میں دوسرا کوئی نہیں۔ اس وقت میں آپ دان دینے کو ہر یشچندر ہیں۔ میرا منورتھ پورا کردو۔ میں نے دنیا میں خوب دیکھا کہ سوائے تمہارے میری آس پہنچانے والا اور کوئی نہیں۔ تب یہ سنکر راجہ نے

کہا۔ کہ تو اپنا مطلب کہہ۔ جو میں تیری کامنا پوری کروں۔ بھاٹ نے کہا آپ بچن دیجئے۔ جب میں کہوں۔ جب راجہ بچن دینے لگا تب بولا۔ کہ مہاراج مجھے منہ مانگا دان دیجئے کہ لڑکی کی شادی کردوں۔ بارہ سال کی کنیا میری ہے۔ اسلئے میں آیا ہوں۔ یہ سن کر راجہ نے منتری سے کہا۔ کہ جو یہ مانگے اسے دو۔ راجہ نے دس لاکھ نقد اور ہیرے موتی، زیور، تھال بھر بھر کر دے دئے۔ وہ اسیس دیکر گھر آیا۔ جو لایا تھا تمام شادی میں خرچ کیا۔

راجہ نے اس کے پیچھے دو جاسوس بھیجے کہ تم دیکھو کہ یہ اس دھن کو بیچا کر کیا کرتا ہے۔ مجھے خبر لاکر ٹھیک دو۔ وہ شادی میں تمام دھن خرچ کرچکا۔ ایک دن کے کھانے کو نہ رہا۔ تب ان ہرکاروں نے راجہ کو خبر دی کہ مہاراج! اس بھاٹ نے ایسا بواہ کیا کہ اس کلجگ میں اور کوئی نہیں کرسکتا۔ جو یہاں سے دولت لیگیا تھا تمام چھن بھر میں بیٹی کو دیدی۔ یہ سن کر راجہ نے اور کئی لاکھ روپے بھیجدئے۔ اور دل میں بہت خوش ہوا۔ کہ میرے بھاگیہ اچھے ہیں۔ کہ میرے راجیہ میں ایسے ہمت والے لوگ ہیں۔ اتنی بات کہہ پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج اتنا دھن دیکر بھی راجہ نے دوبارہ دھن بھیجدیا تو ایسا دانی ہو۔ تو اس سنگھاسن پر پاؤں رکھکر بیٹھ۔ یہ سن کر راجہ اپنے مکان میں گیا۔ صبح ہوئی اشنان پوجا کر وہیں آیا۔ تب ......

ودیا وتی چھبیسویں پتلی بولی

ہے راجہ جب آدمی پیدا ہوتا ہے۔ تو کچھ ساتھ نہیں لاتا اور مرتا ہے۔ تو ساتھ لے نہیں جاتا۔ اس جیون کا پھل یہی ہے۔ کہ دنیا میں آکر کچھ کرنی کرے۔ جیسی کریگا ویسا پھل پاویگا اور دنیا میں زندگی تھوڑی ہے۔ ایسا کام کہ جیسا راجہ بکرماجیت نے کیا تھے۔ یہ باتیں پتلی کی سن راجہ بھوج بولا۔ کہ راجہ بکرماجیت نے کیا کیا۔ وہ کہہ۔ تب پتلی بولی۔ کہ ایک دن راجہ بکرما سبھا میں بیٹھا تھا۔ تب ایک داسی نے عرض کی۔ کہ

مہاراج اُٹھئے، پوجا کا وقت جاتا ہے۔ یہ سُن کر راجہ نے بچارا کہ اس نے سچ کہا۔ میری عمر چلی جاتی ہے اور مجھ سے گیان، دھرم، پوجا بن نہ آئی۔ یہ سوچ کر ایک بن میں چلا اور بچار کرتا چلا جاتا تھا۔ کہ اسمیں جینا صبح کے سمان ہے۔ اور جینے کے بھروسے پر میں نے اپنا جنم اکارتھ گنوایا۔ یہ سوچتا ہوا راجہ ایک مہابن میں گیا۔ تو ایک منڈلی تپسیوں کی دھونی رمائی ہوئی ایک ایک کے آگے جاگ رہی ہے۔ آسن مار مار کر محو ہو رہے ہیں۔ اور انیک طرح کی سادھنا کر رہے ہیں۔ کوئی انمیں اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر ہوم کر رہا ہے اسطرح انکی تپسیا دیکھہ راجہ بھی تپ کرنے لگا۔ آپ بھی تپسیا کرتا تھا۔ انکی بھی تپسیا دیکھتا تھا۔ کئی روز میں تپسیوں نے اپنا شریر ہوم کر دیا۔ انکو دیکھہ راجہ بھی اپنا شریر ہوم کرنے لگا۔ ایک مہینہ میں راجہ نے ایک دن اپنا سر بھی کاٹ ہوم کر دیا۔ وہاں ایک شِو کا مندر تھا۔ اس سے ایک شِو گن نکلا۔ نکل کر سب کی دھونی سے راکھ سمیٹ کر جُدی جُدی ڈھیر کی پھر شِو جی کو خبر دی کہ مہاراج جو آپ نے کہا تھا سو کر لیا۔ تب شِو نے حکم دیا کہ یہ امرت لیجا۔ ان پر چھڑک آ۔ وہ امرت لیکر ان پر چھڑکا تو یہ سب رام رام کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راجہ کی دھونی بھول گیا۔ سب تپسی مل کر شِو کی استتی کرنے لگے۔ کہ مہاراج! آپ بھگت راج ہیں اور مانتہ کے ناتھ ہیں آپ کا سمرن کیا تب ہی پھل پایا۔ استتی کرنے کے بعد تپسیوں نے کہا کہ مہاراج! ایک راجہ ہمارے ساتھ تپسیا کرتا تھا۔ پر پتہ نہیں کہ اسکی اگیا ہوئی یا نہیں۔ مہادیو نے اس گن کی طرف دیکھتے ہی اسنے امرت لیجا کر راجہ کی دھونی پر چھڑکا۔ تب راجہ بھی ہاتھ جوڑ استتی کرنے لگا۔ کہ مہاراج سنسار کے جیوؤں کی آپ مدد کرتے ہیں۔ آپ بنا دنیا میں کون پار اُتارے۔ وہاں جتنے تپسوی تھے شِو نے سبکو منہ مانگا بردان دیا اور رخصت کیا۔ سب کے پیچھے راجہ اکیلا رہ گیا۔ کہا کہ جو تیری مرضی ہو سو مانگ۔ راجہ نے کہا مہاراج آپکی دیا سے سب کچھ ہے۔ صرف یہ مانگتا ہوں کہ جنم مرن سے میرا چھٹکارا دو۔ راجہ کی عرض سُن دیا کر شِو نے ہنسکر کہا کہ تیری برابر کلجگ میں کوئی نہیں۔ تو گیانی جوگی ہے میں تجھ سے کہتا ہوں۔ کہ اب جا کر تو اپنا راج کر۔ جب کوئی وقت آوے تب میرے پاس

آنا۔ یہ میں نے بچن دیا۔ کہ انت سمے میں تجھے موکش پد دوں گا۔ تم مرت لوک میں جاکر آنند سے راج کرو۔

یہ کہکر شو کیلاش کو گئے۔ راجہ کے ہاتھ میں کنول پھول دیگئے۔ اور کہا کہ جب یہ کنول پھول مرجھا جائے تب سمجھنا۔ کہ چھ ماہ میں مروں گا۔ پھول لیکر راجا اپنے نگر کو گیا۔ اور کسی سے ذکر نہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ کنول کا پھول مرجھایا تب راجہ نے کہا۔ کہ میں چھ ماہ میں مروں گا۔ جتنی دولت تھی سب خیرات کردی بعورت اور بیٹے کیلیے دھن رکھ لیا۔ باقی تمام برہمنوں کو دیا۔ اور راجہ کیلاش کو گیا۔ پتلی بولی سُن راجہ بھوج ! بکرما نے اتنا کام کیا اس لئے تجھ سے کہتی ہوں کہ اچھے کرم کر۔ وہ دن یوں ہی گذر گیا۔ راجہ نا اُمید ہوکر گیا۔ صبح ہوتے ہی ہاتھ منہ دھو اشنان پوجا کر آیا جتنے لوگ تھے حاضر ہوئے۔ راجہ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ پتلیاں جھوٹ باتیں بنا بنا کر میرے آگے کہتی ہیں۔ اب انکی باتیں نہ سنوں گا۔ اس سنگھاسن پر بیٹھوں گا یہ لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ ....

جگ جیوتی ستائیسویں پُتلی بولی

ایکدن راجہ بکرما اپنی سبھا میں بیٹھا تھا کہ پتلی پرسنگ نکالا۔ اسمیں کوئی بول اُٹھا۔ کہ آج راجہ اندر کے برابر کوئی راجہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ دیو لوک کا راج کرتا ہے۔ یہ بکرما نے سُن کر بیتالوں کو کہا کہ مجھے اندر پوری کو لیچلو۔ بیتال تُرت لے اُڑے اور فوراً اندر کی سبھا میں پہنچا دیا۔ راجہ نے جاتے ہی اندر کو ڈنڈوت کی۔ تب اندر نے بیٹھنے کو اجازت دی یہ حکم پاکر بیٹھ گیا۔ اندر نے کہا کہ کہاں سے آئے ہو۔ تمہارا نام کیا ہے۔ کس لیے یہاں آئے ہو سو کہو۔ راجہ بولا کہ اُجین نگری کا راجہ بکرم ہوں۔ آپکے چرنوں کے درشن کو آیا ہوں تب اندر خوش ہوکر بولا۔ کہ ہم نے بھی تمہارا نام سُنا تھا اور ملنے کی خواہش تھی۔ سو تم نے اُستی ریت کی۔ اب تمہارا جو منورتھ ہو کہو۔ جو چاہو مانگو۔ راجہ نے کہا سوامی آپکی

کرپا سے ہر چیز ہے۔ راجہ کی یہ باتیں سن کر اندر نے خوش ہو اپنا مکٹ دے یہ آسیس
دی کہ جو تیرے سنگھاسن کو بُری نظر سے دیکھے گا۔ فوراً اندھا ہوگا۔ راجہ وہاں سے
وداع ہوا اپنے نگر میں آیا۔ یہ بات پتلی نے راجہ بھوج کو کہی۔ تب راجہ بھوج نے
چاہا کہ سنگھاسن پر پاؤں رکھوں۔ اتنے میں آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر دیوانی سی باتیں
کرنے لگا۔ یہ دیکھکر پتلیاں کھلکھلا کر ہنسیں۔ پھر سب کہنے لگے کہ راجہ نے یہ کیا کیا کہ
سنگھاسن پر پاؤں دیا۔ یہ دیکھ راجہ بہت شرمندہ ہوا۔ پتلی بولی کہ مورکھ تم نے
ہماری بات نہ سن کر کیا پھل پایا۔ یہ سن کر بولا کہ اس کا یتن بتاؤ۔ پھر پتلی بولی کہ
راجہ بکرم کا نام لے تب تو اس دکھ سے رہا ہوگا۔ جب راجہ بکرم کا جس راجہ بھوج نے
بیان کیا تب ہاتھ چھوٹے اور آنکھوں سے بھی دیکھنے لگا۔ پھر نیچے اتر کھڑا ہوا۔
یہ دیکھکر سب لوگ خوف زدہ ہوئے۔ راجہ بھی ڈرا۔ لوگ بولے راجہ بکرم کے برابر ہونا
اس کلجگ میں کٹھن ہے۔ پھر پتلی بولی کہ راجہ اسی واسطے ہم نے کہا تھا کہ ہماری بات
جھوٹ نہ مان۔ اپنے برابر راجہ بکرما کو مت جان۔ وہ دیوتاؤں کے برابر تھا۔ یہ
سنگھاسن تمہارے لائق نہیں ہے۔ وہ دن بھی گذر گیا۔ صبح کو پھر تیار ہوا۔

منموہنی اٹھائیسویں پتلی بولی

ایکدن میں نے راجہ بکرما سے ہنسکر کہا کہ سوامی پاتال میں راجہ بل بڑا راجہ ہے
تم اُس کے پاس ہو آؤ۔ راجہ نے یہ سنتے ہی بیتالوں کو بلا کر اجازت دی۔ کہ پاتال
پوری میں راجہ بل کے ہاں چلو۔ بیتالوں نے دم بھر میں پاتال پہنچا دیا۔ راجہ وہ
شہر دیکھ کہنے لگا۔ ایسا کوئی نگر نہیں دیکھا۔ کیلاش کی مانند ہو رہا ہے۔ دھنیہ راجہ
بل جو اس نگری کا راجیہ کرتا ہے۔ اس طرح نگر دیکھتا ہوا راجہ سنگھ پور جا کھڑا ہوا۔ ہاتھ
جوڑ کر دوار پالوں کو بولا کہ راجہ کو میرے آنے کی خبر کرو۔ کہو کہ مہاراج مرت لوک سے راجہ بکرم
درشن کو آیا ہے۔ یہ سنکر انہوں نے خبر کی۔ بکرم کا نام سن کر راجہ بل نے کہا میں صورت

نہ دکھاؤں گا۔ یہ سن کر دربان نے راجہ سے کہا تمہیں درشن نہیں ہوگا۔ راجہ بکرم بولا۔ کہ جبتک درشن نہ پاؤں گا یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ دربان نے راجہ بل سے کہا۔ اس نے کہا بکرم کیا راجہ اندر بھی آوے تو میں درشن نہ دوں۔ پھر کئی دن کے بعد راجہ نے دکھ پاکر اپنا سر کاٹ ڈالا۔ راجہ بل کی تمام سبھا میں رولا مچا کہ اس پرانی نے بڑا عجیب کام کیا راجہ نے یہ سن کر آگیا دی کہ امرت لیجا کر زندہ کر دو۔ اور کہو کہ تمہیں درشن ملے گا گھبراؤ نہیں تو جا کر اپنا راج کر۔ جب شورانری آویگی تب آپ کو درشن ملیگا۔ یہ سن کر راجہ کا ایک داس امرت لیگیا۔ راجہ بکرما پر چھڑکہ کر زندہ کیا۔ پھر راجہ بل کا تمام سندیسہ کہا۔ سن کر بکرم بولا تم یہ بات کہکر مجھے کیوں بہکاتے ہو۔ تمہاری بات نہ مانوں گا۔ بہتر ہے۔ کہ مہاراج ترنت درشن دیں۔ یہ سن کر دربان نے راجہ سے کہا۔ کہ وہ نہیں مانتا۔ اس کو کچھ دیر ہوئی۔ کہ راجہ بکرما نے پھر اپنا سر کاٹ ڈالا۔ دربان نے راجہ سے کہا مہاراج اس نے پھر سر کاٹ ڈالا۔ راجہ نے پھر امرت بھیجدیا اور کہا جلد سمجھا کر اس کے نگر بھیجدو۔ دوت نے راجہ پر امرت چھڑک کر زندہ کردیا۔ کہا کہ نگر کو چلا جا۔ لوگوں نے راجہ بل کو آکر کہا۔ کہ مہاراج بکرم کو نراش مت کرو کہ اس نے ہمت بڑی کی۔

اتنی سن کر راجہ بل دوار پر آیا بکرم نے ڈنڈوت کر ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاراج دھنیہ بھاگ میرے جو میں نے درشن پایا کہنے لگا مہاراج بکرم کی کیا خطا تھی کہ آپ مجھے درشن نہ دیتے تھے۔ تب راجہ بل نے کہا کہ سُن بکرم کلجگ میں تیری برابر کوئی نہیں پہلے راجہ ہرشچندر بڑا دانی تھا۔ راجہ جگت دیو بڑا دانی ہوا ہے۔ انہوں نے بڑا دان کیا تھا۔ پر تیرا ہمت و ارادہ زیادہ رہا تیری تپسیا بڑی زورآور ہے۔ اس لئے درشن دیا۔ ہاتھ جوڑ کر کہا۔ آپ نے سچ کہا ہے۔ میں نے تنبھے کر اپنے جی میں ٹھانا کہ آپ نے کرپا کر درشن دیکر بھو ساگر سے پار کیا۔ پھر راجہ نے کہا کہ اب تو رخصت ہو۔ جا کر اپنا راج کاج کر۔ اتنے میں راجہ بل نے ایک لعل منگا کر بکرم کو پرشاد دیا اس کا گن بتایا کہ جو اس سے مانگیگے یہ سب دیگا۔ بکرم نے ہاتھ جوڑ کر وداع ہو بیتال پر سوار ہو اپنے نگر کو آیا۔ نگر کے پاس ندی کے کنارے دیکھے تو ایک عورت کا خاوند مر گیا ہے۔ اُسے جلا کر

رو گڑگڑی روتی ہے اور کہتی ہے۔ کہ اب دنیا میں میرا مالک کوئی نہیں۔ نہ میرے پاس مایا ہے
میں کسطرح تیرا ادا کروں گی۔ یہ دیکھکر راجہ کو رحم آیا اور وہ لعل عورت کو دیکر کہا کہ جو
اس سے مانگے گی سو ملے گا۔ یہ لعل لیکر اپنے نگر میں گئی۔ راجہ بھی اپنے گھر گیا۔ اتنی
بات کہکر پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج بہ گن بکرم کے تھے ایسا ساہسی تھا۔ تو اپنے من
کے خیال سے باز آ۔ جو بکرم نے کام کئے ہیں تجھ سے کہوں گی۔ وہ دن بھی ٹل گیا
پھر صبح دیوان کو لیکر سنگھاسن کے پاس آیا۔ تب....

ویدیہی انتیسویں پتلی بولی

راجہ بھوج تو کس بات پر پھولا ہے۔ سکھیوں نے تمہیں کتھا سنائی۔ پھر بھی
تو پتھر دل اب مجھ سے بات سن تو میں سنگھاسن پر پاؤں دے۔

پتلی بولی ایک دن راجہ بکرما رات کو محل میں سوتا تھا سو خواب دیکھا کہ سونے
کا ایک محل ہے۔ اسمیں مختلف قسم کے رتن جڑے ہیں۔ طرح طرح کے پکوان اور سوگندھ
ہیں۔ ایک طرف پھولوں کی سیج بچھی ہے۔ ایک طرف عطردان، پاندان، گلاب دان
بھرے دھرے ہیں۔ مکان کے چاروں طرف پھلواڑی کھلی ہے۔ باہر دیواروں پر ایسی
تصویریں بنی ہیں۔ کہ دیکھتے ہی دل فریفتہ ہو جاتا ہے۔ مندر کے اندر خوبصورت عورتیں
اچھے سنگار کئے بیٹھی تھیں۔ مدھر سروں میں گاتی تھیں۔ ایک تپسی بیٹھا ہوا راگ
سنتا ہے۔ یہ دیکھ راجہ نے جی میں کہا کہ تپسی ان عورتوں کے جوگ نہیں۔ اتنے میں آنکھ
کھل گئیں۔ صبح ہوئی اشنان دھیان کیا۔ ویروں کو بلا کر کہا۔ کہ میں نے جس جگہ کو خواب
میں دیکھا تم وہاں لے چلو۔ راجہ کی بات سنتے ہی اٹھا کر وہاں پہنچا دیا۔ راجہ نے ویروں
کو رخصت کیا۔ باغ میں گیا۔ مکان کی تیاری دیکھتے ہی من میں کہنے لگا کہ یہ مکان بنانا کسی
آدمی کا مقدور نہیں یا برہما نے اپنے ہاتھ سے رچا ہے۔ پھر مندر کے اندر جا راجہ
کھڑا ہوا۔ اتنے میں وہاں جو رنڈیاں بیٹھی تھیں اور گا رہی تھیں راجہ کو دیکھ چپ ہو گئیں

اس سدھ کا سمرن کیا۔ اس نے فوراً آکر درشن دیا۔ بکرم کو دیکھکر بولا ابھی تجھے شراپ دیتا ہوں۔ کہ جلکر بھسم ہوگا۔ کیوں میرے مقام پر آیا۔ کہ استریاں بیٹھی گا رہی ہیں۔ تو نے آکر کیوں بھنگ کیا۔ یہ سن راجہ ہاتھ جوڑکر بولا۔ مہاراج میں انجان یہاں آیا ہوں۔ تمہارے درشن کی خواہش تھی۔ آپ کا داس ہوں۔ میری غلطی معاف کرو۔ یہ سن جوگی بولا کہ سن راجہ بکرم تم نے سچ کہا ہے۔ ہمکو بڑا غصہ آیا تھا۔ جو تو میرے سامنے نہ ہوتا میں تجھے شراپ دیتا اب میں تیری بات سن خوش ہوا۔ تو مجھ سے جو چاہے مانگ۔ راجہ نے کہا۔ کہ آپکے پرشاد سے میرے یہاں سب کچھ ہے۔ پر ایک چیز مانگنے کیلئے میں آپکے پاس آیا ہوں۔ جو آپ دیں تو میں مانگوں۔

یہ سن کر جوگی بولا راجہ تو جو مانگیگا سو میں دونگا۔ راجہ نے کہا یہ مندر دیجئے تو میں مانگوں۔ یہ سن جوگی نے دیر نہ کی فوراً وہ مندر راجہ کو دیا۔ اور آپ وہاں سے تیرتھ برت کرنیکو گیا۔ راجہ خوش ہوکر گدی پر جا بیٹھا۔ رنڈیاں جیسے گاتی تھیں گانے لگیں۔ راجہ مندر میں رہنے لگا۔ اور جوگی جنگل میں بھٹکتا پھرتا تھا۔ جو کوئی سدھ ملتا اسسے اپنا دکھ کہتا تھا۔ اس طرح سے تیرتھ میں ایک جتی سے اپنا دکھ بیان کیا۔ اس نے کہا۔ تو بھیس بدلکر راجہ سے اس مکان کا سوال کر وہ دھرماتما راجہ ہے فوراً پورا کریگا۔ تب اس نے بھیس بدل راجہ بکرم سے اس مکان کا سوال کیا۔ راجہ بکرم نے وہ مکان اس کو دیدیا اور اپنے گھر کو واپس آیا۔ اتنی کہہ پتلی بولی سن راجہ بھوج تو اس سنگھاسن پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہے۔ اپنے جی میں کیا بچارتا ہے جو ایسا ارادہ کرتا ہے۔ راجہ اپنے مندر میں گیا۔ رات کاٹی صبح ہوئی پھر چاہا کہ سنگھاسن پر پاؤں رکھے۔

روپ وتی تیسویں پتلی بولی

کہ سن راجہ اگیانی ایسا پرتاپ تجھ میں کہاں جو اس سنگھاسن پر بیٹھے۔ ایکدن کی بات ہے۔ کہ راجہ بکرم ایک رات اپنے محل میں سو رہا تھا۔ راجہ کے جی میں یکلخت آیا کہ

اُٹھکر ڈھال تلوار لے شہر میں پھرنے لگا۔ جا کر دیکھا تو چار چور چوری کی تلاش میں کھڑے ہیں۔ ایک نے کہا کہ اچھا شگون سے چلو تو کچھ مال ہاتھ لگے۔ انکی باتیں راجہ نے سُنیں اور اُنہوں نے بھی راجہ کو دیکھا۔ ایک چور راجہ سے بولا کہ تو کون ہے؟ راجہ نے کہا جو تم ہو سو میں ہوں۔ یہ سُن کر اُنہوں نے راجہ کو بھی آپسمیں ملالیا۔ اور چوری کو چلے آگے جا کر ایک سے ایک پوچھنے لگا کہ اپنا اپنا گُن بیان کرو۔ تب ایک نے کہا کہ ایسا مہورت جانتا ہوں کہ جسمیں کبھی خالی ہاتھ نہ آوے۔ دوسرا بولا میں تمام جانوروں کی بولی جانتا ہوں۔ تیسرا بولا میں جس مکان میں جاؤں کوئی نہ دیکھے۔ کام کرکے آؤں۔ چوتھا بولا میرے پاس ایک چیز ہے۔ کہ کوئی کتنا بھی ہمیں مارے نہ مروں۔ ان چاروں نے یہ باتیں کہیا راجہ سے پُوچھا۔ کہ تو کیا جانتا ہے۔ وہ بولا میں یہ ودیا جانتا ہوں کہ جہاں مال رکھا ہو بتا دوں۔

یہ سُن چاروں نے کہا کہ تو آگے چل ہم تیرے پیچھے ہیں۔ جہاں دولت ہو ہمیں بتا۔ اس طرح کی باتیں کر آگے راجہ پیچھے چور چلے۔ راجہ کے محل کے نیچے باغ میں جس جگہ راجہ کی دولت گڑی تھی چوروں کو راجہ نے بتا دی۔ اُنہوں نے کھود کر تہ خانہ کا دروازہ توڑ کر ہزاروں اور کروڑوں جواہر اشرفیاں روپے بھرے ہیں دیکھا۔ اور باندھکر چلے۔ اتنے میں گیدڑ بولا اس مال کے لینے میں فائدہ نہیں۔ ان میں سے ایک بولا۔ کہ لکشمی کو ہم نہیں چھوڑینگے۔ دوسرا بولا بھائی دھن تو پایا پر بستر نہیں ملے۔ اس سے کہیں چل کر چوری کیجئے۔ ان میں سے ایک بولا کہ راجہ کا دھوبی یہاں رہتا ہے۔ اس کے ہاں جا کر سیندھ دیں۔ اس کا گدھا دیکھکر بولا تب دھوبی جاگا۔ گدھے کو پیٹ کر کہنے لگا۔ کہ یہ کمبخت پیچھے پڑا ہے۔ دن بھر گھاٹ پر محنت کروں اور رات کو یہ نہ سونے دے۔ اتنا کہہ دھوبی جا کر سو رہا۔ گدھا چوروں کو دیکھکر پھر بولا آخر دھوبی نے چار پانچ مرتبہ مار مار کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ سو رہا۔ چور تو چوری کرنے لگے راجہ نے اپنے جی میں بچارا کہ وہ تو اپنا مال تھا جو چلا گیا۔ اب انکے ساتھ رہکر پاپ کا بھاگی کون ہوگا۔ یہ سوچکر راجا اپنے محلوں میں چلا آیا اور چور پکڑوں کو باندھکر اپنے

گھروں کو گئے۔ صبح ہونے ہی شور ہوا کہ راجہ کے خزانے میں چوری ہوئی۔ کوتوال آیا تحقیقات کے بعد چور گرفتار کر لئے۔ اور راجہ کے ہاں پیش کئے۔ راجہ کا منہ دیکھ دیکھ کر چور اپنے جی میں بچار کرنے لگے۔ کہ راجہ ہی کی صورت کا پانچواں چور ہمارے ساتھ تھا دھوبی کے ہاں ہم چوری کو گئے تب وہ جاتا رہا۔ اور اپنا حصہ نہ لے گیا۔ یہ سوچ رہے تھے۔ کہ راجہ نے مسکرا کر کہا۔ کہ تم میرا مُکھ دیکھکر کیا سوچتے ہو۔ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ وہ مال واپس کر دو۔ اور اپنے جی میں مت ڈرو۔ ہم نے تمہاری جان بخشی۔ پر ایک بات تمکو کہتا ہوں وہ تمہیں کرنی پڑیگی۔ تم چوری کرنے سے ہاتھ اُٹھاؤ اور تمکو جو چاہیئے خزانہ سے لیلو۔ یہ سُن کر راجہ کی بات قبول کی۔ راجہ نے انکو اور بھی دولت دی اور رخصت کیا۔

اتنی بات کہہ پتلی بولی سُن راجہ بھوج نہ تجھ میں اتنا ساہس ہے جو اس سنگھاسن کے لائق ہو اب جا کر اپنا راج کر اور یہ خیال چھوڑ۔ راجہ وہاں سے اپنے مکان میں آیا۔ وہ دن بھی گذر گیا۔ راجہ رات کاٹ کر دوسرے دن سنگھاسن کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اور بچار کر رہا تھا۔ کہ ایک ماں وہ تھی جس کا بکرم جیسا لڑکا پیدا ہوا۔ ایک میں ہوں کہ کُل کو داغ لگایا۔ یہ سوچ غصہ کر جلدی کرنا چاہا کہ سنگھاسن پر بیٹھے۔ تب.....

کوشلیا اکتیسویں پتلی بولی

سُن راجہ بھوج! تو بڑا مورکھ ہے جو کہنا نہیں مانتا اور ساہس کرتا ہے۔ سونے کی برابری پیتل نہیں کر سکتا۔ ہیرے کے برابر شیشہ نہیں ہوتا۔ اس سے تو ہزار اپنے جی میں منصوبے کیا کر۔ لیکن راجہ بکرما کے برابر تو نہیں ہو سکتا۔ سنگھاسن پر بیٹھتے تمکو شرم نہیں آتی۔ اتنی بات پتلی کی سُن کر راجہ جی میں بہت شرمندہ ہوا۔ پتلی بولی کہ سُن راجہ بکرما کی ایک دن کی بات کہتی ہوں۔ کہ جب راجہ کے مرنے کے دن نزدیک

آئے تب معلوم کر کے اسی نگر میں گنگا کے کنارے ایک مندر بنوایا۔ جب مندر بن چکا تب آپ بھی وہاں جا رہا۔ تمام مُلک میں خبر کی کہ کوئی دان لینا چاہے وہ نگری میں آ کرے جتنے برہمن، پنڈت بھکاری آئے منہ مانگے دان پائے۔ یہ خبر دیوتاؤں کو بھی ہوئی بہت سے دیوتا روپ بدل بدل کر دان کا بہانہ کر راجہ کو دیکھنے آئے۔ جو بھی جی میں آیا سو مانگا۔ راجہ نے بھی وہی دیا۔ جب دان لے چکے تب راجہ کے سامنے کھڑے ہو اسیس دینے لگے کہ راجہ بکرم تینوں لوک میں تیری نشانی رہیگی۔ ست جگ میں راجہ ہریشچندر، ترینا میں راجہ بل، دواپر میں جیسا راجہ یدھشٹر، ہوا ویسا کلجگ میں راجہ بکرما تو ہے۔ جیسے چاروں جگ میں تم دھرماتما ہوئے ایسے نہ ہوئے اور نہ ہوں گے۔ اس طرح راجہ سے دیوتا رخصت ہوئے۔

اتنی بات کہہ پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج دیوتا سب وداع ہو گئے۔ تب راجہ جا کر اپنے محل میں بیٹھا۔ اتنے میں اور کسی راجہ کو کسی رشی نے شراپ دیا تھا سو وہ سونے کا ہرن بنکر راجہ کے سامنے آیا۔ راجہ نے دیکھتے ہی مارنیکو تیر کمان اُٹھایا چاہا کہ راجہ بان مارے۔ وہ ہرن بولا کہ میں اگلے جنم کا برہمن ہوں۔ مارے بھوک کے پھرتا ہوا ایک سدھ سے میں نے موت مانگی اس نے ہرن بنا دیا۔ برہمن نے سدھ سے کہا۔ کہ مہاراج تم نے ہرن تو بنایا پر میری گتی کسطرح ہوگی۔ تب کہا کہ کلجگ میں راجہ بکرما بڑا دانی ہوگا۔ پھر تم جا کر اُس کے درشن کرنا تب تیری مکتی ہوگی۔ اس لیئے میں تیرے درشن کو آیا ہوں راجہ اسکی بات سنکر پرسن ہوا تب ہرن نے اپنا شریر تیاگ دیا۔ راجہ نے ہرن کو جلا کر گنگا میں بہا دیا۔ اتنا کہہ پتلی بولی کہ سن راجہ بھوج! تم اس کے برابر ہو سکتے ہو۔ اپنے جی سے یہ بات دور کر اور سنگھاسن کو جہاں سے لایا ہے وہاں پہنچا دے۔ اتنی بات سن راجہ بھوج اپنے دل میں بچار کرنے لگا۔ اور جواب کچھ نہ بن آیا۔ بہت مایوس ہو اپنے مندر میں آیا۔ اس طرح دن گذر گیا۔ رات کاٹی صبح ہوئی۔ پھر سنگھاسن کے پاس جا کر کھڑا ہوا تب۔

بتیسویں پتلی بولی

سنے راجہ بھوج جب راجہ بکرم کا دیہانت ہوا تو وہ بمان پر بیٹھکر اندرلوک

کو گیا۔ بناوتی نگری میں مشہور ہوا۔ تینوں لوکوں میں شور مچا کر راجہ بکرما کا دیہانت ہوا۔ اس اُئیا کو بُلا کر راجہ کے ساتھ لوپ ہو گئے۔ نہ سوامی رہا نہ وہ داس رہے سنسار سے دھرم کی دھجا اُکھڑ گئی۔ راجہ کی تمام رعیت رونے لگی، برہمن، بھکاری دُکھیا سب رو کر کہنے لگے۔ کہ ہمارا مان رکھنے والا آج اُٹھ گیا۔ رانیاں راجہ کے ساتھ ستی ہو گئیں۔ جتنے داس داسی تھے سب اناتھ ہو گئے۔ نوکر چاکر، سپاہی، شاگرد، رونے تھے کہتے تھے۔ کہ ہم میں کوئی کام نہ آیا۔ کھل بل راجہ کے راج میں ہو رہی تھی تب منتری نے راجکمار اجیت پال کو راج تلک کیا۔ نگروں میں ڈھنڈھورہ کرا دیا۔ کہ اجیت پال راجہ ہوا۔ وہ ایکدن اس سنگھاسن پر بیٹھا۔ کہ وہ مورچھا آنے سے بے خبر ہو گیا۔ اور خواب دیکھا۔ کہ بکرما نے اسے منع کیا۔ کہ اس سنگھاسن پر مت بیٹھ۔ جو میرا سا ساہس کرنا تو اس سنگھاسن پر بیٹھنا۔ پھر راجہ جیت پال کی آنکھ کھل گئیں۔ اور سنگھاسن سے نیچے اُتر بیٹھا۔ منتری کو بُلا کر خواب کا حال کہا۔ تب پردھان نے کہا کہ مہاراج! اس سنگھاسن پر بیٹھنا مناسب نہیں۔ ایک بات میں کہتا ہوں۔ آپ کریں کہ آج رات کو پوتر بھوم میں بچھونا بچھا کر اور راجہ کا دھیان کر۔ کہ مہاراج جو مجھے اجازت ہو اسی موافق میں کروں۔ یہ کامنا کر کے رات کو سوئیے۔ انہیں جیسا جواب کامنا کا ملے ویسا کیجیے۔ دیوان نے کہا تھا سو راجہ نے کیا جب راجہ سویا تب خواب میں جیت پال کو بکرما نے کہا۔ کہ اُجین نگری، دھارا نگری چھوڑ کر ابناوتی نگری میں راج کرو۔ صبح ہوتے ہی راجہ جیت پال نے مزدوروں کو بلایا اور سنگھاسن کو گڑوا دیا۔ آپ ابناوتی نگری میں راج کرنے لگا دھارا نگری اور اُجین نگری اُجڑ اُجڑ ابناوتی نگری آباد ہونے لگی۔ یہ پُتلی کی بات سُن راجہ بھوج مایوس ہو سر دھنکر اُٹھا دیوان کو بُلا کر کہا کہ جہاں سے یہ سنگھاسن نکالا ہے وہیں گڑوا دو۔ منتری کو اجازت دیکر آپ راج کاج چھوڑ بیٹھا۔ منتری راج کرنے لگا۔ آپ اُداس ہو ایک تیرتھ میں تپسیا کرنے گیا۔ یہ خبر سب راجاؤں کو ہوئی کہ راجہ بھوج نے اپنا راج تیاگ کر براگ لیا ہے۔ سچ ہے جس کام کے جوگ نہ ہو تو لازم ہے وہ کام نہ کرے۔

(ختم شد)

انجینروں الیکٹریشنوں اور بجلی کے کام سیکھنے والونکو نادر تحفہ

الیکٹرک گائیڈ

حال ہی میں ہم نے اس عظیم الشان کتاب کا ہندی ایڈیشن چھپوایا تھا. جو کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا. اب اردو داں اصحاب کے اصرار پر بجلی کے متعلق پوری واقفیت بہم پہنچانے اس لاجواب کتاب کا اردو ایڈیشن چھاپا گیا ہے. کتاب ہذا میں الیکٹرک موٹر. میٹر ڈائمنو. اکٹرنیہ. ٹرانسمیٹر وغیرہ کا مفصل بیان. ویلڈنگ کے اصول موٹر کار وائرنگ. انڈر گراؤنڈ وائرنگ وغیرہ کی تشریح دی گئی ہے جا بجا نقشہ جات و تصاویر دیکر تبدیلیوں کے لئے آسان بنا دیا گیا ہے. عبارت ایسی آسان ہے کہ معمولی پڑھا لکھا انسان اس کی مدد سے کچھ ہی دنوں میں ماہر فن بن سکتا ہے اور بآسانی اپنا گذارہ چلا سکتا ہے لہذا ضرورت مند اصحاب اپنی پہلی فرصت میں طلب فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے. رنگین جلد عمدہ کاغذ و طباعت. دلکش ڈسٹ کور قیمت فی جلد دو روپیہ آٹھ آنہ مع ڈاک خرچ تین روپیہ

ہر د عورت، طالب علم، نوجوان شادی شدہ، غیر شادی شدہ، تندرست، بیمار سب کو راستہ بتانیوالا

اصلی کوک شاستر

اگر آپ جوان خوبصورت تندرست رہنا چاہتے ہیں اور تندرست اولاد پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنی بیوی کو ہمیشہ کے لئے اپنا مطیع و فرمانبردار رکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا کر پڑھیں. اس میں کوکا پنڈت کی مکمل زندگی بہت سلیس عبارت میں درج کی گئی ہے. ہر قسم کے مرد عورت کی پہچان اور طرفین کو قابو میں رکھنے کے آسان طریقے حسب مرضی اولاد پیدا کرنے کے طریقے اور ہر بیماری سے بچنے کے طریقے خانہ داری کے تمام راز. مردانہ اور زنانہ بیماریوں کے لئے مجرب اور آزمودہ نسخے. زچہ بچہ کے متعلق تمام ہدایتیں بچے کی تکلیفات معلوم کرنے اور علاج کے طریقے درج کئے گئے ہیں. جنہیں پڑھ کر تمام خانگی تکلیفات سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے. اس کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرد کو عورت کے ساتھ اور عورت کو مرد کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے جس سے آپس کی محبت دن دونی رات چوگنی بڑھے. اور زندگی ہنسی خوشی اور مسرتوں سے بھرپور ہو جائے. [illegible] طباعت عمدہ. مضبوط جلد رنگین اور دلکش سرورق اور ان سب خوبیوں کے باوجود قیمت صرف تین روپے معہ ڈاکخرچ.

جواہرات کا ذخیرہ عرف صنعت حرفت کے راز

(از قلم منشی شیو ناتھ رائے تسکین)

ہر قسم کے اچار مربے، عرق، شربت، چٹنیاں، خمیرہ جات، معجونیں، جوارش، اطریفل، کشتہ جات جوب و سفوف تیار کرنے کے سینکڑوں نسخہ جات، یورپ و امریکہ کی پیٹنٹ ادویات جریان احتلام، آتشک، سوزاک، سیلان الرحم وغیرہ امراض مخصوصہ مردان و زنان کے لئے تیر بہدف مجربات، سنیاسیوں و جوگیوں کے سینہ بہ سینہ راز کتاب کیا ہے مانو دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے. ہر بے روزگار شخص اس کتاب کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا کر چند ہفتوں میں مالا مال بن سکتا ہے. اور ہر بال بچے دار شخص اس کتاب کی مدد سے اپنا اپنے عیال و اطفال کا گھروں میں ہونے والی عام امراض کا علاج بغیر کسی حکیم وید یا ڈاکٹر کی مدد کے خود کر سکتا ہے. اور اس طرح سے دوڑ دھوپ صرف زر اور پریشانی سے بچ سکتا ہے. ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی معتبر اور بیماز معلومات کتاب آج تک آپ نے نہ دیکھی ہو گی. لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ ولایتی. رنگین سرورق. قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ. علاوہ محصولڈاک.

سلائی کٹنگ [illegible] آسان

جسکو ایک ٹیلرنگ کالج کے ماہرین [illegible]
کر کے ملک کی بہت بڑی ضرورت کو پورا [illegible]
واسکٹ شیروانی، پاجامہ، اچکن، شلوار [illegible]
کٹائی و سلائی کا کام آسان اور عام فہم ڈھنگ سے سمجھایا [illegible]
شخص صرف چند یوم کے بغور مطالعہ سے ایک ماہر فن ٹیلر [illegible]
بال بچوں کا پیٹ بھر سکتا ہے. اب ہر سولہا استادوں کے [illegible]
پانی بھرنے اور خوشامد کرنے کی قطعی طور پر ضرورت نہیں رہی. کتاب [illegible]
سینکڑوں اشخاص ٹیلرنگ ہاؤس کھول کر ہزاروں روپے ماہوار پید[illegible]
قیمت دو روپے نو آنے

صابن سازی

اس کتاب کی مدد سے آپ ہر قسم کا صابن تیار کر سکتے ہیں اور سو روپے [illegible]
کما سکتے ہیں. صابن بنانے کے وہ لاجواب نسخے دیئے گئے ہیں جن کی بدولت [illegible]
سستے سے سستا صابن بن سکتا ہے. قیمت صرف ایک روپیہ ۸ آنہ

حسین و جمیل فلمی پریوں سے ملاقات کیجئے!

فلمی ستارے

(از قلم جناب پنڈت لکشمی چندر صاحب یاس ایم اے)

کتاب ہذا میں ہندوستان کی حسین و جمیل ایکٹرسوں نامور ایکٹروں اور ڈائریکٹروں کے حالات معہ ان کی تصاویر کے درج ہیں. فلمی پریوں کے متعلق [illegible] معلومات فراہم کی گئی ہیں. جو کہ شائقین کے لئے یقیناً بہت مفید ثابت ہوں گی. [illegible] کافی حد تک ان کی دلبستگی کا سامان مہیا کریں گی. اردو ادب میں آج تک ایسی [illegible] شائع نہ ہوئی تھی. جو ہر لحاظ سے مکمل ہو اور دنیائے فلم اور اس کے ستاروں کے [illegible] پوری معلومات مہیا کر سکے اب ہماری درخواست پر کئی ماہ کی جان توڑ کوششوں کے [illegible] بعد جناب پنڈت لکشمی چندر صاحب یاس نے یہ سدا بہار تحفہ تیار کیا ہے. جو کہ اپنی [illegible] آپ ہے. اور جس کی صوری و معنوی خوبیوں کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے کی[illegible] ہے. کتاب ہذا اگرما گرم ڈبل روٹیوں کے مانند بک رہی ہے آج ہی ایک جلد منگوا کر [illegible] دلچسپیوں میں اضافہ کریں. حسین ڈسٹ کور خوبصورت جلد. قیمت دو روپے ۹ معہ محصو[illegible]

اصلی ہارمونیم گائیڈ

بغیر استاد کے گھر بیٹھے ہارمونیم سکھانیوالی کتاب یہ کتاب شائقین کی فرما[illegible] پر ایک ماہر فن میوزک ماسٹر سے تیار کرائی ہے. جس کے مطالعہ سے آپ [illegible] ہر قسم کی راگ، راگنیاں مثلاً غزل. قوالی، ٹھمری، دادرا، تھیٹریکل گانے، آسا[illegible] ہنڈول، ملہار، گیت، رسیا، کہروا، اور ہندی و پنجابی گیت بغیر مدد استاد [illegible] بجانا آ جائیں گے. ہر سُر کو باقاعدہ طور پر تشریح کے ساتھ سمجھا کر آسان و [illegible] فہم بنا دیا گیا ہے. آج ہی ایک جلد منگوا کر جدید و قدیم طرزیں سیکھیں اور اپنے شوق کی تکمیل کریں. قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک عہ ایک روپیہ نو آنہ آج [illegible] اس مشہور زمانہ کتاب کے لئے آرڈر بھیجدیں ورنہ پھر دوسرے ایڈیشن [illegible] انتظار کرنا ہو گا. اور آپ جانتے ہیں انتظار کی گھڑیاں کاٹے نہیں کٹتیں.

پتہ:- گرگ اینڈ کو تاجران کتب کھاری باؤلی دہلی

Only Title Page ;—Printed at Mahalakshmi Press, Dariba Kalan, DELHI.